

(حمد حقوق بحق معصیت محفوظ ہیں)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ * هَمْدُهُ وَنُصْرَتُهُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

نَقْلُ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ (پ ۶۷)

(بے شک ان کے قصوں میں عبرت ہے ہمہ داروں کے لئے)

77

جامعہ اور سبق آموز

حکایات چشتیہ

(حصہ اول)

مؤلفہ

مندۂ فرید۔ محمد رضا المصطفیٰ چشتی نظامی

اس کتاب میں مقدس قرآن و حدیث اور دیگر چار سلاسل ادویہ ربانی کے ملفوظات و
تغنیفات اور اسلامی کتب کی روشنی میں ساقی کوثر، صاحب لولاک دانلئے غیوب علیہ الصلوٰۃ
وسلام کے فضائل و کمالات، فیوض و برکات، صداقت و عظمت اور انہیں کتب کے شواہد
مصور پر نور کا مالک مختار، نور علی نور، بے نظیر و بے مثال ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ نیز
ملفائے راشدین جو کہ حضور کے ہم راز اور انسانیت کے نمین تھے۔ ان کے کمالات
و تحریر ہیں۔ اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی دلچسپ مفید اور دل و دماغ کو وسعت
دینے والی حکایات جمع کر دی گئی ہیں۔ ہر حکایت کے بعد اس سے جو نتیجہ و فکر
ماحول ہوتا ہے۔ وہ ساتھ ہی لکھ دیا گیا ہے اور ان حکایات چشتیہ کو بڑے مدلل
درجہ پر اسے میں لکھا گیا ہے۔ حسب موقعہ اشعار بھی درج ہیں۔ اور ہر حکایت
چشتیہ کو اصل اور کئی کئی جوں سے دیکھ کر درج کیا گیا ہے۔ کتابوں کا نام معلوم۔ جلد
سب کچھ لکھ دیا گیا ہے۔

DATA ENTERED



ناشر: کتب خانہ "انوار چشتیہ" ۱۶۶۔ پی۔ ۳۳ سٹریٹ
منصور آباد۔ لائل پور

انتساب

۲۹۷۶۸۸
ح ۳۹
۱۶۹۶۶

اپنی اس حق رکوشش اور ناچیز تصنیف کو قبلہ و کعبہ والد اعظم حاجی الحرمین شریف
حضرت مولانا محمد احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حشری نظامی کے اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں
جن کی رگ رگ میں خواجہ کون و مکان نبی الوریٰ احمد علیہ عجبتے حضرت محمد
مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ و سلام کا عشق سرمدی سایا ہوا تھا۔ محبت رسول کے احاطہ سے
اکثر اوقات آپ کی آنکھیں اشکبار رہتی تھیں۔ ذکر و فکر آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ ہر
وقت درود شریف ہزار ہا پڑھتے رہتے تھے۔ آپ کے فیوض کا دائرہ بہت
وسیع تھا۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات گرامی سرایا فیوض و برکات
تھی۔ آپ کے زیر سایہ بندہ فرید نے مسلسل بارہاں سال سلوک کی منازل طے
کیں۔ حضرت والد علیہ رحمۃ اللہ کی برکت و جہرات بمطابق ۱۳۰۱ھ ۱۴۰۱ھ منظر ۱۳۰۹ھ
ہجری کی درمیانی شب کو نماز عشاء کی اذان کے وقت جب مؤذن نے شہادت
رسول کی گواہی دی تو یا حی یا قیوم کہتے ہوئے اپنے خالق و مالک کے حضور حاضر
ہو گئے۔ خداوند قدوس آپ کی قبر انور کو روشن کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام
عطا فرمائے۔ اور درجات کو بلند کرے۔ آمین!

یہ آپ ہی کا فیضانِ کرم ہے کہ فقیر حکایاتِ چشتیہ حصہ اول کو آپ کے سامنے جامع
اور پُر مغز کتاب کی صورت میں پیش کر رہا ہے۔ آخر میں قارئین کرام سے عرض معروض
ہوں کہ اگر اس کتاب میں کوئی غلطی یا خامی محسوس کریں تو اسے مصنف کی لاعلمی پر
محمول کرتے ہوئے درگزر فرمائیں۔ ”بھول کچھ میں نے چنے ہیں انکے دامن کیلئے“

بندہ فرید، محمد رفیع المصطفیٰ حشری نظامی ۲۷ شوال ۱۴۰۹ھ

انشاء اللہ! امیرہ حضرت کی شخصیت پر غور و فکر ایک جامع کتاب لکھے گا

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَاصْبِرُوا وَاصْبِرُوا تَدْرُ
أَتَقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ (آل عمران - ۲۰۰)

اے ایمان والو! (اگر کامیابی و سعادت حاصل کرنی چاہتے ہو تو) صبر کرو ایک دوسرے کو صبر کی ترغیب دو۔ ایک دوسرے کے ساتھ جڑ جاؤ۔ اور (ہر حال میں) خدا سے ڈرتے رہو تاکہ (اپنے مقصد میں) کامیاب ہو جاؤ۔ اسلام نام ہے اللہ تعالیٰ نے دین اور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت پر اجتماعی نظام تیار کیا ہے جس کے لئے فرد و مومن کو جماعت سے رابطہ قائم کرنے کی تلقین فرماتا ہے۔ چنانچہ اس آیت مبارکہ میں خالق کائنات نے اقوام عالم کے مسلمانوں سے یہی کہا ہے کہ مومنو! صبر و استقامت کا دامن کسی حالت میں بھی نہ چھوڑیں اور دشمن کے مقابلہ کیلئے آپس میں جڑ کر ہیں لیکن جماعت سے پیوستہ رہیں۔ خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی عمل پر ابھاریں چنانچہ جماعت کی اہمیت پر حضور سرور کائنات سائی کوثر دانائے غیوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بجا طور پر بہت زور دیا نبی اکرم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث قابل غور ہیں۔

بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا:-

”جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھر بھی باہر ہو جائے گا اس کی توبہ حالت کی موت

ہوگی۔ اور پھر خواجہ کون و مکان رطب اللسان ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ

جماعت پر ہے۔ جو جماعت سے الگ ہو گا وہ جہنم میں جائے گا۔ (ابن ماجہ)

گویا جماعت میں رہنا اور جماعت کے ساتھ رابطہ قائم کرنا سنت سے مطابقت

ہے۔ اور اس حقیقت کی علامتیں درویشی، ناہواری، علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ
کیا ہی ایمان انہیں دے سکتے ہیں۔ ۵

فرد را بطبع جماعت رحمت است
جوہر اور اکمال از بلت است
تا توانی با جماعت یار باش
روئی ہنگامہ احسار باش
فرد تا اندر جماعت گم شود
قطرہ وسعت طلب قلم شود

مسلمانو! اسلام یہ نہیں کہتا کہ تم اچھا نہ کھاؤ، اچھا نہ پہنو۔ رہیہ پیسہ نہ کھاؤ۔
موٹروں میں نہ پھرو، کوٹھیوں اور بنگلوں میں نہ رہو، مگر افسوس آج عاقبت کی نہیں
کچھ فکر نہیں اور محبت دنیا میں اس قدر فنا ہے کہ انجام کی پرواہ نہیں رہی۔ اور حصول
دولت، حصول عزت اور شان و شوکت کی بظاہر ناکوشی میں مارے مارے پھرتے
ہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ ۵

اڑاؤ عیش کرو عشرتیں بہت چھو لو
اڑو جہاز میں موٹر کی گود میں چھو لو
اڑو بلندی پہ آتنا فلک کو بھی چھو لو
خدا کے واسطے لیکن خدا کو مت چھو لو

قَالَ الْمُصْطَفَى ﷺ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ
اخْتَارَ أَصْحَابِي عَلَى أَجْمَعِ الْعَالَمِينَ سِوَى النَّبِيِّينَ
وَالرُّسُلِ سَلَفِينَ وَاخْتَارَ مِنْ أَصْحَابِي أَرْبَعَةً أَبَا بَكْرٍ
وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا فَجَعَلَهُمْ خَيْرَ أَصْحَابِي وَفِي
أَصْحَابِي كَلَامُ خَيْرٍ (خصائص کبریٰ ج ۱ ج ۱ ص ۲۹۸)

ساتھی کوثر علیہ الصلوٰۃ و سلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ
درخوان (اللہ علیہم) کو سارے جہانوں پر فضیلت بخشی ہے۔ ستر اہلبیوں اور
رسولوں کے۔ اور میرے صحابہ میں سے اللہ تعالیٰ نے (حضرت) ابوبکر (حضرت)
عمر (حضرت) عثمان اور (حضرت) علی (درخوان اللہ علیہم) ان چاروں کو
فضیلت بخشی ہے۔ اور انہیں سب صحابہ سے بہتر کہا ہے۔ اور میرے سب
صحابہ ہی فضیلت والے ہیں۔

ثنا فم یوم النشور علیہ الصلوٰۃ و سلام کے محبوب صحابہ کرام رضوان
اللہ علیہم اجمعین ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و مرسلین (علیہم السلام) کے بعد
سارے جہانوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ اور پھر انہی میں سے چار یا رہا
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی سیدنا صدیق اکبر سیدنا فاضل روق اعظم
سیدنا عثمان ذوالنورین اور سیدنا سید کرار رضی اللہ عنہم عزت و عظمت

شرافت اور بزرگی میں افضل و اعلیٰ ہیں۔ پس جو ان محبوبانِ مصطفیٰ کا دوست
ہے گویا وہ بڑا ہی خوش قسمت و خوش نصیب اور صاحبِ ایمان ہے۔ اور
جو نفوس ان مقبولانِ حق کے دشمن ہیں وہ تمام کائنات کے بڑوں سے زیادہ
بڑے اور بد بخت ہیں۔ ع

جہاں میں جسے صدیق با صفا نہ ملا

جسے عمرِ صاحبِ جری صاحبِ لقمان نہ ملا

لانہ کچھ جسے عثمان با حیا نہ ملا

جسے علی نہ ملا اسکو مصطفیٰ نہ ملا

لانہ جس کو محمد ﷺ اسے خدا نہ ملا

بجز رسول کسی کو یہ مرتبہ نہ ملا

مسلمانو! یہ حقیقت ہے کہ زبانِ مصطفیٰ اسے جو کچھ ارشاد ہوتا ہے وہ دراصل

خدا ہی کا ارشاد ہوتا ہے۔ اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی خواہش سے کچھ

فرماتے ہی نہیں۔ بلکہ ما یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ تَوَلَّوْا لَا وَحْیٌ یُّوْحٰی دیکھو (ع ۵)

وہ کوئی بات ہی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے اور اس

عقیدہ پر ایمان رکھنے کہ فرمانِ مصطفیٰ فرمانِ خدا تعالیٰ ہے۔

قول حق قرآن ہے قولِ پیر ہے حدیث

اہلِ دل کیواسطے تقریر ہے دونوں کی ایک

ہی ہے پیر اول تو اس دعوتِ اسلامی :- وہ خدا اور یہ نبی تدبیر ہے دونوں کی ایک

نقرا ط شریف

گرامی القدر عارف باللہ الغوامس فی بحار اسرار اللہ واقف حقائق
شرعیات عارف و قائل حقیقت علی حضرت حاجی احمد شریف جناب مولانا
مافظ محمد مظفر فاروقی صاحب حشری نظامی مظلہ العالی
دربار فیض عالم حضرت و آغا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاہور شریف

الاے طوطی گویائے اسرار

مبادا شکر خالی ز منتار

”حکایاتِ چشتیہ“ حصہ اول کو میں نے جتہ جتہ سے پڑھا تھا یہاں
برجستہ اور نور علی نور اور جذب و مستی سے معمور اور عقیدت و محبت سے مہر پایا
بریز ٹھٹھیں مارتے ہوئے پایا۔ جس کا فیر نے قلب سلیم کے ساتھ لفظ بہ لفظ
ہر سطر کا گہری نظر سے مطالعہ کیا۔ ”حکایاتِ چشتیہ“ کی مثال میرے خیال میں
”مغیر عشق“ کہا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ برادرِ طریقت حضرت علامہ سیر
بندہ فرید محمد رضا المصطفیٰ صاحب حشری نظامی سلمہ الرحمن کی بہیم مشقت
اور محنت شاقہ کا نتیجہ و فکر ہے۔ جنہوں نے پچیس حصوں پر ”حکایاتِ چشتیہ“
کو مرتب کرنا شروع کیا مولانا صاحب کے جسد مبارک میں محبت و معرفت
کے ہیکر ان نغز انیس چھپے ہوئے ہیں۔ جنہیں آپ اب آجا کر کرنے کی کوشش فرما
رہے ہیں۔ فاضل مصنف کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ ملک بھر میں ان کے عقیدہ مند

موجود ہیں۔ آپ کا اسلوب بیان بلاشبہ انعام ربانی ہے۔ ”حکایاتِ چشتیہ“
 اور بابِ طریقت سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے قابلِ قدر سرمایہٴ رشد و ہدایت
 ہے۔ جو روحانی بیماریوں کا تیرہ ہدف علاج ہے۔ اور یہی وہ روحِ تصوف
 ہے جس کے اسرار و رموز ایک طالبِ ہدایت کے کافی و شافی ہیں جسے اللہ
 تبارک و تعالیٰ کے قرب و رضا کی تلاش ہو اس کے لئے ”حکایاتِ چشتیہ“
 کا مطالعہ نہایت ضروری اور مفید ہے۔ اور ہر حکایت پر کیفیت، اثر و خیر
 نذرانہ ہائے عقیدت کا ایک لاجواب مجموعہ ہے۔ اور سرکارِ اجمیری خوش
 اثنائیں سلطانِ اغیاث الہند غریب نواز حضرت سیدنا معین الدین حسینی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روحانی عقیدت کے سدا بہار پھولوں کا حسین مرقع ہے۔
 جس سے آنکھیں منور اور دل مسرور ہو جاتے ہیں۔ علامہ صاحبِ جلیسِ القدر
 اولیاء ربانی عالیہ چشتیہ رضی اللہ عنہم کے مقدس سلسلہ میں منسلک ہیں۔ اور
 انہی کی مرتب کردہ ”حکایاتِ چشتیہ“ اپنی جامعیت اور افادیت کے لحاظ
 سے ایمان و عرفان، سوز و گداز اور اخلاق و روحانیت کے سدا بہار پھولوں
 کا بستر ہے۔ جو دماغ و روح کو محطِ کرم و تپا ہے۔ تمام مسلمانوں کے لئے بالعموم
 سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے مریدین اور متوسلین کے لئے بالخصوص ایک نایاب
 تحفہ یعنی حسن و عشق کا ایک بیسکراں سمندر ہے۔ میری دلی تمنا ہے کہ اہلِ طریقت
 ”حکایاتِ چشتیہ“ کی پُر سوز راہروں میں مستغرق ہو کر داخلِ صفا ہوں۔ اور فیضِ بیکراں
 سے فیضیاب ہو کر فیضانِ انوارِ چشتیہ سے اپنے قلبِ روح کو سرمایہٴ تسکین و بہم پہنچا لیں۔
 اور حضرت بندہٴ فرید قیامت تکمیلِ شجر کی صورت میں درختِ حیات میں۔ اور خالقِ کائنات
 باری تعالیٰ صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام انہی دین و دنیا میں عظیم الشان ترقی فرماتا ہے آمین ثمین
 نیازمندہ۔ حافظ محمد مظفر فاروقی چشتی۔ لاہور شریف۔ ۱۹ فروری ۱۹۷۹ء



پردوں سے عیاں ہو کر ناظر کے اشارے پر
 آیا ہوں گلستاں میں وحدت کے فوارے پر
 حسرت ہے نہاں دل میں ہر آن طسلاطم کی
 چلتی ہے مری قیاطوفان کے دھارے پر
 پابند حوادث ہے کچھ جوش جنوں میں سرا
 ہے ننگ اسے چلتا غمروں کے سہارے پر
 ساتی تیری محفل کا کوئی بھید کیا جانے
 مدہوش زمانہ ہے بس مے کے نظارے پر
 حیرت میں بخومی ہے اور محفلِ انجم بھی
 رکھا جو قدم میں نے اس زحل تارے پر
 اس قوم کی حالت پر اللہ کی رحمت ہو
 بگڑی جو بگڑنے سے سوری نہ سلورنے پر
 چل دو رہو کم بختی اب تیرا گذر مشکل
 وہ دیکھ بلاتا ہے اقبال کناکے پر
 اسے رخصتا تری ہستی پر کیوں ناز نہ ہو ہمو
 نازاں ہے مصوّر بھی خود نقش ہمارے پر

ایک نظر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ
اَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس زمانہ الحاد و نادیت میں ہر طرف نفرت اور وحشت و بربریت کا سماں ہے۔ کسی فرد کو بھی دلی سکون میسر نہیں۔ انسا نفسی کا عجب عالم رواں دواں ہے۔ اور اسی الحادیت کی فقہاؤں میں کتابوں کی بھی ایک دنیا ہے۔ جس کی تجلیاں چار سو پچاسی ہوئی ہیں۔ اور انہی تجلیوں کی شعاعوں میں روغنائی، ناولوں، افسانوں اور جنسی معلومات کی کتابوں کی افراط ہے۔ جنہیں سبھی بچوں اور بڑے ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں اور قوم ان کے مصنفین کو داد تحسین دیتی ہے۔ لیکن یہ تمام کتب زیادہ تر دروغ و کذب پر مبنی ہیں۔ ان میں ذمہ انجمن بھی حقیقت و صداقت نہیں ہوتی۔ تاہم مصنفین اپنی کتابوں کو عظیم شاہکار سمجھتے ہیں۔ اور گاہے گاہے افسانوں اور ناولوں کے "نمبر" بھی نکالتے ہیں۔ قوم انہیں ہاتھ لیتی ہے۔ اور ملت انہی کتب کو ترقی پسند ادب کے نام سے موسوم کرتی ہے۔ حالانکہ اسی ادب کی برکت سے خاندانوں کے خاندان تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ اور آئندہ لائبریریوں میں شرافت، عظمت اور تہذیب و تمدن کا بیڑا غرق کر لینے والی کتب موجود ہیں۔ سکولوں اور کالجوں

کی لڑکیاں اور لڑکے اپنی کتب کی بدولت پستی کے گھنڈے رات میں گر رہے ہیں اور جنسی، روحانی واقعات آئے دن ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ عام اخبارات اسی حقیقت کے شاہد ہیں کہ انمواد قتل و غارت کے جتنے واقعات ہو رہے ہیں۔ یہ سبھی اپنی کتب کا فیضان ہیں۔ چنانچہ قصے اور حکایات ضرور ہی نہیں کہ افسانوی رنگ میں ہوں۔ اس عالم رنگ و بو میں پیچھے قہقہوں اور نیچہ خیز حکایات کا وجود بھی ہے۔ قرآن و حدیث اور اولیاء ربانی کے ملفوظات میں حکایات و قصص ایسے بھی ہیں جن سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ اور ان کی طفیلیہ رشد و ہدایت کی شمعیں صراطِ مستقیم سے ٹھکی ہوئی رُوحوں کو واصلِ بالہ و رہنمائی الہیوں کے مقامات پر پہنچانے میں مدد دیتی ہیں۔ بلکہ خود ہادی بے گشتاں نور القبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات میں سابقہ اقوام کے حسن واقعات بھی پائے جاتے ہیں۔

مگر اس نام نہاد تہذیب و تمدن اور ادبیات کے زمانے میں مشکل یہ ہے کہ یہ تمام قصص و حکایات پرانی باتیں ہیں۔ اور اس ماڈرن ثقافت میں ان پرانی اور دنیائے بائوں کی طرف کوئی بھی توجہ نہیں دیتا۔ کاشیں مسلمان آج کل کے لاجینی افسانوں اور چھوٹی روحانی حکایات کی بجائے اپنے اسلاف کے حقیقی افسانوں اور اولیاء ربانی کے پیچھے واقعات کو ٹپھیں نیز دوسرے کو بھی پڑھنے پڑھانے کی تلقین کریں تاکہ انکے پڑھنے سے دین و دنیا کی تمام مشکلات دور ہوں۔ اور یوم حساب کے لئے بھی کچھ فوائد جمع ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ مقبولانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصص و حکایات کے توسل سے تنگدستی دور ہوتی ہے۔ اور سودگی و راحت کی فراوانیوں کا سماں پیدا ہوتا ہے۔ قوم کے بیٹوں اور بیٹیوں کی ناگفتہ حالت دیکھ کر دلی خواہش پیدا ہوتی کہ انہیں دین محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء ربانی سے روشناس کرایا جائے۔ مگر ہر کام کو ایک وقت درکار ہوتا ہے۔ اور عرصہ دراز سے یہی خواہش دلِ مضطرب میں اجاگر

ہوئی رہی۔ آخر فیصل ایندوی ہوا اور پارسا سال عشرہ اعتکاف میں قلب و دماغ کو سکون
 ملا۔ اور خواب کی حالت میں شیخ کمال کا حکم ہوا۔ بالآخر اس بابر عظیم کو اٹھانے کی ہمت
 کی۔ حقیقی کائنات نے حضور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ اور
 اولیائے چشت رضی اللہ عنہم کی طفیل خصوصاً اپنے پیر کمال قطب زماں جانشین
 صدر الدین سرچشمہ فیوض و برکات علیہ حضرت میاں غلام محمد صاحب چشتی نظامی
 مل پوری منظرہ اعلیٰ کے روحانی امداد و اعانت و تصرفات اور آپ کے فیوض و
 برکات کے عظیم توسل سے ذات حق نے میرے بازوؤں میں ہمت و طاقت اور
 شرح الصدر کو کمال کرم نوازی سے پڑھایا کیا۔ اور میرے مولائے
 میری بے کسی کی لاج رکھ لی۔ اور پھر میں نے اس "باب عظیم" حکایات چشتیہ کو
 مرتب کرنا شروع کر دیا۔ کتاب ہذا اس مقدس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے۔ میں نے
 قرآن و حدیث اور اسلامی لطایف و احوال اور ملفوظات اولیاء ربانی کے حقیقی
 قصوں اور ایمان افروز حکایات چشتیہ کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ میرے ذہن میں یہ سلسلہ
 بڑا طویل ہے۔ اور دلی خواہش ہے کہ اس مبارک سلسلہ کو دو دو تک لے جاؤں چنانچہ
 میں وثوق سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ و سلام کی طفیل
 "حکایات چشتیہ" کو پچیس حصوں پر مرتب کروں گا۔ میں نے اس تالیف کے جو باب
 تجویز کئے ہیں وہ بہت ہی زیادہ ہیں۔ تاہم "حکایات چشتیہ" حصہ اول میں حسب
 ذیل باب ہیں۔

باب اول	توحید باری تعالیٰ
باب دوم	ماکان و مایکون
باب سوم	امیر المؤمنین صدیق اعظم
باب چہارم	امیر المؤمنین فاروق اعظم

امیر المومنین عثمان بن عفان
امیر المومنین مولانا علی المرتضیٰ

باب پنجم
باب ششم

چونکہ یہ سلسلہ بہت طویل ہے۔ اس لئے یہ کتاب پہلے باب پر مشتمل ہے۔ اور حکایات
چشتیہ کے باقی حصے انشاء اللہ مناسب ابواب پر مرتب ہوں گے۔ ضرورت اس
امر کی ہے کہ مسلمانان پاکستان بالخصوص، سلسلہ چشتیہ نظامیہ، صاحبزادے کے پیر بھائی
میری جوصلہ افزائی کریں۔ اور اپنے علاوہ دوسروں کو بھی اس کے پڑھنے اور
پڑھانے کی تلقین کریں۔

سلام ہو آن سید روحوں پر جو ایسی کتابوں کی منتظر رہتی ہیں۔

ایں سلسلہ از طلائے ناب ست
ایں خانہ تمام از قباب ست
لکھتا ہوں رضا "حکایات چشتیہ" کے افکار
تصوف و شریعت کے رموز و اسرار

بندہ فرید۔ محمد رضا المصطفیٰ چشتی نظامی

مورخہ ۱۷، صفر ۱۳۹۵ھ

بروز منگل

محمد رضا المصطفیٰ چشتی
ابن حضرت محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ

فہرست حکایات شریفہ اول

صفحہ	عنوان	حکایت نمبر	صفحہ	عنوان	حکایت نمبر
۲۷	محیط کل	۲	۳	تعالیٰ اللہ تعالیٰ	
۲۸	بے مثال		۵	قال المصطفیٰ	
۲۹	ذات حق		۶	تقدیر شریف	
۳۰	وجود خدا		۹	عشر	
	باب دوم		۱۰	ایک نظر	
	ماکان و مایکون			باب اول - توحید باری	
۳۳	خطبہ استقبالیہ	۳	۶۱	جمال اللہ	
۳۴	باقی محفل		۶۱	پیش لفظ	
۳۵	اقرار خدا		۶۲	نام کی ابتداء	
۳۷	تقدیر حق		۶۳	انوار الہی	
	رسول عربی		۶۴	عظیم مصور	
۴۱			۶۴	اقرار خدا	
۴۲	حالت دنیا	۴	۶۵	تو ہی تو	
۴۳	غرب		۶۵	منکر فلسفی	
۴۳	نوزید صبح				

حکایت نمبر	عنوان	صفحہ	حکایت نمبر	عنوان	صفحہ
	ایمانی تقریر	۴۵		منظر الہی	۴۴
	انہماک خیال	۴۷		تکبیل نفس	۴۵
	فیض چشم	۴۸		معیار محبت	۴۶
۵	قرمان محبوب	۵۰	۸	جان ایمان	۶۰
	خواہش دیدار	۵۱		نسبت کا تعلق	۶۰
	ذکر محبوب	۵۱		جان اور ایمان	۶۲
	مشاہدہ یار	۵۲	۹	شوق دیدار	۶۵
	محبوب اکبر	۵۳		دور و نثار دلی	۶۶
	غفلت اور ہم	۵۵		جذبہ عشق	۶۸
۶	اہم وسیلہ	۵۶		اہم راز	۶۹
	حسن خدیاں	۵۷		ایمانی ضیاء	۸۰
	کثرت ذکر	۵۸		عظیم حقیقت	۸۰
	ذکر خیر	۵۸		عظیم وسیلہ	۸۱
	اہم تفسیر	۵۹		جوشن محبت	۸۲
	مقدس وظیفہ	۶۰	۱۰	مشال کریمیا	
۷	مقدس لکن	۶۳		جسری و ہوا	۸۲

حکایت نمبر	عنوان	صفحہ	حکایت نمبر	عنوان	صفحہ
	ہمساری حالت	۸۵		گستاخ رسول	۱۰۷
	مجموعہ غم	۸۷		عظیم حصار	۱۰۹
۱۱	نورانی کمال	۹۱		آئینہ حق تعالیٰ	۱۱۱
	اظہار عقل	۹۲		اولاد مصطفیٰ	۱۱۳
	دستگیر کل	۹۳		اعجاز درود شریف	۱۱۵
	رحمت عالم	۹۴		میں اور تو	۱۱۷
	مہمانوی صاحب	۹۴		وَمَا یَکُون	۱۱۸
۱۲	مالک لولاک	۹۷		دافع البلاء	۱۱۹
	حسن کائنات	۹۷		نام کی عظمت	۱۲۲
	دینی جذبات	۹۸		یا رسول اللہ	۱۲۶
	وعدہ عظیم	۹۹		تصدق محبت	۱۲۷
	عظیمہ ربانی	۱۰۰		ایک معجزہ	۱۳۲
	مالک کا نام	۱۰۱		انجیام بد	۱۳۴
	علی حضرت اور حضور	۱۰۳		خلق عظیم	۱۳۵
	عظیم الشان چرچا	۱۰۴		چڑیا کی فساد	۱۳۷
	رفعت ذکر			احمد مختار	۱۳۹
				باب سوم	
				میر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر	

صفحہ	عنوان	حکایت نمبر	صفحہ	عنوان	حکایت نمبر
	باب چہارم		۱۴۱	شانِ صدیقی	۲۹
	امیر المومنین سیدنا		۱۴۳	یا رعد	۳۰
	فنا روق اعظم		۱۵۲	شعلہ عشق	۳۱
	مطلوبِ رسول	۴۷	۱۵۵	صدیق اکبر	۳۲
۱۹۰	خطبہ فنا روقی	۴۸	۱۵۷	پیشام نیردان	۳۳
۱۹۲	اہم فیصلہ عمر	۴۹	۱۶۰	مزا دی بٹال	۳۴
۱۹۴	علم فنا روق	۵۰	۱۶۳	پانچ محفل	۳۵
۱۹۹	فنا روق کا محل	۵۱	۱۶۵	ڈاڑھی کی طفیل	۳۶
۲۰۰	ایک چور	۵۲	۱۶۷	جنت کے دوسرے دار	۳۷
۲۰۱	شرآن اور حکومت	۵۳	۱۶۹	عظیم نفع	۳۸
۲۰۷	روم کا اچھی	۵۴	۱۷۱	نورانی گودڑی	۳۹
۲۱۱	غیرت فنا روق اعظم	۵۵	۱۷۳	بہن ہمنشین	۴۰
۲۱۳	پیر چنگی	۵۶	۱۷۵	ایک کرامت	۴۱
۲۱۶	فضیلت فنا روق	۵۷	۱۷۷	اہم ذمہ داریاں	۴۲
۲۲۰	فنا روق اعظم کی شہادت	۵۸	۱۷۹	مقدس منشور	۴۳
۲۲۲	باب پنجم		۱۸۲	رزم گاہ میں خواب	۴۴
	سیدنا امیر المومنین عثمان غنی		۱۸۵	خلیفہ اول کا کفن	۴۵
			۱۸۷	رفیقِ قبر	۴۶

صفحہ	عنوان	حکایت نمبر	صفحہ	عنوان	حکایت نمبر
۲۶۲	عسلی کی زرہ	۷۲	۲۲۶	ذوالنورین	۵۹
۲۶۲	فاتح خمیر	۷۳	۲۲۹	حیاء عثمان	۶۰
۲۶۷	علی کو وصیت	۷۴	۲۳۱	چشمہ بخت	۶۱
۲۶۹	باب مدینۃ العلم	۷۵	۲۳۲	دست مصطفیٰ	۶۲
۲۷۲	فیضان نبی	۷۶	۲۳۵	مقدس فیاض	۶۳
۲۷۴	احسان علی	۷۷	۲۳۷	خلیفہ کا انتخاب	۶۴
۲۷۸	نگاہ عسلی	۷۸	۲۳۹	ظہور قفادت	۶۵
۲۷۹	ایک عجیب فیصلہ	۷۹	۲۴۲	جعلی خط اور یورش	۶۶
۲۸۰	عسلی کی آرزو	۸۰	۲۴۵	شہادت عثمان	۶۷
۲۸۲	خوفناک سازش	۸۱	۲۵۱	وردناک اشعار	۶۸
۲۸۴	موت کا احساس	۸۲	۲۵۵	خون عثمان کا اثر	۶۹
۲۸۶	وصیت عسلی	۸۳	باب ششم امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ		
۲۹۰	شہادت علی	۸۴			
۲۹۳	اظہار تعزیت	۸۵	۲۵۷	عسلی کی آمد	۷۰
۲۹۶	شجرہ چشتیہ		۲۵۹	مرتبہ عسلی	۷۱
۳۰۳	دلی التجا				
۳۰۴	دعا				

*

نگاہوں میں بطحا نظر آ گیا ہے

میں و تر باں محمدؐ کا گھر آ گیا ہے

نہ قلوب میں دل ہے نہ بس میں جبیں ہے

میرے کسلی والے کا گھر آ گیا ہے

تر پتی تھی آنکھیں جسے دیکھنے کو

وہ روضہ خیر البشر آ گیا ہے

محمدؐ کی چوکھٹ خزانہ خدا کا

گدا بن کے ہر تاج و رآ گیا ہے

نگاہیں پڑیں سبز گنبد کے اوپر

وہ عرشِ معشے نظر آ گیا ہے

اھیں آج دامن کو پھیلادے تو بھی

کہ بجز کرم و بخش پر آ گیا ہے

حضرت مولانا امیر صابری مدظلہ العالی

لکھنؤ میں رضا حکایت پختہ ہوئے کے افکار
 تصوف و شریعت کے درمیان فاصلہ

جَمَالَ اللّٰهِ

حکایت نمبر ۱

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مِنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَالطَّيْرِ هَتَّ كُلُّ شَيْءٍ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ .

(پ ۱۸ - س - نور)

”کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو کوئی آسمان اور زمین میں ہیں۔
اور پرندے پر پھیلے سب نے جان رکھی ہے اپنی نماز اور اپنی تسبیح۔ اور اللہ
ان کے کاموں کو جانتا ہے۔“

پیش لفظ

کائنات کا ذرہ ذرہ خداوند قدوس کی حمد و ثنا میں مشغول ہے۔ اور
مقدس آن پاک میں متعدد مقامات پر ان کی نغمہ ریزی مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی
حمد و ثنا انسان تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ تحت الثریٰ سے وسعت لامکاہ تک
کا ذرہ ذرہ اس کی بے پناہ قدرت و جلال کا کلمہ پڑھ رہا ہے۔ کسی کو بھی
اس کی عہدیت و بندگی سے انکار کی تاب نہیں ہے۔ سب کے سب اس کی حمد و
ثنا میں نغمہ ریزی ہیں۔ اور غافل انسان کو دعوت دے رہے ہیں۔ کہ وہ بھی اپنا سانس
چھیڑے تاکہ دونوں کے نغموں سے آسمان و زمین گونج اٹھیں۔

گویا! جگمگاتے اللہ کائنات کی ہر شے سے عیاں ہے۔ اور غافل و مدہوش
انسان کو ذکر و عمل کی دعوت دے رہا ہے۔ اکناف عالم تو کیا؟ ہمارے گرد و پیش

یعنی سبھی جگہ جمال اللہ اور اللہ اللہ کا ظہور ہے۔

نام کی ابتداء | بزرگوں ہمارے شب و روز کے واقعات کی ابتداء و انتہا ذکر الہی سے ہی ہوتی ہے۔ حضرت مولانا رحمت اللہ سبحانی مخزن اخلاق ص ۱۱ پر کیا فرماتے ہیں: "سُنیے"

"آپ تشریف لائیے گا تو کہتے ہیں انشاء اللہ، دیکھو درمیں بے اختیار

پکارتے ہیں ہائے اللہ، ہر ایک کام شروع کرتے وقت پڑھتے ہیں بِسْمِ اللہ اگر تعریف کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے سبحان اللہ، پانی پلانے یا کھانا کھلانے پر فرمایا

جزاک اللہ - بوقت ملاقات کہا اسلام علیکم ورحمۃ اللہ، سو کر اٹھے تو کہا لا الہ الا اللہ

جب چھینک آئی تو کہہ یا اَحمَدُ اللہ - جواب میں کہا یوحنا اللہ - یہ مدیکم

اللہ - اظہار نفرت پر کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ - اگر بوجھا آپ کیا

کام کرتے ہیں تو کہا تَوَكَّلْتُ عَلَى اللہ - گناہ سے معافی چاہیں تو کہا

استغفر اللہ - قسم کھانے پر کہیں واللہ یا اللہ - بوقت نکاح کہیں

امنت باللہ - کسی سے محبت ہو تو حُب اللہ - بوقت رخصت کہیں

فی امان اللہ - کسی سے مانگیں تو کہیں واسطے اللہ خیرات پر کہیں فی سبیل

اللہ کسی بزرگ کو کہیں اهل اللہ یا ولی اللہ - سخی کو کہیں محب اللہ -

دعائے خیر پر امین اللہ - بزرگوں کا نام آئے تو لکھیں رضی اللہ یا رحمۃ اللہ

اپنا نام لکھیں تو عفی اللہ - کسی بات سے پناہ مانگیں تو کہیں فعوذ باللہ - کسی

خوش رو کو دیکھ کر کہیں فتبارک اللہ - کسی کی خوبی دیکھ کر کہیں ماشاء اللہ

جھوٹوں کو کہیں لعنۃ اللہ - بادشاہ وقت کو کہیں ظلّ اللہ - غرضیکہ ہر

طرف اللہ ہی اللہ ہے۔ (مخزن اخلاق ص ۱۱)

مشکل حکایتیں ست کہ ہر ذرہ علیٰ اوست

امثالہی تو اں کہ اشارت پاؤ گند

ہر جا کہ بینم از تو سزاوارِ سجدہ

بر کعبہ می تو اں بہر سو مناز کرد

انوار الہی

خالق کائنات کی ذات و صفات میں کوئی دوسرا شریک نہیں
اس محمدانہ دور میں بہت سے بے دین جمالِ خدا کا انکار کرتے

ہیں حالانکہ "خدا ہے اور وہ اکیلا ہے" اور کائنات کے محور تمام میں سولیسوا سی
کا ظہور اور فیضانِ کرم ہے، تحت الشری سے وسعتِ لامکاں تک اسی کا جلال
ابدی و سرمدی ہے۔ اور ذرے ذرے میں اسی کی شانِ ربوبیت کا احسن کمال
پایا جاتا ہے۔ خاور و باختر میں اسی کے شام و سحر نغمے الاپے جاتے ہیں۔ آکاش
کی وسعتوں میں، ستاروں کے جوہن میں، آفتاب و مہتاب کی شعاعوں میں اور
تمام حیوانات، نباتات و جمادات کی کار فرمائیوں میں اسی کا
جمالِ سرمدی ہے۔ جمالِ خدا کی ضیاء کون و مکاں میں نورِ پاشیاں کر رہی ہے
عالمِ رنگ و بو میں غنچوں اور کلیوں میں اور گلشنِ حیات میں اسی کے جمال کی
بہار ہے۔ انوارِ نیردانی کے فیضِ بہیکراں سے سارا عالم معطر و منور ہو رہا ہے۔
گویا حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضاوسی اور خلیقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی کا
جمال و کمال ہے

امام اہلسنت مجددِ ملت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی نے خوب

شرمایا۔

اے خدا اے مہرباں مولائے من

اے انیس خلوتِ شبہائے من

اے کریم کار سازِ بے نیاز

و اتم الاحسان شہ بندہ نواز

عظیم مصطور | مسلمانو! امروز و فردا کی کارستانیوں میں جمالِ خداوندی
کار فرما ہے اب خود ہی غور فرمائیے کہ بغیر فاعل کے فعل کا
صدور کب ممکن ہو سکتا ہے یعنی مصنوعات کے لئے صنایع کا ہونا ضروری ہے
تو کیا؟

زمین و زمین شمس و قمر، برگ و شجر اور گلشن و ہر کے لئے بھی کسی کا ہونا
ضروری نہیں؟ یقیناً ضروری تھا اور عقل سلیم کا بھی یہی تقاضا ہے کہ کائنات کے
مصطور کا ہونا بھی لازم ہے۔ الغرض ہمارے صبح و شام کے افعال و اقوال کی
ابتداء و انتہا ذاتِ حق کے نام گرامی کی مرہونِ منت ہے۔

اقرارِ خدا | بھائیو! جمالِ خداوندی کے متعلق آئیے
عیسائیوں اور یہودیوں اور سکے کے کافروں سے پوچھئے
تو وہ خداوند قدوس کا انکار نہیں کریں گے۔ بلکہ خود مصطورِ فطرتِ حق و علا
فرماتے ہیں۔

وَلَسِ مِنْ سَائِلَتِهِمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ وَالشَّجَرِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

لَيَقُولَنَّ اللَّهُ

”یعنی۔ اگر تم ان مکہ کے کافروں سے پوچھو کہ یہ آسمان اور زمین کس نے بنائے ہیں۔ تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے“

گویا! اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہر طرف اللہ ہی اللہ ہے اور جمال خداوندی کا فیضانِ کرم ہے ۵

تجائے تیری ذات کا سولہ سو ہے

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

بزرگو! خود ہی سنئے ہمارے سلسلہٴ چشتیہ نظامیہ رضوان اللہ
تو ہی تو تعالیٰ علیہم کے مجدد اعظم شیخ المشائخ قطبِ زمان اعلیٰ حضرت
خواجہ کلیم اللہ ولی شاہجہاں آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمالِ خداوندی سے
متعلق گوہر افشانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یا مَنْ أَنْتَ لَا مَوْجُودَ إِلَّا أَنْتَ	اے وہ مبارک ذات کہ تو ہی تو ہے
أَنْتَ الْإِلَهُ وَفِيهَا يَكُونُ أَنْتَ	تیرے سوا کوئی موجود نہیں اب اور
كَيْفَ أَكُنْتَ صَلَّيْ عَلَى تَعِينِكَ	ہندہ تو ہی موجود ہے اور رہے گا
الْأَقْلَامُ وَالْمَطْهَرُ الْأَتَمُّ لَا سَمَاءَ	جس کیفیت کے ساتھ تو پہلے تھا
تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ	اب بھی ویسا ہی ہے۔
مَطْبُوعَةٌ دَهْلِي	

مسلمانو! اللہ تعالیٰ ہیں۔ اور عقل سلیم بھی اس حقیقت کو مانتی ہے
شکرِ فلسفی اور آج کے اس مادی دور میں کچھ ایسے ہی نفوس ہیں جو سرے

سے ہی خدا کے منکر ہیں اور وہ لوگ اپنی سائنس کے اعجازات پر چھوٹے نہیں
سماتے اور اسی کی کام فرمایوں پر تانہ ان ہو کر خداوند قدوس کی ہستی کا انکار
کر رہے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کو مصوٰر فطرت اس دنیا میں بھی ضرور مراد سے
دیتے ہیں۔ اور آخرت میں بھی عذاب عظیم میں مبتلا کریں گے۔ چنانچہ حضرت برہان
الواہلین حجۃ الکاملین عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں ایک
ایمان افروز واقعہ تحریر فرمایا ہے کہ ایک فلسفی کسی راہ پر گامزن تھا کہ راستے
میں ایک قاری سے قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ سنی

قُلْ اَرَاۤءَ یُتِمُّ اِنْ اَصْبَحَ مَا وُکُمْ مَغْوِرًا فَمِنْ یَاۤتِیْکُمْ
بِمَاۤءٍ مَّحِیۡنٍ (پیم ۲۷)

تم فرما دو بھلا دیکھو تو اگر صبح کو تمہارا پانی زمین میں دھنس جائے تو وہ کون
ہے جو تمہیں پانی لادے نگاہ کسے سامنے بہتا

معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں یہ ہی ارشاد فرمایا ہے کہ اگر
میں چاہوں تو تمہارے ان پانیوں کو زمین کے اندر ہی اندر اتنا نیچے لے جاؤں
تمہارے کنوئیں اور ٹیوب ویل بالکل خشک ہو جائیں! تو وہ کون سی طاقت ہے
جو تمہارے کنوئیں اور ٹیوب ویلوں میں از سر نو پانیوں کو واپس لائے۔

مسلمانو! یہ ایک حقیقت ہے کہ ماسوائے ذات حق کے اور کوئی بھی قوت
طاقت پانی واپس نہیں لاسکتی لیکن وہ فلسفی جسے سائنس کے آلات و حرب
پہنچے و ساقط اس آیت کریمہ کو سن کر طنزیہ مسکرا دیا اور زبان حال سے کہنے

دکا
ماہر خم بیل و تیرئی بتر
آب را آریم از پستی ز بتر

اس پانی کو ہم اپنے آلات سے اوپر لے آئیں گے اس میں کون سی مشکل ہے

شب بخفت و دید آل یک شیر مرد

ز دہماچہ برد و شمش کو رکرد

”فلسفی رات کو سویا۔ تو خواب میں اسے ایک بہادر اور قوی شخص نظر آیا
اس شخص نے آتے ہی اس فلسفی کو زور سے ایک دہماچہ دے مارا۔ دہماچہ لگتے ہی
فلسفی کی دونوں آنکھوں میں سے جو نور کے قطرے تھے بہ گئے اور وہ اندھا ہو گیا
اور پھر اس قوی شخص نے کہا۔“

گفت زیں دو چشمہ چشم شقی

بایر نورے پیار آرسادتی

”اے فلسفی! اگر واقعی تو سچا ہے۔ اور تیرے آلات سائنس کچھ ایسا
ہی کمال رکھتے ہیں تو پہلے اپنی ان دو آنکھوں کے چشموں کا پانی دالیں لا کر دکھا۔“
منکرین کو خالی کائنات منرا بھی دیتے ہیں۔ اور وہ فلسفی صبح کو
نتیجہ منکر جب اٹھا تو اندھا تھا۔ اور آلات سائنس اس کے کچھ عیبی کام
نہ آئے اور جمال خدا یقیناً ہے اور وہ نفوس جو کہ ہستی خدا کے منکر ہیں وہ
پکے بے دین اور مادہ پرست ہیں۔“

چشمہ کل شکایت

بدل اندیشہ اللہ ماضی اللہ ناظری اللہ شاہدی اللہ معی ہمیشہ حق تعالیٰ
را با خود و خود را با حق تعالیٰ دانند جدائی از خدا محال است مال اللہ تعالیٰ و فی

انفسکم افلا تبصرون۔ یعنی در وہاں شہادت پس چرا نمی بیند چرا
حق تعالیٰ لطیف مطلق است ہر چند لطافت بیشتر احاطت بیشتر قال اللہ
تعالیٰ لا ائدہ بکل شیء محیط۔ یعنی دانا و آگاہ ہاں بدستیکہ آن حق
تعالیٰ ہر شے محیط است۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء ص ۱۱)

”دل میں خیال کہ اللہ حاضر ہے اللہ ناظر ہے۔ اللہ شاہد ہے اللہ ساتھ ہی ہے
ہمیشہ حق تعالیٰ کو ساتھ اپنے اور اپنے میں ساتھ حق تعالیٰ کے جان و جدائی خدا سے
محال ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وفی انفسکم افلا تبصرون یعنی تمہارے
دلوں میں ہے۔ کیوں نہیں دیکھتے اس لئے کہ حق تعالیٰ لطیف مطلق ہے جس قدر
لطافت زیادہ اسی قدر احاطت زیادہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا ائدہ بکل شیء
محیط یعنی آگاہ ہو کہ تحقیق حق تعالیٰ ہر شے کا محیط ہے۔“

بے مثال دنیا کی تمام مخلوق کسی نہ کسی رنگ میں خدائے واحد کی پرستش کرتی
ہے تمام کائنات انوار و یزدانی سے معمور ہے۔ اسے کائنات کے
خالق و مالک اور معبود تمام ہستی و پستی کے قوانین تیرے بنائے ہوئے ہیں۔ اور
شام و سحر کون و مکان کی ہر شے تیری ہی حمد و ستائش کے گیتوں میں مشغول ہے
تیرا ہی نور تمام کائنات پر جلوہ فگنی ہے۔ اور تیری قدرت کے کرشموں کے پیش نظر
عقل انسانی یاوری نہیں کر سکتی۔ تو بے مثل اور بے مثال ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں
تیرے اسرار و رموز میں کسی کو کچھ بھی دخل نہیں اور تیری ہی ذات اول و آخر ظاہر و
باطن کے لبادوں میں مغمر ہے۔ اب آئے حضرت حسن میاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
سے سنئے۔ آپ حمد باری کرتے ہوئے رطب اللسان ہوئے۔ کہ

تکر استقل ہے میری مرتبہ اعلیٰ تیرا وصف کیا خاک لکھے خاک کا پتلا تیرا

طور پر ہی نہیں موقوف اجالا تیرا
 کون سے گھر میں نہیں جلوہ زریبا تیرا
 کیا خبر ہے کہ علی العرش کے معنی کیا ہیں
 کہ ہے عاشق کی طرح عرش بھی جو یا تیرا
 ہیں تیرے نام سے آبادی و محسدا آباد
 شہر میں ذکر تیرا دشت میں چہر چا تیرا
 اب جماتا ہے سخن اس کی گلی میں بستر
 خوب رویوں کا ہے محبوب ہے پیارا تیرا

ذاتِ حق | یہ حقیقت انہیں شمس ہے کہ ہر چیز میں ذاتِ حق بھائی ہے اور
 اللہ - اللہ - اللہ - اللہ کے مقدس نعروں میں مشغول ہے، شاعر کیا کہتا ہے
 سینے

گلستاں میں گلوں کے کان ہیں آواز پر تیری
 ترا ذکرِ خفی کرتا ہے ہر پتہ زباں ہو کر

گویا! گلستانِ وحدت کا پتہ پتہ ذکر الہی میں رواں دواں ہے۔ پھر
 ذاتِ الہی تو ہر دم و نفس کے قریب تر ہے جیسا کہ ذاتِ حق خود فرماتی ہے۔
 وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ - یعنی! وہ تمہارے نفسوں میں ہے

اور پھر نہ پایا۔

وَهُوَ مَعَكُمْ أَلَيْسَ كُنْتُمْ
الغرض ذاتِ حق تمام کائنات پر چھائی ہوئی ہے اور وہی تمہارے رگ و پے
اور جسد انسانی کے قریب ہی نہیں بلکہ ہماری شاہ رگوں کے نزدیک ہے اور
آئیے حضرت سید میراں بھیکہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے ذاتِ الہی کے متعلق پوچھیں
کہ "حضور" وہ ذاتِ حق۔ وہ مالکِ مطلق حقیقی جس کی جستجو میں زمان و سرگرداں
ہے کہ وہ رہتا ہے کہاں؟

تو انہوں نے عین عالمِ ذوق و مستی میں فرمایا۔

بھیکھا بھوکھا کوئی نہیں ہر کی گٹھڑی لعل

گرہ کھول نہ جائے اس بدیہے کنگال

سبحان اللہ سبحان اللہ حضرت قبلہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ایمان افروز
ارشاد فرمایا ہے۔ کہ لوگو! جس ذاتِ گرامی کو تم شب و روز دشت و صحرا اور بے
آب و گیاہ ریگستانوں میں ڈھونڈتے ہو۔ وہ تو تمہارے اندر موجود ہے۔
اور خود قرآن حکیم نے بھی اسی کا اعلان فرمایا۔

وجودِ خدا | بزرگو! حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذاتِ حق
محیطِ کل ہے۔ "کیا ہی حقیقت کی عکاسی اور پردہ کشائی کی ہے۔"

اور اسی پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ خاورِ دین کی ضیا پاشیوں کو اپنے سلسلہ نظامیہ کے
شہنشاہِ طریقت یعنی میری مراد حضرت خواجہ کلیم اللہ شاہجہان آبادی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے ہے۔ آپ نے اسے یوں جلا بخشی۔

الذات الحق تعالیٰ وہی سوائے ذاتِ باری کے کوئی شے نہیں

عین وجود و لیس لو جود لا
مفہم و مفہم یسکون لا
طرف فی ذیل النفی فقولہم

غیر متناہی لا طرف لا

ولا جملہ

(سواء البسیل کلیمی ص ۲۲۴ مطبوعہ دہلی)

اور یہ نسبت باری تعالیٰ کا عین وجود
ہے اور باری تعالیٰ کے وجود کی نہ انتہا
ہے نہ ابتدا ہے۔ پس اس کی کوئی
طرف اور حد بھی نہیں۔ پس یہ جو کہتے
ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات غیر متناہی
ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی کوئی حد
اور طرف نہیں ہے۔

گویا۔ چار سو ذات ہی ذات اور ذات ہی کا فیضان کرم ہے۔ اور خدا
ہی غیظ کل اور عین وجود اقدس ہے۔ اب خود ہی اندازہ فرمائیے کہ گلشن ہستی کے
عالم میں جو کار فرمائیاں ہیں کیا ان کا ظہور ذات حق سے نہیں؟
عقل انسانی کا ارتقاء ہے کہ یہ سمجھتی تو خود وجود ہیں اور اپنی وجود باری سے
جدا ہیں۔

حضرات! آئیے حضرت سیدنا شرف الدین بوعلی قلندر رضی اللہ عنہ کی
زبان انور سے سنئے۔ اور شان قلندری کے جوہر پارے دیکھئے۔

ہر چہ آید در نظر از خمیر و شتر

جملہ ذات حق بود اسے بے خبر

اوست در ارض و سما و لامکاں

اوست در ہر ذرہ و پیدائہاں

اور اس دنیا میں دو چیزیں ہر شخص کو موجود نظر آتی ہیں۔ ایک وہ خود اور

دوسرے اسی کے ارد گرد کی ساکن اشیاء یہ بھی مسلمہ ہے اور کوئی بصحت ہوش و حواس
یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اپنا یا اپنے گرد و پیش کی چیزوں کا خالق ہے اور ان میں سے
کوئی چیز بھی خود اس کی پیدا کی ہوئی ہے۔ مختلف چیزوں سے ترتیب دے کر
مختلف چیزیں بنالینا اور مصنوعات کو میدان میں لے آنا اور بات ہے لیکن
کسی چیز کی مدد کے بغیر کوئی چیز بنالینا اور چیز ہے۔ دنیا کا ہر فلسفی ہر موجود ہر
سائنس دان اس اعتراف و عجز پر مجبور ہے۔ ظاہر ہے کہ جب نہ انسان کو
نہ انسان بنا سکتا ہے اور نہ ہی ارد گرد کی اشیاء میں سے ایک پتے اور
لکڑی کے ایک ٹکڑے کو وجود میں لاسکتا ہے۔ تو لامحالہ ہی سمجھا جائے گا کہ
اس کائنات کا خالق کوئی اور ہے۔ اور وہ خدا ہے۔ قدوس کی ذات
پاک ہے۔ یعنی یہ اتنی بڑی زمین اور یہ اس قدر بلند و رفیع آسمان
اور یہ کائنات کے عجائب و غرائب جو ہمارے سامنے ہیں کیا ان کا بنانے
والا کوئی نہیں؟

یہی چیز ہے خود بخود چیزے نہ شد

یہی آہن خود بخود تیغے نہ شد

ایں سبب ہا در نظر ہا پردہا است

در حقیقت فاعل ہر شے خدا است

نتیجہ فکر | کل موجودات و کائنات کے اجزا کو باہم ملا کر ایک ہستی یعنی "اللہ" کو
تصور کر لینا اور اسے پیش نظر رکھنا اور غیر اللہ کے وہم و باطل کو دل و
دماغ سے دور کرنا اسے "ہی محیط کل" یعنی وحدانۃ الوجود کہتے ہیں۔

باب دوم

خطبہ استقبالیہ

حکایت نمبر ۳

مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ
مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ
لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ
وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذُلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا وَقَالَ
نَاثِقًا وَأَوْأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ د پ ع ۱۱

”اور جب اللہ نے سب نبیوں سے ان کا عہد لیا کہ میں جو تمہیں کتب و
حکمت دوں اور پھر تمہارے پاس تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے والا
رسول (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے آئے
تو تم اس (سید الانبیاء) پر ضرور ضرور ایمان لانا اور ضرور ضرور
اس کی مدد کرنا۔ ویہ فرما کر پھر خدا نے فرمایا) کیوں تم نے (اس بات
کا) اقرار کر لیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لے لیا؟ سب نے
عرص کی۔ ہاں ہم نے اقرار کر لیا۔ خدا نے فرمایا تو تم ایک دوسرے

پیر گواہ ہو جاؤ۔ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

حضرات اظہور کائنات سے پہلے، عالم ارواح میں، ایک عظیم الشان بے نظیر و بے مثال نورانی اجتماع ہوا جس میں پورے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام تھے، اور کرسی صدارت پر خود خداوند قدوس جلوسہ افروز تھے۔ اور اس نصاب نور کے روحانی اجتماع میں ایک عظیم عہد و پیمان ہونے والا تھا۔ اور جملہ نبی ایک اجتماع کی شکل میں احکم الحاکمین میر مجلس کے حضور حاضر تھے۔ تو خالق کائنات نے اس روحانی اجتماع سے خطاب فرمایا۔ پناہ قرآن پاک اس خطبہ استقبالیہ کی شہادت دیتا ہے کہ خداوند قدوس نے اس محفل پاک میں اپنے محبوب اور حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کریمی، شان رسالت اور شان نبوت کے متعلق ارشاد گرامی فرمایا اس نورانی محفل کی تعریف میں ہمارے سلسلہ نظامیہ کی محبوب شخصیت حضرت امام اکلام مولانا امیر خسرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیارے انداز میں رطب اللسان ہوئے۔

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکان محسوس

محمد شمع محفل شب جای کہ من بودم

بانی محفل | میرے بزرگو! تخلیق کائنات سے پہلے لامکان کے نورانی اور ارسان پر و رسماں میں جو محفل پاک منعقد ہوئی تھی اس میں بجز ذکر مصطفیٰ اور فضائل مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور کچھ بھی نہ تھا۔ چنانچہ اس مقدس مجلس کے وقت نہ عرش تھا نہ فرش تھا۔ نہی آفتاب و مہتاب تھے اور نہی کائنات موجودات تھی۔ فقط ہر طرف الوار ربانی کی تجلیات صوفی گن تھی اور جمیع انبیاء علیہ السلام دست بستہ میر مجلس کے حضور پیش خدمت تھے۔ اور وہ

مجلسِ میثاقِ سلطانِ رسالت تھی جس میں پیارے احمد مختار، حبیب کبریا، رحمۃ
 للعالمین شیخ المذنبین، نور القمر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ ثانی و لاثانی کا اعلان
 ہوئے والا تھا۔ فرادرو شریفِ ذوق و مستی سے پڑھئے اور یک نعت شریف
 سنئے اور پھر خداوندِ قدوس کی ایک بے نظیر اور ولولہ خیز عشق سے بھرپور تقریر
 سنئے۔

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

وہ جہاں ان کا یہ جہاں اُن کا
 کوئی اُن کا مقام کیا جانے
 ہم غلاموں پہ ہی نہیں موقوف
 خالقِ کل تھا خود شبِ معراج
 وجد میں قدسیوں کو لاتا ہے
 ہے زمین اُن کی آسماں ان کا
 خود خدا بھی ہے پاسباں اُن کا
 ذکر کرتے ہیں انس و جہاں اُن کا
 عرشِ اعظم پہ میزبان اُن کا
 ہے عجب دل نشیں بیاں ان کا

دیکھ کر عاصیوں کو آتا ہے
 جب خدائے کیا نہیں پیدا
 جوش پہ بحرِ بیکراں اُن کا
 ثانی ہوتا بھلا کہاں اُن کا

ہیں تمام انبیاء کے جوقِ سائے
 حق تعالیٰ ہے مدحِ خواں اُن کا

اقرارِ توحید | مسلمانوں باطنی کائنات نے روزِ ازل میں بھی اپنی ربوبیت کا اقرار کر لیا تھا۔ چنانچہ قرآن پاک کی ایک آیت کریمہ میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جملہ ارواح یعنی نیک و بد، مسلم و غیر مسلم سب کی روچوں سے ارشادِ گرامی فرمایا تھا۔

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں؟

قَالَ بَلٰی سب نے جواب دیا "ہاں" اسے اللہ تو ہی ہمارا رب ہے

دیکھئے! یہ بھی ایک اجتماع تھا جس میں خالق کائنات نے صرف ذکرِ توحید کے متعلق اعلان فرمایا جب کہ اس محفل میں ہر طرح کی مخلوق تھی۔

گویا! اللہ تعالیٰ نے اس اجلاس میں نیک و بد، قاسق و فاجر، کافر و مومن مجاہد و شہید اور انبیاء و اولیاء کی تمیز نہ رکھی۔ پھر کائنات کے درے درے سے رب العزت نے پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں؟

اور سب مخلوق نے "بَلٰی" کہہ کر اس توحید کا اقرار کر لیا۔ یہ تو شانِ توحید کا ایک جلوہ تھا کہ خداوندِ کریم نے اپنی توحید کا اقرار کرانے کے لئے کسی قسم کی تمیز نہ رکھی۔ اور اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کہنے کے بعد جب سب نے "بَلٰی" کہہ دیا اور یہ بابِ توحید تو ختم ہو گیا۔ مگر اس بابِ عظیم کے اصل اوراق تو ابھی آگے تھے۔ پہلے اجلاس میں کاتبِ فطرت نے تو صرف توحید کا ایک عنوان تجرید کیا تھا۔ ابھی تو دستورِ فطرت نے کتابِ توحید کا ایک عظیم "دیباچہ" لکھنا تھا۔ اور اس دیباچے کے پیش الفاظ کا اظہار فرماتے وقت قدرتِ حق نے اپنے مخصوص جلالِ گویائی میں اجتماعِ انبیاء سے مصمم ارادے کے اظہار کا خیال کیا۔

تقریر حق | بھائیو! ہاں تو میں خطاب استقبالیہ کی تقریر کے متعلق عرض کر رہا تھا کہ جب خداوند قدوس نے اپنی ربوبیت و وحدانیت کا اعلان اور جملہ مخلوق سے اپنی ربوبیت کا عہد و پیمان کرنے کے وقت صرف "بلیٰ" پر ہی اکتفا کیا۔ مگر اللہ ربہ عزت و عظمت اور شانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ و سلام کے آئے اس ماہ نور کی ضیا پاشیاں بھی ملاحظہ فرمائیے جب محبوب پاک کی شان و شوکت کی باری آئی تو بڑی دھوم تھام سے ایک عظیم الشان اجتماع ہوا۔

عرش پہ تازہ چھڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوا

کان جہد صر لگائیے تیری ہی داستان ہے

گویا! اس اجتماع نورانی میں تاحید نگاہ انبیاء و مرسلین ہی دستہ بستہ بارگاہ خداوند قدوس میں حاضر تھے۔ اور یہ سبھی ذکر حبیبِ لبیبِ سننے کے مشتاق تھے۔ اور درود و سلام کے نعروں سے جملہ انبیاء کی ارواح و جد کمال تھیں۔ ذکر مصطفیٰ سننے کے سبھی متمنی تھے۔ بالآخر رحمت خداوندی جو شش محبت ملی آئی اور اعلانِ حق ہوا۔

اے گروہ مرسلین! اے جماعت الصادقین! اے جن دانس کے ہادیو! آج تم کو ایک حکم عہد کرتا ہوں گا۔ اس کے لئے سجدہ ریز ہو کہ وہ بیان سے میری باتوں کو سنیں گے کہ "ہم تم کو کتاب اور حکمت کے اسرار و رموز مرحمت فرمائیں گے۔ اور تم اپنے اپنے وقت کے لوگوں کو توحید کی تعلیم دو گے۔" مگر یاد رہے! اے نبی! (علیہم السلام) اگر تم میں سے کسی کے وقت میرا محبوب (علیہ الصلوٰۃ و سلام) تشریف لے آئے جس کے لئے یہ مجلس آراستہ اور

بقہ فور کی گئی ہے۔ اور میرا وہ حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری رسالت و نبوت اور علم و حکمت کی تصدیق کرے۔

تو دیکھو! "اس پر ضرور بر ضرور بصدق دل ایمان لانا اور بعد اخص اس کی مدد کرنا۔" خالق کائنات نے یہ فرما کر پھر انبیاء کرام سے فرمایا جا رہا ہے بلکہ قسمیہ پوچھا جا رہا ہے۔ "اے نبیو! علیہم السلام) کیا تم نے اس بات کا قلب سلیم سے اقرار کر لیا؟ اور میرا بھاری ذمہ لے لیا؟ سب انبیاء کرام نے اس فرمان حق کے جواب میں ہاں فرمائی۔ تو یہ عہد و پیمان کی بات ختم نہ ہوئی بلکہ پھر خالق کائنات نے فرمایا۔ فَاثْبُتْهُوا۔ اچھا تم اب ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ کہ تم سب میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرنے کا عظیم وعدہ کر لیا۔ مگر پھر بھی قدرت حق کو قرار نہ آیا۔ تو پھر فرمایا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ اور یاد رکھو میں خود بھی اس بات کا گواہ ہوں۔ اور اپنی ربوبیت کی مہر ثبت کرتا ہوں۔ سبحان اللہ۔ اللہ رے عظمت مصطفیٰ کہ باوجود اتنا عظیم عہد و پیمان ہو جانے کے بھی عشق الہی اور محبت ربانی عہد میثاق سے سیر نہ ہوئی، اور پھر حضور رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا غلبہ جوش میں آیا اور آخر ذات حق پھر بول پڑی۔ "اے گروہ انبیاء علیہم السلام تمہیں آگاہ کیا جاتا ہے کہ اس

اقرار کے بعد تم میں سے اگر کوئی معاہدہ شکنی کرے یا پھر جائے۔ تو وہ نبی حضور حق میں فاسق سمجھا جائے گا۔"

دیکھا آپ نے "ذکر رسول" کو کس قدر ذات حق سے اہمیت حاصل ہے یا در ہے۔ ذکر مصطفیٰ اگر نہیں تو لاکھ لاکھ توحیدی کلمات کی رٹ لگائی جائے تو وہ بالکل بیکار اور فضول ہے جب تک ذکر مصطفیٰ سنا اور سنایا نہ جائے۔

ہزار عالم و فاضل ہزار زاهد ہو

اگر بنے شاہِ رسل سے جدا تو کچھ بھی نہیں

نتیجہ و فکر

اے چودھویں صدی کے مسلمانوں! یہ ہے ہمارے نبی مکرم
سلطان و دجہاں اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت
اور شان و شوکت۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نافرمان نبی کو بھی
فاسق ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ تو اس کے مقابلہ میں ہماری موجودہ حالت کیا ہے؟
اور ہم کہاں تک نافرمان حق کے مطابق چلتے ہیں؟

اس تہذیب و ثقافت کے دوزخ میں ریا۔ نفاق اور ظلم کا دور دورہ ہے۔
حرام کی کثرت ہے۔ گھروں میں بدکاری اور باہر پر ہینرگاری ہے۔ ساتھی کو ترغیب
الصلوٰۃ و سلام فراتے ہیں۔ جب تک لوگوں کے دلوں میں شرم و حیا اور غیرت بے گلی
اسلام برباد نہیں ہوگا۔

اے غافل انسانو! مندرجہ بالا میثاقی انبیاء علیہم السلام کو مد نظر رکھ کر
حضور داتا گئیہ غیوب مختار لولاک علیہ السلام کی عظمت اور شان و شوکت کا صدق
دل سے اعتراف کرو۔ اور ہر گھڑی ذاتِ حق سے ڈرو۔ اور ذاتِ مصطفیٰ پر تنقید
نہ کرو۔

یاد رکھو! غضب الہی جب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان انبیاء
کو ہی فاسق ٹھہرا سکتا ہے۔ تو گستاخانِ مصطفیٰ کا ٹھکانا اور انجام کیا ہوگا؟
افسوس صد افسوس! آج مسلمانوں نے دوسری اقوام کی تہذیب کو ترقی
کا نام دے کر عیاشی اور فحاشی کے گڑھے میں دھکیل دیا ہے۔ اور انسانیت کو عریاں
کر کے شیطان کے سپرد کر دیا ہے۔ آج وہی ترقی بربادی اور ہلاکت کا پستول لئے

سوار ہے۔ اور ستم یہ کہ اس بربادی اور ہلاکت کو بھی ترقی ہی کے نام سے پھیلا یا
 جا رہا ہے۔ نئی تہذیب کی گندگی کو تہذیب و تمدن کے ٹھیکیداروں نے عزت
 اور آبرو کا نشان سمجھ رکھا ہے۔ خدا اور رسول کے خلاف حرکات بد سمر انجام دے
 کر بڑے فخر سے ترقی یافتہ اور تہذیب بنے بیٹھے ہیں۔ یاد رکھیے! خالق
 کائنات کی قسم اس حقیقت کا پتہ عمق قریب چلے گا۔ کہ گھوڑے پر سوار تھے یا گدھے
 پر۔ اور پھر شرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ہم نے ادب خدا اور ادب مصطفیٰ علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کو بالکل فراموش کر دیا ہے۔ اسی وجہ سے آج ہم چار سو ذلیل و
 رسوا ہو رہے ہیں۔ ۵

درس قرآن و گرامر ہم نے بھلایا، ہوتا

یہ زمانہ، نہ زمانے نے دکھایا ہوتا

یاد رکھیے! مسلمان وہی ہیں جو جلوت و خلوت میں بھی خدا و مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ
 و سلام کا دامن معتلی نہ چھوڑیں۔ اور کس قدر ظالم ہیں وہ لوگ جو کہ فرنگی تہذیب کو خود
 تو اپنا تھے ہیں مگر تہذیب مصطفائی اپنانے والوں پر انگشت نمائی کرتے ہیں۔ اللہ
 تعالیٰ ان لوگوں پر رحم و کرم کرے۔ حالانکہ شریعت مصطفائی جو ہر حال میں ہماری
 اور انسانیت کی ہی خواہ اور تمہارے دین و دنیا کی سرخروئی کی ضامن ہے اس
 کی تعظیم پر واہ ہی نہیں رہی۔

مسلمانو! آج ہمارا غرض ہے کہ کائنات کی ہر چیز بگڑتی ہے تو بگڑے۔ دوست و
 احباب ناراض ہوتے ہیں تو ہونے دیجئے۔ مگر خدا اور مصطفیٰ کو نہ بگاڑیں۔ ۵

جس کام کو یاں آئے ہیں وہ کام نہ بگڑے
 ہر چیز بگڑ جائے پر اسلام نہ بگڑے

رسول عربی

حکایت نمبر ۴

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ
رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ
يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ
كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (آیہ ۵۰)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا۔ مسلمانوں پر کہ اُن میں اُنہیں میں سے ایک رسول
بھیجا۔ جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب
حکمت سکھاتا ہے۔ اور وہ ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔ (کنز الایمان)
قرآن مجید کی اس آیت کریمہ میں خالق کائنات اللہ رب العزت نے ایک
بہت بڑے احسان عظیم کا ذکر خیر فرمایا اور اقوام عالم کے مسلمانوں کو اس
مقدس احسان عظیم سے روشناس کرا دیا۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص
صفاتوں کا مظہر جمیل تھا۔ گویا۔ اللہ تعالیٰ کا وہ "احسان عظیم۔ حضور نبی کریم
رؤفہ الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بجز اور کون ہو سکتا ہے۔ یعنی شاہنشاہ
نولاک کی تشریف آوری کی آمد آمد کی خوشخبری سنائی۔ زور افوق شوق سے پڑھیے
تو۔

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

اُن کے ظہور پاک کا یوم سعید آج ہے

منتظرانِ دید کو مشردہ دید آج ہے

رحمتِ حق کی خلق کو عمام نوید آج ہے

عید اسی کی ہے طفیلِ اصل میں عید آج ہے

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

مسلمانو! قرآن شریف کی لہجانی صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف

پوری کے متعلق تلا! آیتے ذرا ان کی آمد آمد سے پہلے ایام ماضی کی ایک جھلک دیکھتے جائیے۔

حالتِ دنیا عدل و انصاف اور امن کے مٹا شیوں کی پھینک ظلم و ستم اور
جبر و استبداد۔ گمراہی اور جہالت کی آہنی دیواروں سے
دکراٹنے کے بعد خاموش ہو چکی تھیں۔ روم و ایران کے شہنشاہوں کی قبائیں اپنے
مکدوموں اور غریب محنت کش انسانوں کے خون سے رنگیں ہو چکی تھیں۔ اور صحرائے
عرب کے باشندوں کی قبائلی عصبیتیں اپنے فرزندوں کے تازہ آنسوؤں کی
طایب گار تھیں۔ مصر میں یہودیت اور نصرا نیت دست و گریباں ہو رہی تھی۔
مسئلہ تشکیث پر رنگ آمیزی کی جا رہی تھیں۔ صد ہا مختلف القہر فرقے
پیدا ہو گئے تھے۔ مذہبی روایات کا مضحکہ اڑایا جاتا تھا۔ مختلف فرقے ایک

دوسرے کے جانی دشمن بنے ہوئے تھے۔

عرب خطہ عرب جن تاریکیوں اور جہالتوں میں مبتلا تھا، اور جن اخلاقی خرابیوں اور گمراہیوں کا مرکز بنا ہوا تھا، عرب میں معاشرتی تمدن اور اخلاقی کمزوریاں عروج پر تھیں۔ سرزمین عرب کے انسان برائے نام انسان رہ گئے تھے، ہر شخص افعال و اقوال میں آزاد تھا، دوپیشہ اور خوبصورت لڑکیوں کے نام اشعار لکھے جاتے تھے۔ اور بازاروں میں گائے جاتے تھے۔ کوئی دلولہ اور ارمان چھپا کر نہ رکھا جاتا تھا۔ زنا پر بجائے ندامت کے فخر کیا جاتا تھا۔ اور مجالس میں اپنی توت مردی کی تعریف کی جاتی تھی۔ نشہ سے زیادہ محبوب کوئی شغل نہ تھا۔ پھر بادہ نوشی و بدستی کی حالت میں نہایت شرمناک افعال کئے جاتے تھے۔ اور ان ظالموں کو یوم حساب کا خوف نہ تھا۔ سرزمین عرب ایک رزم گاہ تھی جہاں افسر و قبائل اور اقوام ایک دوسرے کا گوشت نوح رہے تھے۔ کوئی کسی کا فریاد رس نہ تھا۔

نوید صبح

ناریوں کا دور تھا، دل چسب رہا تھا نور کا
تجھ کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کیجیجہ نور کا

بالا فرخندہ اوندہ دس کی رحمت حق جوش میں آئی، اور نبی آخر الزماں والی
دو جہاں صاحب کون و مکان مولائے ہر ملک وائے شفیع المذنبین رحمتہ للعالمین
عرب کے ریگزاروں کی گھٹا ٹوپ فضا کے سینہ کو چیرتے ہوئے ابھرے جن کے
نور کی تجلیوں نے عرب و عجم کی وادیوں اور صفا و سروہ کی گھاٹیوں ہی کو اپنے مقدس
نور سے منور نہ کیا بلکہ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب، زمین سے آسمان اور

آسمان سے لامکان تک دونوں عالم کئے ذرے ذرے کو ضیاء بخشی۔ حضرت
مولانا ظفر علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ۵

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں

اک روز چمکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

کیا ولادت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مردہ نہیں تھا؟

کہ جس کے آنے سے مردہ دل کھلے۔ بے آباد اور ویرانے آباد ہوئے۔ یتیموں

نے سہارا پایا۔ عالم نسوانیت کو پناہ ملی۔ اور اس کے برعکس ظلمت سرمدہ

سمر ہوئی۔ آتش کدے ماند ہوئے۔ اور کائنات کا ذرہ ذرہ امن کا گہوارہ بنا

کیا یہی وہ ساعت تھی؟ کیا یہی گھڑی تاریخ عالم میں ایک سنہرے باب کے

اُفتادنے کا موجب تھی؟ کہ جب حضرت سیدنا آئمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو

واللہ تعالیٰ نے اپنی خالص رحمت سے نوازا کہ اس کی بھولی

میں کون و مکان کی۔ ارض و سما کی خصوصی عظمتیں، مسرتیں، برکتیں بیک آن

سما گئیں۔ آنے والا جس کی آمد آمد کی خبریں خداوند قدوس اور رب العزت

کے فرشتے ستم رسیدہ اور دھکی انسانیت کو یہ خوش آئند مشورہ سنا رہے

تھے۔ کہ آگیا ہے۔۔۔ کون؟

حضرت عبدالمطلب کا پوتا سیدنا عبد اللہ کا تخت جگر! اور حضرت

ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کی دعاؤں کا اثر۔

کون؟ رہبر اعظم، محسن اعظم جس کی بشارت حضرت عیسیٰ روح

اللہ نے دی۔ دنیا جھومی۔ آسمان رقصاں ہوا رہو ائین عطر نیز ہوئیں۔ پتوں

نے شادیاں بجا دیں۔ جو روں نے نغمے گائے فرشتوں نے درباری کی۔ بت

سجدہ ریز ہوئے۔ تم تشدد سے ٹھنڈے ہوئے، قیصر و کسریٰ کے بناروں
لے جبہ سائی کی۔ الغرض ہر طرف ایک گونج اٹھی۔

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

سلام اے اُمّت کے لال اے محبوب سبحانی

سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی

تیرے آئسے رونق آگئی بازار امکاں میں

شریکِ حال قسمت ہو گیا پھر فضل ربانی

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

وَالصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

ایمانی تقریر | اے کائنات کے مظلوم اور محنت کش انسانو!

رحمتِ دو عالم شفیع المذنبین تمہارا نجات دہندہ

اور رہبرِ عظیم ہے۔ اے امریکہ اور روس کے پرستارو! اور قیصر و کسریٰ

کے ظلم و ستم اور استبداد کی چکی میں پسے والو! تمہارے مصائب و آلام اور

فاؤ کشتی و غرق کشتی کا سنگین دورِ طغوانی ختم ہو چکا ہے۔ جہالت و گمراہی کی

اندھیر نگری میں بھٹکنے والی روجو! تمہیں نشانِ راہ بتانے کے واسطے آقائے

دو جہاں فتح و نصرت اور سلامتی و چاندنی راہوں کا راستہ دکھانے کیلئے

تشریف لے آئے ہیں۔ اسے حق و انصاف کے متلاشیو! دستِ مصطفائی
ظلمت و ضلالت کے ناپاک پرچم سرتنگوں کرنے کے واسطے دراز ہو چکے ہیں
اسے ماضی و حال کے ٹھکراٹے ہونے انسا لو! تمہارا اور تمہاری نسلوں
کا سب سے عظیم وسیلہ اور فریاد رس "حضور" سرور کون و مکان اپنی
ساری خداداد رہمتوں کے درپے کھولتے ہوئے ارض و سما میں چھاپ چکے
ہیں۔ اٹھو ان کا دامنِ معنی تھام لو۔ ورنہ حشر تک دربدار پھرتے رہو گے۔

اسے سکون کے تلاش کرنے والو تمہارا سکون۔ روس و امریکہ، یورپ
و فرانس اور چین کی گود میں نہیں بلکہ یہ تمہاری ذہنی پسماندگی کی انتہا ہے۔
اسے عظیم انسا لو! تمہارا سکون، تمہارا چین اور مددِ اہم المسلمین کی تعلیم
اور خدا کے ذوالجلال کی تسبیح و تہلیل میں مضمر ہے۔

اسے بنی نوع انسا لو! جب تک قولاً و فعلاً امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ
و السلام کی مکمل تقلید نہیں کرو گے۔ اس وقت تک تمہیں سکون کی زندگی نہیں مل سکتی
اسے اقوامِ عالم کے رہبرو! اطمینان و سکون وہی ہے جس کا دوسرا نام حضرت
عشق ہے۔ بلا ل جہشی اسی کو اپنے سینے میں رکھتے تھے اور انگاروں پر لیٹ
کر کفار کی مار کھا کر گلیوں میں رسوا ہو کر۔ اور چٹانوں کا بوجھ سینے پر برداشت
کرتے ہوئے بھی زبان سے اُف نہ کی۔ اور نہایت سکونِ قلب کے ساتھ
احد، احد، محمد، محمد، یکا رتے رہے۔

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں

نہ ہوستم تو محبت میں کچھ مزار ہی نہیں

اظہار خیال

اے انسانیت کے ٹھیکیدار و اقرآن مقدس کی نظر میں باہمی
پھوٹ اور فرق پرستی شرک ہے۔ خدا کے قہار کا ایک
عذاب ہے۔ عظمت و اقبال کے زوال کی نشانی ہے۔ خالق اکبر کی رحمت سے
محرومی کی دلیل ہے۔ دامن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ و سلام سے بالکل کٹ جانے کا
سبب ہے۔ اور آخرت میں عذاب عظیم کا موجب ہے۔

اے مسلمانو! تمہارے زندہ رہنے کا واحد مقصد یہی ہے کہ ادیان باطلہ
کا سد باب کرو۔ اور اقوام عالم کو اسلامی۔ اخلاقی، مصطفائی تعلیمات سے
روشناس کراؤ۔

اے مشائخ حق! اقلانے دو جہان کی عظمتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے
دیکھو! مگر یہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ و سلام کے فیضانِ کرم سے حضرت ابو بکرؓ، صدیق
اعظم، حضرت عمرؓ، فاروق اعظم، حضرت عثمانؓ غنی، ذوالنورین، اور حضرت
علیؓ المرتضیٰ، حیدرِ کرام کو انسانیت کی عظیم ترین سعادتیں۔ برکتیں نصیب
ہوئیں، وہی انسانیت میں کامیاب و کامران اور فاتح عظیم تھے۔

صدیقِ عکسِ حسنِ کمال محمدؐ است

فاروقِ خلیلِ جاہ و جلال محمدؐ است

عثمانؓ ضیائے شمعِ جمال محمدؐ است

حیدرِ بہارِ باغِ خصال محمدؐ است

ایمانِ ماطاعتِ خلفائے راشدین

اسلامِ ماجتِ آل محمدؐ است

فیض چشم

مسلمانو! علیحضرت شاہ احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

سرگیں نہ نکھیں حیرم حق کے وہ مشکیں غزال

سے فضائے لامکاں تک جن کا رعنا نور کا

حضور ساقی کو تر حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں نے حضرت بلال حبشی اور حضرت خبیث کزایمان و یقین اور عشق و محبت کی لازوال نعمتوں سے آشنا کیا۔ اور عرب و عجم کے ان صحرا نشینوں کو جہاں بلینی اور جہاں بانی کے نئے نئے آداب اور سنہرے اصول سکھائے انہی مقدس اصولوں کا وجود ظہور اسلام سے قبل ہر انسانی سعادت کی نفی کرتا تھا۔ لیکن اقوام عالم کو ہمیشہ ہمیشہ اس حقیقت و صداقت کا اعتراف کرنا پڑا کہ سید عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ان کے فہم و ادراک کی سرحدوں سے کہیں اور آگے تھا۔ کیوں؟

آگیا جس کا نہیں ہے کوئی ثانی وہ رسول

اوج فطرت پر ہے جن کی حکمرانی وہ رسول

جن کا ہر تیور ہے حکم آسمانی وہ رسول

موت کو جس نے بنا یا زندگانی وہ رسول

زندگی بھر جو رہا بنکر سیار ہی وہ رسول

جس کا ہر اک سانس قانون الہی وہ رسول

نیتِ شکر | مقبولان حق شمع مصطفائی کے پروانوں کی طرف نگاہ اٹھاتے وقت
 بھی احساسِ مرعوبیت اور ان کے حسنِ تاباں کی کرنوں سے لرز اٹھتے
 ہیں۔ ان پاک لوگوں کے سینے جمالِ محمد ﷺ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روشن اور
 جلالِ نبی سے ان کے رخسارہ وزخشاں و تابندہ تھے۔

مردِ مومن را محمد ابتدا است

مردِ مومن را محمد انتہا است

کائنات کا ذرہ ذرہ عینِ عظیم و مختار لولاک حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ
 احمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہر آن ہر ساعت اور ہر گھڑی درود و سلام
 پٹھا کر رہا ہے۔ دنیا کا ہر مفکر اور مدبر اپنی کے ارشادات کو اپنی اپنی منطق
 میں پیش کر رہا ہے۔ ہر خطیب اور ہر ولی اپنی کے احکامات کی روشنی میں گمراہی اور
 تزیل کی بیخ کنی کر رہا ہے۔ اور جن و انس، جمادات و حیوانات حضور سرور کائنات
 پر ہر لحظہ و ہر آن درود بھیج رہا ہے۔ کہ ہمارے آقائے دو جہاں نے عالم وجود
 میں انسانیت کو انسانیت سے آشنا کیا۔ اور حضرت انسان کو پستی سے اٹھا کر
 بلندی پر صرافہ فرمایا۔ اور آج نبی اکرم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کے فیضانِ کرم سے کون و مکان کا ذرہ ذرہ بارگاہِ حسن و عشق میں عینندہ
 محبت کے پھول پیش کر رہا ہے۔ فضا میں چل چل کر نعمۂ سرمدی گارہی ہیں۔ اور
 خور و غلمان مسکرا رہے ہیں۔ اور پھر عرش بالا کے قدسی ہاتھ باندھے سوز و گداز
 سے یہی عرض کر رہے ہیں۔

رَبِّ سَلِّمْ عَلٰی رَسُولِ اللّٰہِ

مَرْحَبًا مَرْحَبًا يَا حَبِیبِ اللّٰہِ

فرمان محبوب

(حکایت نمبر ۵)

سرور کون و مکان شہنشاہِ ارض و سما، حبیبِ کبریا علیہ الصلوٰۃ و سلام
فرماتے ہیں:-

عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَمَّ
الْوَسْطَ الْأَحْصَرَ وَلَمْ يُصَلِّ فَقَدْ جَفَانِي

(نذہت المجالس ص ۲)

”کہ جس نے گلاب کے سُرخ پھول کو سونگھا اور منجھ پر درود نہ پڑھا اس نے
مجھ پر ظلم کیا۔“

دوستو! جذبات و احساسات کا اظہار تو ممکن نہیں۔ شدتِ محبت و عشق دیوانہ
وار محبت کے راز کو افشا ضرور کرتی ہے۔ مگر تحریر انہیں۔ ایک عاشق صادق کی حرکات
اس کی عکاسی کر دیتی ہے۔ محبوب کی ہر ادا فطرتاً عاشق زار اپنا لیتا ہے۔ اور یہ
حالت آہستہ آہستہ اس منزل تک پہنچتی ہے کہ دنیا اسے ایک شوریدہ سرکھتی ہے۔
جب یہ عالم ہوتا ہے تو بڑے سے بڑے مصائب و آلام اس کے راستے میں حائل نہیں
ہو سکتے۔ بحرِ ظلمات میں گھوڑے دوڑائے جاسکتے ہیں۔ کوہِ بیسوں سے ہر نکل پڑتی
ہے۔ ہوا میں ”یسے“ کو پیام ”مجنون“ پہنچا دیتی ہیں۔ اوریوں عالم ہوتا ہے کہ ہر
جیسو میں جمالِ یار ہو یاد آسکار ہوتا ہے۔ حضرت حافظ شیرازیؒ کیا ہی خوب فرماتے ہیں

مہر سو جلوہٴ دلدار دیدم

بہر چیزے جمالِ یار دیدم

خواہش دیدار | یہ ایک حقیقت اور صداقت ہے کہ جب کسی سے محبت اور عشق ہو جائے تو حضرت عشق اسے اپنے رنگ میں رنگ لیتے ہیں اور فطرتی طور پر دل مضطر کا تقاضا ہوتا ہے کہ اس "ماہ حبیب" کو دیکھا اور دیکھا جائے، خواہش دیدار ختم نہیں ہوتی سیدنا کلیم اللہ نے بھی کوہ طور پر یہی آرزو کی تھی

رُخ بے نما ہے پریں صبح امید من توئی

برقہ کشا اے صنم جلوہ عید من توئی

مسلمانو! معلوم ہوا کہ سیدنا حضرت مونس علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں یہی عرض کیا تھا۔

"اے حجابوں میں رہ کر مجھ سے ہم کلام ہونے والے

لشداں پر دوں کو اکٹھا کر ذرا میرے سامنے آجائیے

تاہم نکہ تیرے رُخ انور کو دیکھ لوں اور اس دل مضطر

کو کچھ تسکین و راحت ہو جائے۔"

ذکر محبوب | واللہ! عاشق صادق کو اگر دیدار یار نہیں ہوتا تو وہ تڑپ اٹھتے ہیں اور ہر ساعت دہر گھڑی تصویر یار میں مستغرق رہتے ہیں۔

اور دل و زبان سے اپنے محبوب پاک کا ذکر خیر کیا کرتے ہیں۔ ایسے حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں۔

زباں تا بود در دہاں جائے گیر

شنائے محمدؐ بود دل پذیر

سبحان اللہ! سبحان اللہ! کیا ایمان اس روز حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ

یا رسول اللہ جب تک میری زبان اس جہان میں اپنی جگہ پر قائم ہے، یہ آپ کے فضائل و محاسن حسن و جمال، صورت و سیرت، خلق عظیم اور ذکر جلیل کے گیتوں میں رہے گی۔

مشاہدہ یار بزرگو! ایک مجازی عاشق کی دلی خواہش یہی ہوتی ہے کہ میں اپنے محبوب کو دیکھوں۔ اور اس کے ساتھ باتیں کر دوں، تب جا کر اس کے دل و دماغ کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ اسی نظریے کے پیش نظر حضرت زبدۃ العارفین مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مخصوص اہجہ میں فرماتے ہیں کہ ایک روز جناب حضرت مجنوں رحمۃ اللہ علیہ بے آب و گیاہ ریگستان میں تشریف فرما تھے، "محبت لیلہ" نے غلبہ کیا، سوز و ساز کی کیفیت طاری ہوئی، اور مشاہدہ یار میں مدہوش ہو کر اس دھرتی کے سینے پر اپنے دست مبارک سے کچھ لکھ رہے تھے۔ اتنے میں قریب سے ایک آدمی گذرا۔ جب اس نے حضرت قیس رحمۃ اللہ علیہ کو اس حالت میں دیکھا تو فوراً پکارا

گفت اے مجنوں شیدا چیت ایں

می نویسی نام بہر کیت ایں

اے مجنوں یہ مکتوب کس کو لکھ رہے ہو، ذرا باد صرصر چلی تو مٹ جائے گا۔

تو جناب مجنوں نے اس کی صدا کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

گفت مشق نام یسلی میکم

خاطر خود را تسلی میدهم

کہ میں خط تو نہیں لکھ رہا۔ اپنی لیلے کے نام کی مشق کر کے اپنے پریشان دل کو تسلی و تشفی دے رہا ہوں۔

محبوب اکبر | آئیے۔ اب خود ہی اندازہ فرمائیے کہ مذہب عشاق میں اپنے محبوب کو یاد کرنا اور اس کے افعال و اقوال اور صورت کی تعریف کرنا ضروری ہے تو کیا؟ اس محبوب ربانی کو جو ان سب محبوبوں سے بھی محبوب ہے اور جس نے ہماری آئندہ بخشش کے لئے رات کی تاریکیوں میں دعائیں کی ہیں اور جس ہادی برحق نے ہم گنہگاروں کو شب معراج کے وقت بھی نہیں بھولا۔ اور جو قیامت اور یوم حساب کے وقت ہمارے لئے موجب بخشش ہوں گے۔ کیا ہمارا فرض نہیں؟ کہ ہم ان کا ہر وقت اپنے ہر لمحہ دل میں جمال دیکھا کریں۔ اور نہایت عجز و انکساری سے صبح و شام ان کی ذات بابرکات پر درود بھیجا کریں۔

”کیوں نہیں“

ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے زمانے میں نہیں پایا۔ لیکن ہماری آنکھیں حضور کے لئے فرشِ راہ ہیں۔ ہمارے دل و دماغ میں ساقی کوثر کی صورت سمائی ہوئی ہے۔ ہم حبیبِ کبریا علیہ السلام کے زرخ انور سے اپنے سیاہ اور تاریک دلوں کو منور کر رہے ہیں۔ ہماری آنکھیں مختارِ نولاک کے ہجر میں اشکبار ہیں۔ کہ ہم صبح و شام والہانہ طریق پر احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس کے حضور درود و صلوٰۃ کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

اللہ اکبر! اللہ اکبر! میرا ایمان ہے کہ ذکرِ مصطفیٰ سینے اور سانے سے

کون و مکان کا ذرہ ذرہ عالم و بعد میں آجاتا ہے۔ اور مردہ دلوں کو حیاتِ جاودہ

ملتی ہے۔ اور بے قراروں کو قرار اُجڑی ہوئی روحوں کو بہا برسدی ملتی ہے۔
 الغرض کوئی ایسا مقام نہیں جہاں پر ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ و سلام نہ ہوتا ہو۔
 علیہ تحفرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔ ۵

عرش پہ تازہ چھیر چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
 کان جدھر لگائے تیرے ہی داستان ہے
 اک تیرے رُخ کی روشنی چین ہے دو جہان کی
 انس کا انس اُسی سے ہے جانکی وہ ہی جان ہے
 وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
 جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے
 گود میں عالم شباب حال شباب کچھ نہ پوچھ
 گلین باغ نور کی اور ہی کچھ اسٹان ہے
 تجھ سا سیاہ کار کون اُن سا شفیق ہے کہاں
 پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ تیرا گمان ہے
 خوف نہ رکھ رضا ذرا تو ہے عہد مصطفیٰ ﷺ
 تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

غفلت اور ہم | بھائیو! ہم میں بہت سے مقدر کے دھنی ایسے بھی ہیں جن کی صورتیں دیکھ دیکھ کر تقدیر مسکراتی ہے۔ ان کی تقدیر میں مقصور فطرت نے چین ہی چین۔ امن و سکون، عیش و عشرت کی فراوانیاں اور دولت و ثروت کے انبار جمع کرنا خوشگوار اور فرحت انگیز قضاؤں میں بہرہ اندوز ہونا۔ باہم رنگ ریاں منانا اور داد و عیش و عشرت دیتے پھرنا مقسوم کیا ہے ان لوگوں کو اتنی بھی پروا نہیں کہ آفتاب کس سمت سے طلوع اور کس سمت غروب ہوتا ہے۔ یہ سبھی نئی تہذیب و تمدن کے علمبردار دولت و ثروت اور شراب کے نشے میں چور بگولہ کی مانند فضا سے عیش میں اڑے اڑے پھرتے ہیں۔ اسی کو اپنی کامیابی و کامرانی اور انسانیت کی معراج تصور کرتے ہیں۔ ذکر خدا اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت دور ہو چکے ہیں۔ شارع اسلام کی ہر بات کی یہ جند ہیں۔ اور دین محمدی کے اوصافوں کو فراموش کر چکے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ دنیا میں ذلیل و رسوا ہو چکے ہیں۔ اور عاقبت میں بھی ذلیل و خوار ہوں گے۔

نتیجہ فکر | ذکر الہی باعث اطمینان دل و دماغ ہے۔ تو پھر ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام و جبر سکون دل اور باعث راحت دل کیوں نہیں؟ اور جو لوگ سرخ گلاب کی بے حرمتی کرتے ہیں امراء و وزراء کے استقبالات پر پٹھا ور کرتے ہیں۔ اور شارع اسلام کے حکم کے مطابق اسے سونگھ کر "ورد شریف" صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھتے وہ بہت بڑے بد بخت اور ظالم لوگ ہیں حالانکہ انہیں چاہیے۔

راحۃ داریں کو چاہیے جو تو

یاد آؤ کن یاد آؤ کن ہے یاد آؤ

اہم وسیلہ

حکایت نمبر ۶

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ
دَاعٍ إِلَّا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ حِجَابٌ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَى
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
وَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ تَخَرَّقَ الْحِجَابُ وَدَخَلَ الدُّعَاءُ
وَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ رَجَعَ

(رجوہ الباری ج ۳ ص ۵۶ ج ۱)

مختار لو لاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے والے
اور آسمان کے درمیان ایک پردہ رہتا ہے۔ جب تک وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اور ان کی آل پر درود شریف نہ پڑھے۔ جب وہ درود شریف پڑھتا
ہے تو یہ پردہ ہٹ جاتا ہے۔ اور دعا بارگاہ الہی میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور
اگر درود شریف نہ پڑھے تو دعا واپس آ جاتی ہے۔

بزرگو! میں نے آپ کو یہ بتانا ہے کہ خالق کائنات کی بارگاہ عالیہ میں
بجز حضور احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی کی بھی رسائی نہیں ہو سکتی۔ کوئی
لاکھوں جتن اور آہ و فغاں کرے مگر رسائی کو شر کے وسیلہ جلید کے بغیر رسائی

نہیں ہو سکتی۔ کوئی لاکھوں عین اور آہ و نغماں کرے۔ مگر ساقی کو شر کے وسیلہ،
جلیلہ کے بغیر ساقی نہیں ہو سکتی۔

اور یہی وہ خالق کائنات کے حضور ہرگز ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ درود
حسن خواباں شریف پڑھیے اور شیئے۔

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

نیم حجر کے جھونکوں سے غلہ بریل کے غنچے اور کلیاں وجد کٹاں اور مست ہو کر
کھلکھلا اٹھتی ہیں۔ اور خاور مشرق دھیرے دھیرے سانسوں سے چلتا ہوا اودھنی مغرب
کی طرف گامزن ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی کی یاد میں اور کسی کے جمال جہاں آرا میں
کھویا ہوا ہے۔ اور گلشن دہریں ہر طرف تاحہ نگاہ سبزہ ہی سبزہ ہرار ہا ہے۔ جہنم
بھی دیکھو رحمت بیگراں کا نورانی سماں ہی سماں نظر آتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے
کائنات کی ہر شے پُر جمال، پُر مست، اور حسن یار میں کھوئی ہوئی ہے۔ جیسے کسی کے تجل
کی مانند۔

زمانہ گم زمیں گم آسماں گم

خیال یار میں سارا جہاں گم

گویا زمین و آسماں، مکان و لامکان، نور و غلمان، باحق و بشر اور شمس و قمر یعنی
کائنات کی ہر شے کسی کے حسن خواباں کی تعریف کر رہی ہے۔ اب آپ خود ہی غور فرمائیے
کہ خود خداوند قدوس اس کے متعلق کیا اعلان فرماتے ہیں۔

فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ وَ الشُّكْرُ لِي وَلَا تَكْفُرُون (پہ ۲۷)

اے بندو! تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں۔ اور میرا شکر کرو کفر نہ کرو۔

کثرتِ ذکر

مسلمانو! کائنات کا تمام ساز و سامان اس کی تسبیح و تہجد میں مشغول ہے۔ اور کوئی ایسا لمحہ لمحہ نہیں کہ جس میں ذرا بت باری کا ذکر جھیل نہ

ہوتا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَاذْكُرُوا لِلّٰهِ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

یعنی فلاح چاہتے ہو تو اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کرو۔

دوستو! اللہ تعالیٰ نے ارشاد گرامی فرمایا۔ کہ میرا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کرو۔ اگر

تم فلاح و نجات چاہتے ہو۔ لیکن خالقِ اکبر نے یہ نہیں فرمایا کہ تم مجھے ایک بار یا پانچ بار یاد کیا کرو۔ بلکہ صرف اتنا ہی ارشاد فرمایا ہے کہ تم فلاح و نجات چاہتے ہو تو میرا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ آئیے! اب ذرا مصوٰرِ فطرت کے محبوب پاک کی شانِ کریمی بھی ملاحظہ فرمائیے۔ خود حضور پر نور رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد گرامی فرماتے ہیں پہلے درود شریف پڑھئے۔ پھر حضور کا فرمان سینئے۔

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

آقائے رؤف الرحیم زبانِ کن سے رطب اللسان ہوتے۔

مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَاةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِمَا عَشَرَ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶)

جس نے فجر پہ ایک بار درود بھیجا۔ اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔

سبحان اللہ! سبحان اللہ! کیا شان ہے سرورِ دو جہان کی کہ سیدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی ہم ایک دفعہ لیں تو خالقِ کائنات

ذکرِ شریف

دس بار میں یاد فرماتے ہیں۔ اور ہم پر رحمت و برکت نازل فرماتے ہیں۔ پھر میں یہ بھی معلوم ہوا کہ محبوب پاک کی یاد ہی دراصل یادِ حق ہے۔ وہ نفوس کتنے ظالم اور کتنے سنگ دل ہیں۔ جو میں ذکر حبیب لبیب بیان کرنے سے منع کرتے ہیں۔ اور کفر و شرک کے فتوے لگاتے ہیں۔ ایسے اب ذرا ذاتِ حق سے اپنے محبوب پاک کا ذکر خیر سنئے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ اَیُّهَا الَّذِیْنَ
 اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا (ب ۳)

بے شک اللہ تعالیٰ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ اس غیب بتانے

والے (نبی) پر ایمان: والو ان پر درود اور سلام بھیجو: (ترجمہ حضرت)

مسلمانو! اس آیت شریفہ کی تفسیر بے نظیر علامۃ العصر حضرت صدر
 اہم تفسیر

”سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا واجب ہے ہر
 ایک مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی ایک مرتبہ اور اس
 سے زیادہ مستحب ہے قولِ معتمد ہے۔ اور اس پر جمہور ہیں۔ اور نماز کے قعدہ
 اخیرہ میں بعد شہد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ اور آپ کے تابع کرنے کے
 آپ کے آل و اصحاب و دوسرے مومنین پر بھی درود بھیجنا جاسکتا ہے۔

یعنی! درود شریف میں آپ کے نام اقدس کے بعد ان کو شامل کیا جاسکتا
 ہے۔ اور مستقل طور پر حضور کے سوا ان میں سے کسی پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔ درود
 شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم ہے۔ علمائے اہل اہم

صلی علیٰ محمدؐ کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ یا رب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 عظمت عطا فرما۔ دنیا میں ان کا دین بلند اور ان کی دعوت غالب فرما کر اور ان کی
 شریعت کو بقا عنایت کر کے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول کر اور ان کا
 ثواب زیادہ کر کے اور اولین و آخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما کر اور انہیں
 مرسلین و ملائکہ اور تمام خلق پر ان کی شان بلند کر۔ (کنز الایمان ص ۶۱)
 مقدس وظیفہ

نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرنا اور کرنا
 اور صبح و شام انہیں یاد فرمانا اور ہر گھڑی نام "محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم کا وظیفہ کرنا اور ہادی بے کساں کی بارگاہ عالیہ میں صلوٰۃ و
 سلام کا نذرانہ عقیدت پیش کرنا اور عشق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ و سلام کی ترویج
 میں مرٹنا "گو یا پیچھے مومن مسلمان کی نشانی ہوتی ہے۔ اور دورین کی ہر شے مختار
 لولاک کے حضور صلوٰۃ و سلام بھیجتی ہے۔ یہ سبھی عظمت و رفعت ذکر مصطفیٰ علیہ
 الصلوٰۃ و سلام میں مضمر ہے۔ اور پھر اسی تمام کے مطابق ایک صاحب لگن عشق
 مصطفیٰ کی سرشاریوں میں مستور ہو کر یوں فرمائیے گئے :-

الصلوٰۃ و سلام علیک یا رسول اللہ
 الصلوٰۃ و سلام علیک یا حبیب اللہ

ابھی ہزاروں و زود اور سلام

ہوں روح محمدؐ پہ نازل مدام

ہوتی تھی جو آدم سے واقع خطا

ندامت میں روتے رہے سناہا

جب آدم نے اوپر اٹھائی نظر
 لکھا پایا نام نبی عرش پر
 دعا کی خدا سے کہ میری خطا
 طفیل اس پیمبر کے بخش اسے خدا
 ہوئی ان پر رحمت طفیل نبی
 خطا ان کی اللہ نے بخش دی
 محبوب! یہ وہ نام محبوب ہے
 جو عرش الہی پر مکتوب ہے
 ہے جنت کے اوراق و اشجار پر
 لکھا جا بجا نام خیر البشر
 عبادت میں حق نے رکھا اتمول
 ملا نام سے اپنے نام رسول
 اذالوں میں داخل ہے نام آپ کا
 ہزاروں میں شامل سلام آپ کا

درود الیٰسے محبوب سبحان پر

سلام ایسے سلطانِ ذی شان پر

نتیجہ و فکر

ذکرِ خدا اور حقیقت ذکرِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ مقصود فطرت یعنی خالق کائنات جو کچھ بھی لینا اور مانگنا مقصود ہو تو سیدِ دو عالم کی طفیل اور حضور شافع یوم النشور کے وسیلہ جلیلہ کے صدقہ سے مانگنا چاہئے پھر میں یہ بھی معلوم ہوا کہ بارگاہِ الہی میں "وہ دعا" کسے باشد، کبھی بھی مقبول نہیں ہوتی۔ جس کے اول و آخر میں شہنشاہِ عرب و عجم آقائے رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ انور پر درود و سلام نہ پڑھا ہو۔ بلکہ دعا وہی قبول ہوگی جو ذکرِ حبیب کی طفیل اور وسیلہ سے مانگی گئی ہو اسے ہی شرف قبولیت عطا ہوتا ہے ہر وہ دعا جس میں حضور پاک کام وسیلہ نہ لیا گیا ہو وہ دعا دعا ہی نہیں اور مانگنے والے پر ہزاروں لعنتیں۔ ذاتِ حق کی طرف سے نزول کر آتی ہیں اور تابد رہتی ہیں۔

ایک حضرت کیا ہی ایمان افروز عقیدہ بیان کرتے ہیں۔

بے ان کے واسطہ کے خدا کچھ عطا کرے

حاشا غلط غلط یہ ہو س لے بھر کی ہے

گویا ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ کائنات کے مالک و مختار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اسی لئے ہر مسلمان علی الاعلان یوں رطب اللسان ہوتا ہے۔

خالق کی نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

مقدس لکھن

حکایت

”مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرَهُ“

جس کسی کو کوئی چیز پیاری ہوتی ہے وہ اس کا ذکر اکثر کیا کرتا ہے۔

(زبد قافی شریف ص ۲۸۵ ج ۶)

حضرات! اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور علیہ السلام کی ذات اقدس کو سزا کی
حکمت و ہدایت کا منبع عظیم اور نبی برحق و رسول اور خاتم النبیین بنایا ہے۔
درویش لاہوری حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کیا ہی خوب فرما رہے ہیں۔

لَا نَبِيَّ بَعْدِي زَا حَسَانِ مَدَامِ

پیرِ دہ ناموس دینِ مصطفیٰ ہے

ہاں تو پھر خداوند قدوس نے ہمارے حضور کو تمام ترکہ کمالات و معجزات
اور علم و حکمت کے چشموں سے سرفراز فرما کر قیامت تک کے لئے نبی
نوع انسان کی ہدایت و سعادت کے لئے مبعوث فرمایا پھر نبی اکرم
کی طیفیل تمام دنیا نے جلوہ توحید و رسالت کے فیوض و برکات کا نظارہ
کیا اور نجاتِ ابدی کا راستہ پایا اور آپ کے فرمودات کے توسل سے
تمام کائنات نے اکتسابِ فیض کیا اور آپ کے ارشادات گرامی نے مردہ
پیکرِ انسانی میں حیاتِ جاوداں کی شعلےیں لہرا دیں اور اخلاقی و روحانی

اور تمدن و معاشرت کی بنیادیں استوار کیں اور انسانیت کے نئے غیر متناہی ترقیات کے دروازے کھول دئے۔ انگریزی آپ سر اپنا نور و حکمت و فرمودات کے بیکر عظیم اور خلق عظیم کے منظر اتم تھے۔

لا یکن النسا کمسا کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

گویا خالق کائنات کے بعد سرور دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود گرامی ہے۔ آپ کے حسنِ خوباں کا ذکر خیر زبان سے کرنا اور کرنا اور اسے جاری و ساری رکھنا ہر وقت آپ ہی کے نام انور کے گیت گانہ ہی حقیقی طور پر ایمان مکمل اور اتباع رسول کی دلیل اولین و آخرین ہے۔ اور جمہور کا بھی اسی پر اتحاد و اتفاق ہے۔

منظر الہی | مسلمانو! خدا نے قدوس کی توحید کے اقرار و اعتراف کے بعد عالم ماکا و مایکون کی رسالت و ارشادات کا اقرار کرنا اور اسے عملی جامہ پہنانا اور حقیقت مکمل ایمان و ایمان کی یہی نشانی اور یہی کلیہ حجت بھی ہے۔ جو بھی شخص آپ کی نبوت و رسالت اور ارشادات و تصرفات و اختیارات و موجودات و حضرات پر کئی ایمان نہ لائے تو وہ ربّ کائنات کی توحید کو بھی نہیں مان سکتا۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی ذات و صفات تھی جس نے ہمیں خدا کی صحیح معرفت سے روشناس کرایا اور خدا سے عظیم سے واصل بالشد کردیا۔ اب جو بھی آپ کے ارشادات کو نہیں مانتا وہ خدا کو بھی نہیں مانتا پھر ہمارے حضور علیہ السلام کے فضائل و کمالات و ارشادات تو حد شمار سے بھی باہر ہیں عقل انسانی کی کیا طاقت ہے کہ ان تک رسائی حاصل کر سکے

زبان میں کیا طاقت ہے کہ آپ کی تعریف و توصیف کر سکے، اور قلم میں اتنی قدرت
کہاں ہے کہ محبوب پاک کے حسن و جمال کی ترجمانی کر سکے، درویش لاہوری فرماتے ہیں

روح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب

محترم آغا جان لیجئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و سلام تمام انبیاء کے قافلہ سالار
سب رسولوں کے سردار سب میں افضل، سب کے خاتم، دانائے کل، مختار
دو عالم، شہنشاہ عرب و عجم، رحمت عالم، شافع محشر، صاحب لولاک اور
حبیب پروردگار الحاصل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منظر رب العالمین
ہیں۔ آج بھی ارشاد نبی کی مقدس کرہیں اس دورِ طاغوتی میں ہماری رہنمائی اس
طرح کر رہی ہیں۔ جیسے اندھیری رات میں چراغ کہیں سے بجلی کو نہ کو نہ کر منزل سے
بٹکے ہوئے مسافروں کو راہیں دکھاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ
فرماتے ہیں :-

ان کی مہاک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کو چے بسا دیئے ہیں
جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روئے ہندسا دیئے ہیں

میکمل نقس

بزرگو! آج کے زمانے میں ہمارے خون سرد ہو گئے ہیں۔ اسلامی جمہوریت
اور غیرت ایمانی جاتی رہی تو ہر ایک شخص کو زندگی سے پیار ہو گیا ہے۔ پھر ہمارے
شعرا ہونے اس محبت کو باہر عروج پر پہنچا دیا ہے۔ یاد رکھو! انسان صرف ایک ہی بار

دنیا میں آتا ہے۔ زندگی کی بہاریں بہت مختصر ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے نفسانی خواہشات کی تکمیل کی جائے اور فرمودات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا جائے۔ اور جو لوگ اس فلسفے کے خلاف میدانِ عمل میں نکل آئے ہیں۔ یعنی "سوشلسٹ" کا پرچار کرتے ہیں۔ ان کا ڈرٹ کر مقابلہ کیا جائے۔ چوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے صاحبِ لولاک علیہ السلام کی تابعداری کو اپنی تابعداری پیروی قرار دیا ہے۔ چنانچہ خالقِ کائنات ارشاد فرماتے ہیں۔

مَنْ لَطِعَ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ - جس نے اطاعت کی رسول کی اس نے اطاعت کی اللہ تعالیٰ کی۔

گویا۔ ارشادِ باری تعالیٰ سے ہم کو یہی سبق ملا کہ حضور پاک کے ارشاد پر چلنا فرض عین ہے۔ اور فرض وہی فرض عین ہوتا ہے کہ تمام فرائض و واجبات و ارشادات کا قبول کرنا اور آپ کی اتباع پر چلنا۔ اگر کوئی شخص آپ کی تابعداری و اطاعت اور حکم سے ہٹ کر اختیار کے نقوش پر چلے یا کتنی ہی عبادت و بندگی کو خراب الہی میں ہرگز ہرگز وہ قبول نہیں۔

حضرات! حضور و اناسے غیوب علیہ الصلوٰۃ و سلام خود فرماتے ہیں درود شریف پڑھیے اور پھر ارشاد گرامی سنئے۔

الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

فرمایا: فَمِنْ رَغَبٍ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

جو شخص میری پیروی نہ کرے وہ مجھ سے الگ ہو گیا۔

یعنی! جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ کے خلاف چلے، آپ کے ارشادات پر عمل نہ کرے، آپ کے ساتھ محبت نہ کرے، آپ کو ہر چیز، جان، مال، اولاد، وطن، ماں باپ اور کائنات کی ہر شے سے افضل و اعلیٰ نہ جانے وہ سرکارِ دو عالم کا آدمی نہیں۔ معلوم ہوا کہ قرب الہی کا بہترین راستہ اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ارشادات پر عمل کرنے سے ملتا ہے۔
 مورخ اسلام فرماتے ہیں۔ ع

محمد ہیں متاع عالم وایجاب از سے پیارا

پدر مادر برادر جان و مال اولاد پیارا

بھائیو! طالب و مطلوب کی باہم ملاقاتیں ایک دوسرے کو
معیار محبت نزدیک سے نزدیک تر لانے کا سبب ہوتی ہیں۔ پیار و
 محبت کا تقاضا بھی یہی ہوتا ہے۔ کہ ہر وقت اپنے محبوب کے اوصاف و کمالات
 کے نغمے گائے جائیں اور صبح و شام انہیں کا پرہ چار کیا جائے۔ یہ تو ایک مجازی نفیست
 و محبت کا دستور حیات ہوتا ہے۔

لیکن اس کے برعکس ہر مسلمان کو کائنات کی تمام چیزوں
 سے افضل و اعلیٰ اور سب سے پیارا ہی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
 مبارک ہے۔ لہذا عشق و محبت اور فطرت ایمانی کا یہی اصل فیصلہ ہے کہ حضور
 کے ساتھ حد سے زیادہ پیار و محبت کیا جائے۔ اور ان کے فضائل و محاسن کے
 گیت خود بھی اور اوروں کے بھی سنے اور سنائے جائیں۔ اور حضور کے فرمودات
 کی عزت و عظمت ہمارے دلوں میں تاشیر رہے۔ اور ہمارے یہ بھی فرض ہے کہ ہم
 اپنی زندگی کے تمام اعمال اور حرکات و سکنات کو رنگ مصطفائی میں رنگیں

غور فرمائیے! وہ نفوس قدسیہ جن کو ہم اصحاب رسول کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ وہ خاک سے اٹھکر وسعتِ افلاک پر جا پہنچے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے کچھ سے کچھ بن گئے۔ اس کی کیا وجہ تھی اور یہ آخر انقلابِ ان میں کیسے رونما ہو گیا تھا؟

اس کی وجہ ٹھنی یہ تھی کہ وہ صحیح معنوں میں مسلمان تھے۔ اور احمد مختار کے عاشق صادق اور ارشاداتِ مصطفائی کے پیرو تھے۔ ان کا ہر قدم اتباعِ شریعت پر اٹھتا تھا۔ انہوں نے دامنِ مصطفیٰ علیہ السلام کو مضبوطی سے تھام لیا تھا۔

سرکٹے کنبہ مرے اور گھر لٹے

دامنِ احمد نہ ہاتھوں سے چھٹے

اور جس وقت شمعِ مصطفائی کے پروانوں نے قیصر و کسریٰ کے تاجوں کو اپنے پاؤں سے روندنا تو دنیا جہان کے عیسائی سخت حیران تھے اور ان کی عقلیں گم ہو چکی تھیں کہ آخر ان لوگوں میں یہ قوت و طاقت اور بہت و استقلال کہاں سے پیدا ہوا۔ یہ لوگ جس طرف بھی رخ کرتے ہیں۔ فتح و کامرانی ان کے استقبال کو آگے اور آگے بڑھتی آتی ہے۔ اس بات کو معلوم کرنے کے لئے ایک وفدِ مہذبہ الرسول میں آیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے اطوار کو بنظر غور دیکھا بالآخر ان کی ترقی کار از معلوم کر ہی لیا۔ اور وہ "راز" اتباعِ رسول اور ارشاداتِ مصطفیٰ پر عمل کرنا تھا۔ پھر وفد نے یہ بھی دیکھا کہ صحابہ کی یہ حالت ہے کہ ارشادِ رسول کی دل و جان سے تعمیل کرتے ہیں ہر وقت مستعد رہتے ہیں اور شمعِ رسالت پر پروانہ وار شمار ہوتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پچھے ہوئے پانی اور تھوک مبارک کو

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے جسموں پر لیا کرتے تھے۔ اور عطر سے زیادہ اس کی تندر کرتے تھے۔ لیکن آج ہم نے ادب مصطفیٰ اور دامن مصطفیٰ سے منہ موڑ لیا ہے۔ اسی لئے ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر

ہم خوار ہوئے تارکب قرآن ہو کر

نتیجہ فکر صحابہ کرام نے اتباع و اطاعت رسول کے جو شان و ارکھوں نے دینا والوں کو دکھائے ہیں اور حضور کے عشق و محبت میں جو جانی و مالی۔

قربانیاں دیں ان کو ساری دنیا جانتی ہے۔ فنا فی الرسول اہل طریقت میں ایک مقدس ترین مقام ہے۔ صحابہ کرام صحیح معنوں میں اس پر فائز تھے۔ اور کوئی نہ کوئی شے ہر ایک کو محبوب ہوتی ہے۔ اور وہ اسی کا ذکر کثرت سے کیا کرتا ہے۔ یہی کائنات کی تمام فراوانیوں سے زیادہ نبی اکرم پیار سے ہیں۔ سچے مسلمان صبح و شام حضور پاک کے نام انور کا وظیفہ کیا کرتے ہیں۔ اور ہر مومن کی یہی آرزو ہے۔

نشامہ ہی ہے سلسلہ قیل و قال کی

ہوتی رہے ثنا تیرے حسن و جمال کی

جانِ ایمان

حکایت نمبر ۸

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ

أَهْلِهِ وَقَالَهُ (زرقانی شریف ص ۲۸ ج ۷)

یعنی کوئی مومن نہیں بن سکتا جب تک میں اُسے اس کے اہل و مال سے زیادہ محبوب نہیں ہوتا۔

حضرات غنیہ و محبت عالم رنگ و بو سے بے نیاز ہوتا ہے۔ اس کی پنکھڑیاں تا ابد

حیات جاوداں سے معمور رہتی ہیں۔ محبت ہی کے وجود سے کون و مکان میں بہار

ہے۔ محبت کا فیض ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جاری رہتا ہے۔ اسے کسی قسم کی آہٹ نہیں آ

سکتی کیوں کہ فیوضِ محبت عام ہے۔ یعنی قلبِ سلیم کو ایمان، فواد کو ایمان، روح

کو راح اور صدر کو انشراح فیضِ محبت سے ہی ہوتا ہے۔ ”محبت“ غنیہ ایمان

ہے۔ یہ مصائب و آلام کو کشادہ پیشانی کے ساتھ بھیلی لینے والا ہوتا ہے۔ محبت

ہی دل کی زندگی اور زندگی کی کامیابی ہے۔ پھر محبت ہی کامیابی و کامرانی کو دوام و

بقا کا تاج شفاعت پہناتی ہے۔ اور پھر اسی بقائے عظیم کو تخت ارتقا پر بٹھا

بھی دیتی ہے۔

نسبت کا تعلق | بزرگو! وجودِ محبت کے متعلق سید دو عالم علیہ الصلوٰۃ

و السلام بخاری شریف کی ایک حدیث شریف میں فرماتے

ہیں۔ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔ ہر شخص کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ
محبت کرتا ہے۔ گویا! محبت مرکز حیات ہے۔ محبت ہی مسلمان کی جان و
ایمان ہے۔ محبت کی خاطر کائنات کی تمام اشیاء کو ٹھکرا دیا جاتا ہے۔ اور ہر انسان
کو ان چار چیزوں سے فطرتاً محبت ہے۔

وطن ، مال ، اولاد ، جان

۱۔ ہمیں وطن سے پیار نہیں؟

۲۔ ہمیں مال و زر سے الفت نہیں؟

۳۔ ہمیں اولاد سے محبت نہیں؟

۴۔ ہمیں اپنی جان عزیز نہیں؟

یقیناً ہر صاحب شعور کو ان چار چیزوں سے پیار و محبت ہے۔ لیکن ان
چاروں کی محبت و الفت میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہوتا ہے۔ اور ایک مقام پر ان چاروں
کو ایک دوسرے پر ایک دوسرے کو قربان کر دیا جاتا ہے۔ جیسے مال و دولت
حاصل کرنے کے واسطے دور دراز کا سفر کیا جاتا ہے۔ اور "وطن" کو مال و
دولت کی محبت پر قربان کر دیا جاتا ہے۔ اور "مال" کی محبت کو اولاد کی محبت
پر قربان کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اولاد کی محبت کو جان کی محبت پر قربان کرنا پڑتا
ہے۔ یعنی جب اپنی جان پر مصیبت بن آئے تو اولاد کی محبت کو بھی انسان بھول جاتا
ہے۔ اور یہی چاہتا ہے کہ ہر چیز تباہ و برباد ہو جائے۔ مگر میری "جان" سلامت
رہے۔

آئیے! اب خود ہی فیصلہ فرمائیے کہ ہمارے حضور علیہ السلام کیا جان کی جان
نہیں؟

یقیناً سید دو عالم جانِ بھیاں ہیں سبحان اللہ! سبحان اللہ! عظیم الشان

فاضل بریلوی قدس سرہ کیا ہی خوب فرماتے ہیں۔

وہ جو نہ سمجھے تو کچھ بھی نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ بھی نہ ہو

جان ہیں وہ جہاں کی، جان ہے تو جہان ہے

جان اور ایمان | **مسلمانو! سبحان اللہ! اے حضرت قدس سرہ العزیز کی شاعری**

بھی کیا ایمان افروز اور بخیریت سونہ ہے کہ جب بھی آپ

ذوقِ مستی میں شعر فرماتے ہیں، تو ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ غنچہ دل مسکرائے لگتا

ہے۔ اور روح و جہد در ہو جاتی ہے۔ خداوندِ قدوس بے غیب صاحبِ لاک

کے ان کی قبرِ نور پر انوار و تجلیات کی صبح و شام بارش کیا کرے اور جنت الفردوس

میں ان کے درجاتِ عالیہ کو اور بلند فرمائے۔ آمین!

”ہاں“ تو میں عرض کر رہے ہوں کہ ہمارے لئے ایمان کیا ہے؟

سنئے! ”ایمان“ نام ہے احمد مختار کی محبت و اطاعت کا اور حضورؐ

ہی کو ماننے اور جاننے کا۔ ہمارے حضورؐ ہی سببِ کچھ ہیں نہ صرف ایمان و

ایمان بلکہ ”جانِ ایمان“ ہیں۔ چنانچہ خود حضورؐ پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام

فرماتے ہیں۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ

وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

(رواہ بخاری مؤنسب الدینہ ص ۹۲ ج ۲)

”تم میں سے کوئی صاحبِ ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسے

اس مال، باپ اور اس کی اولاد سے اور تمام لوگوں سے میں زیادہ پیارا نہ ہو“

گویا مسلمان وہ مسلمان ہے جو شہنشاہِ ارغن و سماء کو کائنات کی ہر شے پر
فوقیت عطا فرمائے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ و سلام کو اپنی اولادِ جانِ رمالی۔
وطنی۔ مال۔ باپ پر مقدم سمجھے اور دولتِ ایمان کو جانی ایمان سمجھ کر اپنی محبت
کو ایمان کی عظمت و رفعت پر دیوانہ وار قربان کرے۔ علیہ حضرت قاضی بریلوی
فرماتے ہیں۔

اللہ کی سرتاقتِ م شان ہیں یہ

ان سانہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

وہ ان تو ایمان بتاتا ہے انہیں

اور ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

نتیجہ فکر | انسان کتنا ہی بڑا عالم و فاضل ہو جائے۔ وہ مومن کہلانے کا
حق اور نہیں ہو سکتا جیت تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و سلام کو
محبوب نہ رکھے۔ اور ان کی ذاتِ اقدس پر درود و سلام نہ پڑھے۔

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ سُلَّوْلِ اللّٰهِ

اللّٰهُ صَلَوَاتُكَ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللّٰهِ

محبتِ عشق ہی ایک ایسی چیز ہے جو اقباطِ محبوب میں ثابت قدم رکھتی
ہے۔ حضرت بلال حبشی کی محبت حضرت اوسینی قرنی کا عشق۔ حضرت جلیل بغدادی
کی تکریم۔ حضرت حسن بصری۔ حضرت سلمان فارسی۔ حضرت سیدنا یحییٰ الدین چشتی
کا سوزِ عشق اور حضرت قطب الدین کا کی کی الفت۔ حضرت فرید الدین گنج شکر کی

بادت حضرت نظام الدینؒ کا طاعت نے محبت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طفیل
آسمان معرفت کے گہر بنایا ب بنا دیا۔

بہ لوچھے کوئی صہیب و بلائ و سن سے یہ

حسب نبی سے زندگی کیسی سنور گئی

* چہار سلاسل اولیا، ربانی رضوان اللہ علیہم حضور کی محبت کے نور سے پر نور
ہیں۔

* اور حضور کے نام لیوا تا ابد ان کے نقوش پا پر ثابت قدم رہیں گے۔

* اور ہر شے سے اعلیٰ و بالا اور مختار کل، ہمایا ایمان، اور جان جہاں آپ ہی
کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے۔

* جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلد اوصاف و کمالات کو تسلیم نہ کریں

وہ کتنے بے وقوف ہیں۔ چونکہ خود نبی اکرم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام
نہ ارشاد فرمایا۔ ”تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے باپ،
بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ اسے میرے ساتھ محبت نہ ہو“

گویا! مسلمان ایمانی دار اور مومن وہی لوگ ہیں جو کہ شہنشاہِ ارضی و سما
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کائنات کی ہر شے سے زیادہ محبوب سمجھتے ہیں، اور حضور کی
خاطر طرح طرح کی قربانیاں دیتے ہیں، پھر اس مقدس حقیقت کی ترجمانی ایک
صاحبِ حال مردِ کامل اس طرح کرتے ہیں۔

جانِ دل اس شہِ لولاک پر قربان کیجئے انکے قدموں پر تصدق یہ دل و جان کیجئے
یہ تو کیا چیز ہے اک جان کی حقیقت کیا ہے لاکھ جان فرش رہ مقدم جانان کیجئے

~~~~~ ❖ ~~~~~



# شوق دیدار

## حکایت نمبر ۹

علامہ محمد صلوٰۃ لا یرار

صلی علیہ الطیبون الاخیار

قد کان تواما یکی با لا سحر

یالیت شعری و المثنایا اطوار

دل تجمعی و جمعی الدار

(درجۃ للعالمین ۱۲۴۲ ۲۰۲۱ء)

حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام پر بار کے درود ان پر طیبو

واخیار پر درود پڑھ رہے ہیں۔ آپ تو باتوں کو جاگنے والے سحر کو

رونے والے تھے۔ موت تو بہتری کی طرح آتی ہے۔ کاش مجھے یقین ہو

جائے کہ مرنے کے بعد مجھے حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوگی۔

حضرات! مجھے کچھ شوق دیدار کے متعلق عرض کرنا ہے۔ صحابہ کرام رضوان

اللہ جمیعین کی پر شوق نگاہیں جمال مصطفیٰ کی طلبگار تھیں۔ اور وہ مقدس نگاہیں

جب جمال یا رکود کھیتیں۔ کائنات تو کیا کون و مکان کی تمام تر عنایاں سمٹ کر

ان مقبولان مصطفیٰ کے دامانِ مراد میں پھیل جاتی تھیں۔ اور وہ نفوس حق اسی نشہ

سرمدی میں سرشار ہو کر مسرت و الفت رہتے۔ اگر انہیں جمالِ یارِ نظر نہ آتا تو وہ تڑپ اٹھتے۔ صبر و ضبط کی تاب نہ نہ رہتی۔ ان پاک لوگوں کی زندگی کا نقطہ نصب العین یہی تھا کہ جمالِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ و سلام کو بار بار دیکھا جائے ایک ایسا ہی ایمان افروز واقعہ جیسے اور سننے سے پہلے درود شریف پڑھیں۔

الصلوٰۃ و سلام علیک یا رسول اللہ

الصلوٰۃ و سلام علیک یا حبیب اللہ

دور فاروقی | امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور

خلافت تھا آپ پر اتوں کو اہل مدینہ کی خبر گیری کے واسطے چوری چھپے حسب معمول گشت پر جایا رکھے تھے۔ خدا کا کرنا۔ اندھیری رات تھی ہر طرف ہوکا عالم طاری تھا۔ باد صحر کے تند و تیز جھونکے چل رہے تھے۔ اور خلیفۃ المسلمین جانشین سید المرسلین اپنے غلام کے ہمراہ گشت کرتے کرتے بہت دور مدینۃ الرسول کے آخری حصار کی طرف پہنچ گئے۔ اور قریب ہی ایک خدا کی محبوب بندی کی دردناک آواز فضا سکوت کو چیرتی ہوئی بلند تر ہوتی گئی۔ اور وہ صدا کیا تھی.....؟

مُحْزَن و طَلال سے پر غم..... سویر دروں سے معمور..... اور داستانِ ماضی کی کھل عکاسی کرتی تھی۔ یعنی دیدارِ محبوب کی خواہش اور حسرت و یاس کے عالم میں مجبور ہو کر اور دیدارِ شوق کی جستجو و طلب میں زبانِ حال سے وہ یہ کہہ رہی تھی۔

عَلَّی شَدَّ صَلَواتُ الْاَبْرارِ

صلی علیہ الطیبون الاخیار

یعنی اے عظمت و جبروت کے دائی مالک و خالق۔ سید عالم۔ رات کو کوفہ۔ ہادی شمس



علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ابرار کے درود و سلام صحیح۔

مسلمانو! مقام محبت بھی عجیب ہوتا ہے۔ اور محبت کے دیوانوں کا بس یہی شغل ہوتا ہے۔ کہ ہر گھڑی خصال محبوب کی تعریف کی جائے۔ انہیں پکارا جائے۔ ان سے ملنے مانگی جائے، اور انہیں کے ہو رہے ہو، اور ہر ایک صاحب لگن نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق کچھ نہ کچھ ضرور دلی جذبات ظاہر کئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز بھی اپنے رنگ و عشق میں یکتا تھے۔ آپ اپنے ذوق میں یوں بارگاہ حسن و عشق میں رطب اللسان ہوئے۔

کعبے کے بدر الدجے تم پہ کروڑوں درود  
 طیبہ کے شمس الصبحی تم پہ کروڑوں درود  
 شافع روز جزا تم پہ کروڑوں درود  
 دافع جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود  
 جان و دل اصفیاء تم پہ کروڑوں درود  
 آب و گل انبیاء تم پہ کروڑوں درود  
 لائیں تو یہ دوسرا دوسرا جس کو بلا  
 کوشک عرش و دنی تم پہ کروڑوں درود  
 اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا  
 جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

## جذبہ عشق

ایں تو میں مقبول بندے کا ذکر بیان کر رہا تھا کہ وہ بارگاہ الہی میں  
سجدہ ریز تھی اور زبان سے محبوب اکبر علیہ السلام کا ذکر اور کرتی  
اور بار بار کہہ رہی تھی۔ "اے لوگوں کے بھید جاننے والے مجھ کو کسی کی آہ و فریاد کو سن  
لیے" چنانچہ حضرت سیدنا عرفان روق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ مقدس ۵۲ و  
زارہی سنی تو آپ کی آنکھیں پر علم ہو گئیں، اور پھر یک دم محبت رسول کے مقدس  
جذبہ سے مغلوب ہو کر برسات کی مانند آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، دل کی بقیہ  
بڑھنے لگی، یاد رسول ستانے لگی، اور شب بچراں لمبی ہونے لگی عقیقت و  
محبت کے جذبات چمکنے لگے۔ ضبط و سخن کی تاب نہ رہی، تو اس مقدس عورت  
کے دروازے کے قریب ہی دل مضطرب ہو کر پڑ کر بیٹھ گئے، نوک زبان سے محبوب  
پاک کے اوصاف و کمالات کو یاد کرتے اور صبر و ضبط کی پھر تاب نہ رہی اور کافی  
عرصہ صاحب فراش بھی رہے، جیسا کہ حضرت شہباز طریقت مدظلہ العالی بھی انہیں  
جذبات مقدسہ کا اپنی غزل میں یوں اظہار کرتے ہیں۔

کہہ دے سکے لب و دہن ان سے جو داستان عشق

میری نگاہ بن گئی بزم میں خود زبان عشق

جلوے تیرے جمال کے ارض و سما میں ہیں نہاں

پردے حجاب حسن کے لیتے ہیں امتحان عشق

تو رہے میکرہ رہے گردش جام جم رہے

مجھ کو نہ بھول ساقیا میں بھی ہوں تر جہان عشق



حُسن کی بارگاہ میں کس کو ہے جان و دل عنذِ نیر  
 تیغِ نظر سے وار کر میں بھی ہوں مہمانِ عشق  
 راہِ نور و شوق کی موت بھی اک حیات ہے  
 مژدہ زندگی مجھے دیتا ہے اب جہانِ عشق  
 بہرے کا رنگ اڑ گیا اُن کی بھی آنکھ جھلک گئی  
 میری نگاہ کہہ گئی اٹھ کے جو داستانِ عشق  
 آپ کی بزمِ ناز میں ہوش و خرد کا کام کیا؟  
 لکے چلی ہے بخودِ شوق میں کار و انِ عشق  
 یکدہ حیات میں جسدِ بے دل سے کام لے  
 حُسن کی ہر نظر بنے آپ ہی پاسِ بانِ عشق  
 عالمِ اضطراب میں سوزِ در وں سے اسے رضا  
 پلکوں پہ آکے اشکِ غم بنتے ہیں قلعہ خوانِ عشق  
 حضرات! حضورِ ستیہ عالم کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کرنا اور شام  
 و سحر اٹھائے حسن و جمال کی تعریف کرنا اور انہی کے دیدارِ الہی کی خواہش  
 کرنا گویا مذہبِ دولت کی کامیابی و کامرانی کو پایہِ اولین تصور کرنا چاہیے۔ اور

محبت رسول میں سرشار ہو کر اور دامن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ ہو کر ہم یقیناً عظمت و اقبال کی انتہائی بلندیوں پر پہنچ سکتے ہیں۔ وگرنہ ہم اس دورِ مہمانہ میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ حضور سید یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس کون و مکان کے لئے آفتابِ رشد و ہدایت کا علم رکھتی ہے۔

**ایمانی ضیاء** | مسلمانو! جس طرح شمس و قمر کی شعاعیں اس مادی عالم کی تمام ظلمتوں کو دور کرنے اور اس کی بقا و ترقی کے لئے حرارت و روشنی پہنچا

کرتی ہیں اسی طرح نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات انور تمام کائنات کے لئے انوار و تجلیات اور رحمت للعالمین کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور حضور کی محبت و عظمت تمام کائنات کے انسانوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ آپ شمعِ رحمانی ہیں۔

اس قندیلِ الہی کی ازلی کرنیں جس قدر شدت کے ساتھ انسانی قلوب و ارجح پر پڑی گی۔ اسی قدر کثرت کے ساتھ تمام ارض مقدس میں مادی، اخلاقی اور روحانی

ترقیات ظہور پذیر ہوں گی۔ جیسا کہ خود خدا نے اپنے حبیب پاک صاحبِ لولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ "محبوب! ہم نے آپ کے ذکر کو بلند فرمادیا۔"

ایلیٰ حضرت امام اہلسنت قدس سرہ العزیز، شانِ رسالت میں فرماتے ہیں۔

**وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** کا ہے سایہ تجھ پر

بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

**عظیم حقیقت** | بھائیو! یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ محبتِ نبوی کی شعاعوں نے ابر کرم کی ضیاء پاشیاں نہ صرف مکہ شریف اور بعلی شریف کی دھرتی

پر برساتیں بلکہ مغرب و مشرق، جنوب و شمال اور پھر تحت الثریٰ سے لامکان تک کے



ذروں کو بھی روکشی انجام بنا دیا۔ اور واوی بڑی کے حسین آفتاب کی کرنوں نے اقوام  
عالم کی مظلوم و بے کس انسانیت کو حیات کش پیغام سرمدی عطا کیا۔ نیز تہذیب و  
تمدن کی مردہ لاشوں کو جو کہ بد اعمالی کی بنا پر زوال پذیر ہو کر پستی کے گھنڈرات  
میں دفن ہو رہی تھیں، انہیں حیات جاوداں اور اسرار و رموز کے اشارات و  
تصویرات بتاتے ہوئے بلند و ارفع مقامات پر پہنچا دیا، اور جامع کمالات کا عظیم تر  
ستون بنا دیا، پھر انہی نفوس قدسیہ کے فیضانِ کرم کی کرنیں افریقہ کے ساحلوں سے  
انڈیشا کے جزائر اور چین سے چین تک انوار و تجلیات برسانے لگیں، یہ سب  
محبت رسول کا فیضانِ کرم تھا۔

آج ہم اضطراب و بے چینی اور پریشانی و مایوسی کے عالم  
میں گزر رہے ہیں اور ہم سب امن و سکون کی تلاش میں سرگرداں  
ہیں۔ واللہ! امن و سکون ہمیں کہاں سے بھی نہیں مل رہا، ہر چھوٹا بڑا امیر و غریب  
اس دردناک عذاب میں مبتلا ہے، حالانکہ مسلمان کی حقیقی راحت سرور دو عالم  
علیہ السلام کی اتباع میں مضمر ہے، پھر حقیقی سکون دل کا سکون ہے، اور یہ  
نبی اکرمؐ کی تابعداری اور محبت رسول کی لگن کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

مسلمانو! آج کی دنیا مادیات میں کتنی ترقی کر گئی ہے، چار سو عیش و آسائش  
کی کتنی فراوانیاں ہیں، تکمیل آرزو کے وسیع تر اسباب جمع ہو گئے ہیں،  
صد افسوس ہے ہماری عیش و عشرت کی جولانیوں پر کہ ہم نے دامن مصطفیٰ  
علیہ الصلوٰۃ و السلام کو چھوڑ کر رسوا و بدنام اور زمانہ و حاضرہ میں ذلیل و خوار ہو کر رہ  
لیے ہیں۔

آئیے! خدا را اپنے احوال پر اپنی صورت پر، اپنی سیرت پر، اور روز  
مرہ کے مشاغل پر خود ہی نظر کرم کریں، اور دامن انبیا کو چھوڑ کر دامن مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم اور عشق حبیب کی تجلیوں میں پناہ پکڑیں۔  
 اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:-

آج مے ان کی پناہ آج بد و مانگ ان سے  
 بھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا  
 اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر  
 بھیڑ میں ہاتھ سے کجخت کے ایمان گیا  
 جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے  
 تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

### جوش محبت

اے غیور مسلمانو! اور دین مصطفائی کے پاسبانو! افق  
 انسانیت پر پھر نئے انداز سے لادینی قوتیں چھا رہی ہیں۔ اور  
 آج فتنی و فجور کے اندھیرے دیار غیر سے پھر انتہائی ہولناک طوفان کی صورت  
 میں بڑھے چلے آ رہے ہیں۔

خدا را اٹھو! اپنی غیرت کو بیدار کرو۔ اور اسلاف کے نقوش کی اتباع  
 کرتے ہوئے اپنے قلوب کو عشق مصطفیٰ علیہ السلام اور محبت رسول اللہ میں سرشار  
 کر کے ادیان باطلہ کو پاش پاش کر دو۔

☆ اے عظیم سائیکس! کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم عیش و عشرت کی رنگینیوں میں غلطان  
 ہو کر اپنے فرائض کو بیوقوفانہ طور پر چھوڑ دیا کی ناپاک قوتیں ہمیں نیست و  
 نابود کر دیں۔



☆ اے دین الہی کے پاسبانو! روح محمد متین سے مقتضاً ہے کہ میرے ناموں  
 و عزت کے محافظو! خواب گراں سے اٹھو۔ وگرنہ پھر بھی جی طالع سحر نہ ہوگی۔  
 ☆ اے تہذیب و ثقافت کے مردہ لاشو! اٹھو! اپنے حال کی رنگین یادوں کو  
 بھول جاؤ اور قرونِ اولیٰ کے اولیاء و ربانی کے نقوشِ پاکی جستجو میں  
 سرگرداں رہو۔

☆ اے دین محمد کے رکھوالو! دامن مصطفیٰ کو مضبوطی سے تھام لو۔ پھر انشاء اللہ  
 قیصر و کسریٰ۔ روس و امریکہ۔ یورپ و فرانس۔ فلسطین و کشمیر! الغرض  
 کائنات کے ذرے ذرے پر اپنی فستج و نصرت کے پرچم گاڑتے ہوئے  
 کامیاب ہو جاؤ گے۔

## نتیجہ و فکر

معلوم ہوا حضور پاک سے محبت کرنا صحابہ کرام کا جزو ایمان  
 تھا۔ اور حضور کے دیدارِ الہی کی خواہش کرنا عین اتباع صحابہ  
 کرام ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حاکم اعلیٰ کا اولین فرض یہی ہوتا ہے کہ اپنی رعایا کی  
 خبر گیری کرے۔ اور ان کے احوال کی مکمل پاسبانی کرے۔ کیوں کہ یہ سیدنا فاروق  
 اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔ اور جو لوگ اپنے بزرگوں کے افعال و  
 اقوال کو چھوڑ کر ایمان کی تقلید کریں وہ کتنے بے بہرہ ہیں۔ اور حضور علیہ السلام  
 کو ہر گھڑی یاد رکھنا۔ ان کا ذکرِ خیر منانا۔ سنت صحابہ ہے۔ جو لوگ یہیں ذکرِ  
 حبیب سے منع کریں۔ وہ کتنے تنگ دل ہیں۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا فاروق اعظم۔ خالق کائنات کے مقبول بندے  
 اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے نگہبان تھے۔ اور وہ لوگ جو سیدنا عمرؓ سے عداوت و  
 بغض رکھیں گویا انہوں نے خدا تعالیٰ اور حضور علیہ السلام سے بغض رکھا ہوا ہے۔

# مثالِ دنیا

## حکایت نمبر ۱۰

### دنیا کی مثال

جابر کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) بکری کے ایک مُردہ بچے کے قریب سے گزرے (اپنے اصحاب سے) فرمایا! تم میں سے کوئی اس بچے کو ایک درہم میں لینا پسند کرے گا؟ ”صحابہ نے عرض کیا! ہم اس کو کسی چیز کے عوض بھی لینا پسند نہیں کرتے۔“

حضرت نے ارشاد فرمایا: ”بخدا یہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ جتنا ذلیل تمہاری نظر میں بکری کا یہ مُردہ بچہ ہے۔“ (مسلم)

**حرص ہوا** | آج کا انسان کائنات کی رنگینیوں اور رعنائیوں میں بڑی طرح کھویا ہوا ہے۔ اور چار سو عیش و نشاط کی لذتوں کے ابھار لگے ہوئے ہیں۔ ہر شخص نفسا نفسی کے عالم میں مبتلا ہے۔ ہماری دنیا کرب و مصیبت کی رزم گاہ ہے۔ ہر شخص عیش و عشرت کے رنگین خوابوں میں مستغرق نظر آتا ہے۔ اور امیر و غریب، خواہشاتِ دنیوی میں مارا مارا پھرتا ہے۔ لیکن دنیا کسی کی دوست نہیں۔ اور مسکین دنیا اس کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ حالانکہ خود دنیا ”مردار



کی تمثیل ہے۔ ہماری دنیا عیش و عشرت، دولت و ثروت، اور رنگینوں اور فخریوں کی ایک عارضی گلزار ہے۔ اس گلزار دنیا میں ہر غنچہ، ہر کلی اور ہر گل پژواں ہے۔ اور اس کے رنگین پھولوں کو بھی نہ ثبات ہے، نہ قرار ہے۔ نہ دوام ہے۔ اور نہ ہی سکون ہے۔ اس کے برعکس پھر دنیا کیا ہے؟

غور فرمائیے! لفظ "دُنیا" خود دنیایت سے مشتق ہے۔ جس کے نقلی لغوی معنی یہ ہوتے ہیں "ذلت و کمینگی" یعنی ذلت و رسوائی اور کمینگی کی جائے پناہ۔ اب آپ خود ہی اندازہ لگائیے کہ یہ دنیا پھر کیا ہے؟ اس کے متعلق جناب امیر رحمۃ اللہ علیہ یوں رطب اللسان ہوئے ہیں۔ ۵

دنیا ہے ایک میکہ بے خودی امیت

سب مست ہیں کسی کی کسی کو خبر نہیں

گویا! دنیا کے گتے شراب خانوں میں رواں دواں ہیں۔ اور سانبرجم کے دور چل رہے ہیں۔ سبھی شراب کے نشے میں مدہوش ہیں۔ اور ایک دوسرے سے الگ تھلگ ہیں۔ اور ایک دوسرے کے احوال کی کسی کو بھی خبر نہیں۔

مسلمانو! اس عیش و نشاط کے بے آہنگ دور میں ہمارے ہماری حالت | کان۔ ہمارے دل اتنے بے حس ہو چکے ہیں کہ قرآن و حدیث اور اقوال اولیاء ربانی کے نورانی نعموں کی سرمدی لہریاں ان پر اثر

انداز نہیں ہو رہی۔ خدا اور عید دو عالم علیہ الصلوٰۃ و السلام کی اطاعت کا ذرا بھر بھی پاس نہیں رہا اور ہر گھڑی ہر ساعت خدا اور حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کر رہے ہیں جسکے نتیجے میں خدائی عذاب ہم پر مسلط ہو رہا ہے۔ ذرا ایمان اور قلب سلیم سے بتائیے کہ ہم ذلیل و رسوا نہیں ہو رہے کیسے؟

یہ بھی ناکہ ہم دنیا کی دلفریبیوں اور رنگینیوں میں مبتلا ہیں۔ اور قرونِ اولیٰ کے اولیاء و ربانی کے افعال و اقوال کو چھوڑ کر افکارِ غیر کی طرف گامزن ہو گئے۔ جس کے سبب ہم پر قہر الہی نئے نئے رولپوں میں آ رہا ہے۔

اور ہمارا یہ دور اسلامی دور نہیں بلکہ یہ دیرپوں۔ مخرابوں۔ دیواروں۔ چلمنوں کی افزائش کا دور ہے۔ اس دور کی فیض ہم خدا اور حضورِ پاک سے قدس ابن مقدس سے۔ صحابہ کرام سے۔ اولیاء عظام سے۔ مذہب سے۔ قوم و ملت سے۔ اور انسانیت سے بہت دور اور دور امریکہ، روس، چین، یورپ اور فرانس کی گود میں جا چکے ہیں۔ عیش و نشاط اور منجھاری کے مزے لوٹنے کے لئے اور تہذیب و تمدن کے داعی بننے کے لئے نہیں! بلکہ انسانیت اور سلامتی کی راہوں کے حربے اتارنے کے لئے آفتابِ مشرق ہر صبح نکلے گا۔ تارے ہر رات آسمان پر چمکیں گے۔ اور ملک تانوں میں ہر روز نیم سحر کے جھونکوں سے بھول بھکیں گے۔ غنچے ہر روز کھلیں گے۔ اور عیش و نشاط کی فراوانیاں دن بدن ترقی کرتی جائیں گی۔

بزرگو! دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے۔ لیکن بد بختوں نے اسے امن و سکون، راحت و مسرت کا گہوارہ تسلیم کیا ہوا ہے۔ ایک دنیا پرست شاعریوں کہتا ہے۔

دنیا کے جو مزے ہیں ہرگز وہ کم نہ ہوں گے

چرچہ یہی رہیں گے افسوس ہم نہ ہوں گے

اس کے برعکس ایک مرمومن کا ایمان و عقیدہ حقیقت و صداقت پر

اس طرح بنتی ہے



دنیا کے جو اہل ہیں ہرگز وہ کم نہ ہوں گے

صدے یہی رہیں گے صد شکر ہم نہ ہونگے

مجموعہ غم | بھائیو! یہ دنیا کیا ہے۔ اس کے متعلق سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ  
وسلام نے ارشاد فرمایا۔

الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ الدُّنْيَا دَارُ مِلْحَةٍ الْبَلَاءِ

الدُّنْيَا حِقْفَةٌ وَطَالِبُهَا كِلَابٌ الدُّنْيَا كَلْهَا غَمٌّ

بے شک دنیا ملعون ہے، دنیا محنت اور بلا کا گھر ہے۔ دنیا سردار ہے

اور اس کا طالب کتا ہے۔ دنیا مجموعہ غم و مصائب ہے۔

گویا! حدیث صاحبِ لولائت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ معلوم ہوا کہ دنیا کے

چاہنے والے ذلیل و خوار ہیں۔ اور دنیا میں ہر طرف بد امنی و بے چینی کا دور دورہ

ہے۔ دنیا مصائب، رنج و آلام کا گھر ہے۔ دنیا سرِ ابا بعض و حسد کا آتشکدہ ہے

اور دنیا کے چاہنے والے سگ سے بھی بدتر ہیں۔

ایسے اسی دنیا کے متعلق چند ایمان افروز اشعار بھی ایک صاحبِ درد شاعر

کے زبانی سنئے جائیے۔

حسرتوں کا مزار ہے دنیا

کارواں کا غبار ہے دنیا

عمرِ برق و شرار ہے دنیا

کتنی بے اعتبار ہے دنیا

داغ سے کوئی دل نہیں خالی  
 کیا کوئی لالہ زار ہے دنیا  
 ہر جگہ جنگ ہر جگہ ہے نزاع  
 عرصہ کار زار ہے دنیا  
 گرچہ ظاہر میں صوّت گل ہے  
 پر حقیقت میں خار ہے دنیا  
 ایک جھونکے میں ہے ادھر سے ادھر  
 چارون کی بہا رہے دنیا  
 جیتے جی ہیں غریب اس میں دفن  
 بے کسوں کا مزار ہے دنیا  
 کوئی راحت میں کوئی زحمت میں  
 مظہر نور و ثار ہے دنیا  
 قص یا بچیر ہے ہر ایک پتلی کا  
 شعلہ گر کی تار ہے دنیا



زندگی نام رکھ دیا کس نے

موت کا انتظار ہے دنیا

گل و بلبل بھی جس سے ناخوش ہیں

وہ فریب پہاڑ ہے دنیا

دنیا کی لذات و خواہشات انسان کو ذکر الہی سے  
غافل کر دینے والی ہیں۔

نتیجہ فکر

دنیا سے فارغ البال وہی نفوس ہیں جو دنیا کے عیش و عشرت سے  
بے خبر ہیں۔

دنیا، رزم گاہِ ظلمت و ضلالت اور فتنی و فجور ہے۔ اور معلوم ہوا  
کہ مختارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق کہ دنیا ماتمردہ  
بکری کے بچے کی ہے جو اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ مردار  
ہیں۔ دنیا کی دنیا سے وہی بچا جو یادِ الہی اور ذکرِ مصطفیٰ میں ہر گھڑی رہا  
اور یہ بھی معلوم ہوا دنیا کے مثلاًشی اندھے گتے کی طرح حرص و ہوا کو  
باندھے پھر رہے ہیں۔

نفس کی خواہش میں جب تو غرق ہے

تجھ میں اور سگ میں کھلا کیا شرق ہے

گویا! حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے جو یہ فرمایا کہ  
دنیا مردار ہے۔ اور طالبِ دنیا کتا ہے۔ یعنی ان الفاظ پر حضور فرمایا

کہ حضور نے کتنا فرمایا ہے۔ کوئی نہیں فرمایا۔

حالانکہ کوئی ابھی مردار ہی کھاتا ہے اور کتا بھی، لیکن اس حدیث پاک میں کچھ حکیتیں ہیں۔

۱۔ کوئی مردار کا صرف گوشت ہی کھاتا ہے۔ اور ہڈیاں چھوڑ دیتا ہے اسی طرح دنیا کا عاشق بھی دنیا کی ہڈی تک نہیں چھوڑتا۔

۲۔ کوئی مردار پر دن کو چھیٹتا ہے، رات کو آرام کرتا ہے، مگر کتا رات دن مردار پر چھیٹتا ہے۔ اسی طرح طالب دنیا رات دن دنیا پر مائل رہتا ہے۔

۳۔ کوئی مردار کو دیکھ کر شور مچاتا ہے۔ اور اکیلا ہرگز مردار نہیں کھاتا اپنے بھائی بندوں کو بھی بلاتا ہے۔ مگر کتا مردار کھاتے وقت کسی کتے کو قریب بھی نہیں آنے دیتا۔ غصہ سے اس پر چھیٹتا ہے۔ اسی طرح دنیا کا طالب بھی یہی چاہتا ہے کہ اکیلا ہی دنیا کا مالک بن جاوے۔

۴۔ کوئی مردہ کوڑے کا گوشت ہرگز نہیں کھاتا ہے۔ یعنی اپنے بھائی بندوں کا گوشت نہیں کھاتا مگر کتا کتے کا گوشت اور ہڈیاں بھی چٹ کر جاتا ہے۔ کتیا اپنے بچوں کو بھی مار کر کھا جاتی ہے۔ اسی طرح طالب دنیا اپنے بھائیوں کا مال، یتیموں کا مال اور ناحق مال کھانے میں رات دن دریغ نہیں کرتا۔ یہی وجوہات تھیں کہ عالم ہا کان و مایکون علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طالب دنیا کو کتا کہا۔



# نورانی کمال

## حکایت نمبر ۱۱

حضرت حبیب بن فدیك رضی اللہ عنہ کے والد محترم اسی سال کے تھے۔ اور بالکل نابینا ہو چکے تھے۔ حدیث شریف میں آتا ہے :-

إِنَّ آيَةَ خُرُوجِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

ایک دن حبیب بن فدیك رضی اللہ عنہ کے باپ اپنے بیٹے کے ہمراہ شہنشاہ ارض و سماء علیہ الصلوٰۃ و السلام کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے اور حضور پر نور کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنی نابینا آنکھیں رحمۃ اللطیفین کے سامنے پیش کیں۔ شہید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ انہیں کیا ہوا۔

انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھیں بالکل ٹھیک تھیں۔ مگر ایک دن ایک سانپ کے اندھے بے میرا پاؤں جا پڑا۔ اسی وقت دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں۔

فَتَشَفَّعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
نَعْيَيْهِ فَأَنْصَرَفَ وَهُوَ يَدْخُلُ الْخَيْطَانِ الْأَبْرَةِ

حضرت علیہ السلام نے ان کی آنکھوں میں اپنا تھوک مبارک ڈالا  
 تو وہ فوراً دیکھنے لگے۔ اور نظر اس قدر تیز ہو گئی کہ سوئی میں دھا کا ڈال  
 لیتے تھے۔ { نشر الطب ص ۲۰۵ حجتہ اللہ علی العالمین ص ۴۲۵ }  
 خصائص کبریٰ ص ۱۹ جلد ۲

**اظہار عقل** | گشتِ کائنات میں ایک نرگس کا پھول ہوتا ہے۔ جو بالکل  
 آنکھوں سے مشابہت رکھتا ہے۔ نرگس کی آنکھیں بے  
 نور ہوتی ہیں۔ جو کبھی بھی جھپکتی نہیں۔ اور حضرت انسانی کی آنکھیں بھی جب  
 بے نور ہو جائیں تو زندگانی کی تمام راہیں بند ہو جاتی ہیں۔ کائنات کی  
 رنگینیاں اور دلفریبیاں نظر نہیں آتیں۔ عرصہ حیات تنگ ہو جاتا ہے۔  
 اور اسی پر غم و الم کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ آنکھیں پتھر جاتی ہیں۔  
 راستے نظر نہیں آتے۔ اور وہ راہ مستقیم کی جستجو میں مارا مارا پھرتا ہے  
 لیکن قدم بقدم ٹھوکر وں سے ٹکنا رہتا پڑتا ہے۔ دوست و اجاب  
 کو دست گیر بنانا پڑتا ہے۔ اگر کوئی سہارا نہ ملے تو راہ زیست میں  
 ٹکٹکی باندھے بے سود دیکھتا رہتا ہے۔ جس طرح نرگس پھول کی آنکھیں  
 نا ابد دیکھ نہیں سکتیں اسی طرح اس نابینا شخص کی آنکھیں بھی دیکھ نہیں  
 سکتیں۔ نرگس کی آنکھوں میں ہر وقت ویرانی رہتی ہے۔ اسی طرح نابینا  
 آنکھیں بھی ویران نظر آتی ہیں۔ ان عرض مصائب و آلام میں ایک مددگار  
 کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور مصیبت کے وقت ہر کس و نا کس اپنے سہارا  
 کو اپنے فریاد رس کو اور اپنے بچا و ماہ کو پکارتے ہیں۔ اگر کوئی سہارا  
 ہو یا فریاد رس ہو تو یقیناً وہ اس ناگہانی مصیبت میں دست گیری کرتے  
 ہوئے اپنا دست کرم صاحب مصائب کی طرف بڑھاتا ہے۔ فطرت سلیم



کا بھی یہی تقاضا ہے کہ ہر دکھی انسان کی مشکل و مصیبت کو حل کیا جائے۔  
**دستگیر گل** | بزرگوار! مصوٰرِ فطرت کے اہل قوانین کے تحت فریاد رس  
 یقیناً مصائب و ابتلا کے وقت مشکل کشائی ضرور کرتا ہے

اور فریاد رس کا کام ہی یہ ہے کہ رحمت و مصیبت کو دور کرے۔ اور  
 مصیبت و مشکل کے وقت دستگیری کرنے۔ بعینہ سید دو عالم علیہ الصلوٰۃ  
 و سلام و افع البلاء ہیں۔ اور کائنات کے تمام محور تمام کے لئے رحمت عالم  
 دستگیر پناہ۔ فریاد رس۔ بلجاء و ما و ابن کر تشریف لائے۔ لہذا تمام مسلمانوں  
 کو اپنی عقیدہ اور ایمان ہے۔ کتب احادیث میں ہزاروں ایسے واقعات  
 ملتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ شمع مصطفائی کے درخشندہ ستارے  
 مصائب و آلام کے وقت حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ  
 عالیہ میں پہنچتے۔ اپنے مصائب و آلام کو بارگاہ کون و مکان کے حضور  
 میں عرض و معروض کرتے تھے۔ کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان تھا  
 کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ رحمت و برکت ہے۔ یہیں پر مصائب و ابتلا  
 کا ازالہ ہوگا۔ اسی لئے صاحب قیصرہ بردہ شریف بارگاہ حسن و جمال  
 میں یوں رطب اللسان ہوتے ہیں۔

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِي مِّنَ الْوُدِّ بِهٖ

سَوَالِكْ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَمَلِ

اے بہترین خلایق علیہ الصلوٰۃ و سلام میں مصیبتوں کے وقت آپ کے

سوا کسی کی پناہ میں جاؤں۔ یعنی اہل مصائب کی جائے پناہ صرف ایک  
 آپ ہی کی تو ذات مبارک ہے۔

رحمتِ عالم | مسلمانوں! خالق کائنات نے رحمتِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کی شانِ رحمت کے متعلق کیسے پیار سے اندازہ سے فرمایا

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (پک ۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا۔ مگر رحمت سارے جہان کیلئے۔  
گویا حضور علیہ السلام کی ذاتِ انور سہرا پارِ رحمتِ عالم ہے۔ آپ کے  
درِ رحمت پہ سبھی فریاد کرتے ہیں۔ کہ یا رسول اللہ آپ کے سوا ہمارا  
کوئی نہیں۔ بلکہ ہم گنہگاروں پر نظرِ کرم کیجئے۔ یقیناً شہنشاہِ ارض و سما  
اپنے نام لیواؤں کی مدد فرماتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کیا ہی ایمان افروز شجر  
فرما رہے ہیں۔

شہیادِ امتی جو کسے حالِ زار کی

مکمل نہیں کہ خیرِ بشر کو خبر نہ ہو

سبحان اللہ! سبحان اللہ! مسلمان وہی مسلمان ہیں۔ جو کہ مصائب  
و آلام، رنج و غم، حزن و ملال کے وقت حضور علیہ السلام ہی کو پکارتے  
ہیں۔

محمداً نومی صاحب | مسلمانو! سنئے! دیوبندیوں کے پیشوا حکیم الامت  
حضرت مولانا اشرف علی صاحب بارگاہِ شفیق

المنذوبین رحمت اللطیفین علیہ الصلوٰۃ والسلام میں مدد کے واسطے پکارتے  
ہیں۔



يَا شَفِيعَ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِي

أَنْتَ فِي الْوَضِطِ ارْهَقْ مِلِّي

دستگیری کیجئے میرے نبی ..... کشمکش میں تم ہی ہو میری

يَا رَسُولَ اللَّهِ بَابُكَ لِي

وَمِنْ غَمَامِ الْغُصُونِ مُلْتَمِئِي

میں ہوں اور آپ کا دریا رسول ..... ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

گویا مولانا تھا نوی بارگاہ حضور علیہ السلام میں آہ و زاری سے

رور کہ عرض معروض کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک میری

دست گیری فرمائیے کہ میں دنیا جہان کے مصائب و آلام میں مبتلا ہوں

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ کے در کے سوا اور کوئی در نظر نہیں

آتا میں بھکاری ہوں اور گداگر بن کر آپ کے ہرستانہ پر حاضر ہوا ہوں

اللہ مجھ پر زحمت کرے کیجئے اے عظیم فریاد رس اسے دست گیری پناہ کو

بھول نہ جائیے اور اپنی خاص رحمت کیجئے

نتیجہ و فکر صحابہ کرام کا تو ایمان تھا کہ جو کچھ بھی ہمیں مطلوب ہے وہ

درِ مصطفیٰ سے پورا ہوگا اور وہ پاک لوگ بارگاہ

حسن و جمال میں حاضر ہوتے اور اپنی آرزوؤں کو پیش کرتے اور حضور دستگیر

پناہ ان کی مشکل کشائی فرماتے پھر حضور علیہ السلام نے کبھی کسی کو یہ نہیں

فرمایا کہ میرے پاس نہ آیا کرو مجھ سے نہ مانگا کرو ورنہ اسے مانگو اس

کے برعکس حضور ان کی ہر حاجت و معیشت کو پوری فرماتے

اور وہ لوگ جو حضور علیہ السلام کو اپنی مثل سمجھتے ہیں۔ ان کے لئے یہ مقام غور ہے۔ کہ صحابہ کرام تو درکنار ان کے پیشوا حضرت تھانوی صاحب خود حضور پاک کو مشکل کشا فریادرس مانتے ہیں۔ اور حضور کی نظر کرم کے ملتی ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا تھوک مبارک سراپا شفاء اور ہمارا تھوک سراپا دوا ہے۔ یعنی رحمت عالم کا تھوک سراپا شفاء میں سے اندھے آنکھوں والے ہو جائیں۔ اور ہمارا تھوک سراپا دوا ہے۔

حکومت پاکستان نے ریل کے ڈبوں میں جگہ جگہ لکھا ہوا ہے۔ تھوکیے مت! اس سے بیماری پھیلتی ہے۔ گویا حضور کے تھوک سے نور پیدا ہوتا ہے۔ اور ان کے تھوک سے بیماریوں کے جراثیم پیدا ہوتے ہیں۔ لہذا فطرت سلیم کے مطابق مرض اور شفاء ہم مثل کیسے ہو سکتی ہیں؟ اس موقع پر یہ بات غور سے سمجھ لیجئے کہ اگر کوئی شخص حضور کی مثل بننے لگے اور یوں کہنے لگے کہ "حضور میری ہی مثل تو ایک بشر ہے" انہیں لوگوں کے متعلق حضرت جتہ امکا ملین مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں

ایں غور و گرد و پلیدیٰ نہیں جدا

واں غور و گرد و ہمہ نور خدا

یہ منکر جو کچھ کھاتا ہے اس کی نجاست اور پلیدی بن جاتی ہے۔ اور سرور و عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ تناول فرماتے اس کا نور ہی نور بن جاتا سبحان اللہ پھر مولانا یوں رطب اللسان ہوئے۔

ایں غور و گرد و ہمہ پلیدی و خدا !

یہ جو کچھ کھاتا ہے اس سے نخل و حسد ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور انہوں نے جو کچھ تناول فرمایا اس سے اللہ کا نور ہی ظاہر ہوا۔



# مالک لاک

حکایت نمبر ۱۲

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَاىَ فِي  
الْمَنَامِ جَنَّةَ عَرْضِيَّةٍ مَّكَتُوْبٌ عَلَيْهَا شُجَارُهَا  
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

یسنہ ناخیل اللہ نے خواب میں دیکھا کہ جنت کے درختوں پر  
توحید و رسالت یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں  
حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں (لکھا ہوا ہے)

(تفسیر روح البیان ص ۱۴۷ ج ۳)

**حُسنِ کائنات** | اللہ رب العزت کا کتنا عظیم احسان ہے کہ اس  
نے تعلیم امت کے واسطے منبع نور و ہدایت  
ہادی بے کساں رحمتہ للعالمین مولائے ہر انس و جن مالک لولاک علیہ  
الصلوة و سلام عطا کیا جن کے نور کی ضیا پاشیوں اور علم و حکمت نے گمراہی  
کی گٹھاؤں سے باہر نکال کر آن کی آن میں اوجِ شریا پہ بٹھا دیا اور  
حکمت و دانائی کے وہ رموز پتلا دیئے کہ آج تک حکمائے زمانہ کی حیرت  
و عقل گم رہی اور عقل انسانی اُن کے اوصاف و کمالات و اختیارات

تصرفاتِ مصطفائی کے سامنے سزگوں ہے۔ سرکارِ دو عالم کی رحمت و شفقت اتنی عظیم کہ جس کی مثال دینا تو کیا؟ کوئی و مکاری میں بھی نہیں مل سکتی۔ خالق کائنات نے حضورِ پاک کو عظیم سے عظیم تر القابات سے نوازا۔ تیز کائنات گاما لک و مختار بھی بنا دیا۔ پھر ہمارے حضور نے اپنے ہمہ گیری تصرف و اختیارات سے کائنات کے ذرے ذرے کو بقہ نور علی نور بنا دیا۔

خداوند ہم تیرے اس احسانِ عظیم کے قربان اور تیری اس بے بہا نعمت و رحمت کے مشکور ہیں۔

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسن کائنات

اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا

**دلی جذبات** | مسلمانو! بھارک ہیں وہ لوگ جو حضور پر نور کو مالک و مختار مانتے ہیں۔ کیوں کہ ہمارے حضور دنیا جہان کے لئے خیر و برکت، صلاح و نجات کے منبع ہیں۔ اور بھٹکتی ہوئی روحوں کو واصل باللہ اور فکر و عمل، ایمان و ایقان، الفت و محبت اور بادہ وحدت سے روشناس کرایا۔

اے محمد عربی کا کلمہ پڑھنے والو! اگر تم صحیح معنوں میں مسلمان بننا چاہتے ہو تو حضور کو ماحقان و مایکون اور مالک و مختار تسلیم کر لو۔ اسے بادہ توحید کے متوالو! آفتابِ حاتم النبوت کے اوصاف و کمالات بدرِ منیر کی مانند کائنات کے چار سو چمک رہے ہیں اٹھو ان کی عظیم شمعوں سے فیض اکتساب کرو۔

اسے جھوٹے رہبرو! کائنات تو کیا؟ ہمارے حضور تو رہبروں



کے بھی رہبرِ عظیم ہیں۔ اسے دنیا کے داعیو! اقوامِ عالم کی ہر مقام پر  
ہمارے بنی نے دست گیری فرمائی ہے۔

اسے محنت کشوں کے مال و حقوق کو غصب کرتے والوں  
سفرِ گوش ہوش سے۔ مختارِ عالم نے بیماروں کی تیمارداری بھالیوں  
کے حقوق کا پاس و لحاظ۔ چھوٹوں پر شفقت۔ بڑوں کی عزت۔ یتیموں  
بیواؤں۔ بیکسوں و ضعیفوں اور ناداروں کی ہر حالی میں دستیگیری فرمائی۔  
اسے نئی تہذیب کے پرستارو! بنی اکرم نے مظلوم و مصیبت زدوں  
کی حمایت اور ہر قوم کو حسنِ اخلاق۔ راست بازی۔ دیانت داری۔ اور  
پاک باطنی و محب الوطنی کا عظیم درس دیا ہے۔

اسے انسانیت کے چربے اتارنے والو! مالکِ لولاک نے اپنے  
اور بیگانوں کو راست بازی، دیانت و امانت، صلہ رحمی، ہمدردی  
اور تمام انسانوں سے محبت کرنے کا سبق پڑھایا ہے۔

اسے غفلت کی تیند میں سونے والو! اٹھو واپس جھک کر کوہِ قحط کو اور  
ان کے فرمودات کو قبول کرو۔ یقیناً تم ہی دنیا اور آخرت میں کامیاب اور  
کامران رہو گے۔

اٹھو میری دنیا کے غصہ سیر یوں کو جگادو

کانچِ امراء کے در و دیوار ہلا دو  
وعدہ عظیم | بزرگو! خالقِ کائنات ہمارے حضور کا قدام و ذاکر  
ہے۔ ہاں یاد رہے۔ جو بھی کسی چیز کا مالک و مختار ہوتا  
ہے تو اس کا سبھی چھوٹے بڑے سے ذکر اور اوصاف و کمالات بیان کرتے

ہیں۔ ایک اور اہم بات سُنئے کہ ہمارے حضور تو کون و مکان کے مالک و مختار ہیں۔ آپ کا ذکر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جاری و ساری رہے گا۔  
 مسلمانو! زمانہ مٹ سکتا ہے، شمس و قمر زمین و آسمان تباہ ہو سکتے ہیں۔ اور مشیتِ ایزدی کا نظام درہم برہم ہو سکتا ہے۔ لیکن ذکرِ مصطفیٰ ہر گھڑی و ہر آن بیان ہوتا رہے گا۔ کیوں کہ خود خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا :-

وَسَافَعَنَّا لَكَ ذِكْرًا كَافٍ : اے محبوب ہم نے تمہارا ذکر تمہارے لئے بلند کر دیا ہے۔

گویا! جن کے اوصاف و کمالات اور حسن و جمال کو بلند و بالا کرنے والا خود رب العزت خالق کائنات، مستورِ فطرت، وحدہ لا شریک ہو تو اس وجودِ اقدس کو کون مٹا سکتا ہے۔ اور ان کے ذکر کو کون بد بخت روک سکتا ہے۔ ع

### اپنی خیال است و محال است و جنوں

عظیمہ ربانی | اے ساغرِ محمدی کے متوالو! سُنئے حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مشنوی شریف میں یوں رطبِ لسان

ہوتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک دن کیا ہی پیارے انداز میں خطاب فرمایا :-

بروقتِ راز و نیاز و زلفِ زونِ کم

ام تو برنقہ رہ و بر زر زخم



منبر و محراب سازم بہر تو  
 از محبت قہر من در قہر تو  
 چاکرانت ملک با گیرندہ جہاہ  
 دین تو باقی نہ ماہی تا بساہ  
 تا قیامت باقلش واریم ما  
 تو مترس از نسخ دین مصطفیٰ

یعنی اے محبوب میں تیری عزت و رونق کو دین بدن و وبال اکروں گا۔  
 اور سوئے و چاندی پر تیرا نام منقش کروں گا۔ تیرے لئے منبر و محراب بناؤں گا۔  
 تیری محبت کے پیش نظر میں تیرے غصے میں اپنا غصہ ظاہر کروں گا۔ تیرے غلام  
 بڑے بڑے ملکوں پر قابض ہو کر عزت پائیں گے۔ اور تیرا دین زمین سے آسمان  
 تک باقی رہے گا۔ اور تیرے دین کو ہم خود قیامت تک باقی رکھیں گے۔ پیارے  
 تو نسخ دین سے مت ڈر۔

گویا! حضور مہرِ کرم و جمال اور منظر خالق کائنات ہیں اور حضور  
 کی حکومت ارض و سما کے ذرے ذرے پر جاری و ساری ہے اور جو  
 لوگ اس حقیقت کا انکار کریں۔ اب آپ ہی سمجھ لیجئے وہ کون ہیں؟  
 مالک کا نام | بھائیو! حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ  
 کیا فرماتے ہیں۔ شیخے!

دارو شدہ است کتابت اسم شریف اور بر عرش و آسمان

و تصور بہشت و غرہائے آن در بر سینہ ہائے خور العیان  
و برگ ہائے درختان جنت "

کہ یہ حقیقت ہے کہ عرش پرست سمان پرست جنت کے دروازوں  
پر جنت کے محلات پرست جنت کے درختوں پر اور پتوں پر  
خوروں کے سینوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں پر حضور علیہ  
السلام کا اہم پاک لکھا ہوا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ص ۲۵ ج ۲)  
گویا! ہر شے کے مالک حضور علیہ السلام ہیں۔ اور جن لوگوں نے سید  
و عالم سے عداوت و بغض رکھا یقیناً انہوں نے قہر خداوندی کو جوش دلیا  
ہے۔ اور عشق خداوندی سے سرشار و سرمست وہ لوگ ہو سکتے ہیں جنہوں  
نے حضور کو افضل و اعلیٰ جانا اور اپنے دلوں کو سوز عشق سے جلایا۔ اور اسی  
میں متعرق رہتے ہیں۔

لوگو! وقت بڑا نازک ہے۔ اٹھو! غیروں کے آگے جھکنا چھوڑ دو  
اور اپنے دلوں میں محبت رسول کے جذبات پیدا کرو۔ اس کائنات میں صاحب  
کمال وہ ہی لوگ ہوں گے۔ جن کی نگاہوں میں بخارِ مدینہ پڑا ہوا ہے۔  
لوگو! وہ سکندر اعظم جس کے زیرِ نگیں ایک عالم تھا اور وہ بے پناہ  
دولت و ثروت کا مالک تھا۔ جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوا۔ تو وہ اپنے  
ساتھ دنیا جہان کی کوئی چیز نہ لے گیا تھا۔ اقتدار اور دولت و ثروت یہ سبھی  
چیزیں بے حقیقت و فانی ہیں۔ اور یہ نمائش کی دولت و اقتدار تمہارا ساتھ  
نہیں دے گا۔ اگر کوئی کام دینے والی شے ہے تو وہ صرف اتباع رسول اور  
حضور سے محبت کرنا۔ مالک و مختار جاننا اور جان و مال اولاد اور کائنات  
کی سبھی اشیاء سے زیادہ انہیں کے ساتھ محبت کرنا۔ صبح و شام انہیں کے گیت



گانا یہی وہ نعمت عظمیٰ ہے جو اس جہان میں بھی اور اس جہان میں بھی کام  
آئے گی۔ غرضیکہ رونق بزم کائنات ان کے ہی دم قدم سے ہے۔ اور حضور  
جامع اوصاف و کمالات کے منظر ہیں۔ یعنی جہاں خدا کی خدائی ہے وہاں  
مصطفیٰ کی بادشاہی ہے۔

اعلیٰ حضرت اور حضور | مسلمانو! اس محبت رسول کے پیش نظر اعلیٰ حضرت  
فاضل بریلوی بارگاہ حضور میں نذرانہ عقیدت  
پیش کرتے ہوئے زبان حال سے کہتے ہیں۔

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

زمین و زماں تمہارے لئے نکلیں و مکاں تمہارے لئے

چمن و چیاں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

دہن و درباں تمہارے لئے بدن میں ہے جہاں تمہارے لئے

ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

فرشتے خدم رسول شہم مت امام عسلام کریم

و جو عدم حدث و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لئے

کلیم و نبی مسیح و صفی حسیل و رضی رسول و نبی

عقیق ووصی غنی وعلی ثنا کی زباں تمہارے لئے

اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل !

حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

تمہاری چمک تمہاری دمک تمہاری جھلک تمہاری تہک

زمین و فلک سماک و سماک میں سکتہ نشاں تمہارے لئے

وہ کتنی نہاں یہ نور فشاں وہ کن سے عیاں یہ بزم فکاں

یہ ہر تن و جاں یہ باغ جباں یہ سار اسماں تمہارے لئے

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر

یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لئے

نہ روح امیں نہ عرش بریں نہ لوح میں کوئی بھی کہیں

خبر ہی نہیں جو زمین کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لئے

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے

لو ا کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے

عظیم الشان چرچا [مسلمانو! یہ ایک عظیم الشان حقیقت و صداقت ہے۔



کہ ہمارے حضور وہ سب کچھ ہیں جس کا ہم اظہار نہیں کر سکتے۔ یعنی جس قدر آپ کی عزت و عظمت اور شان و رفعت ہے۔ اسی قدر اور کسی کی نہیں۔ ہمارے حضور بے مثل و بے مثال ہیں۔ آپ جیسا نہ کوئی پہلے تھا اور نہ اب ہے اور نہ ہی اب کوئی اور ہوگا۔ آپ کی شان رسالت۔ شان رحمت۔ شان نبوت۔ اور شان محبوبیت کا ہر سچا ہورہا ہے۔ تو فرشتے پر ہے تو حضور کا چرچا۔ آسمان پر ہے تو حضور کا چرچا۔ شمس و قمر میں ہے تو حضور کا چرچا۔ نباتات و جمادات میں ہے تو حضور کا چرچا۔ شام و سحر میں ہے تو حضور کا چرچا۔ برگ و شجر اور باغ و ثمر میں ہے تو حضور کا چرچا۔ غنچوں اور کلیوں میں ہے تو حضور کا چرچا۔ انگریزی کائنات کے ذرے ذرے میں ہے تو حضور کا چرچا۔ ہورہا ہے۔ آج ملک کسی شہنشاہ کسی بادشاہ کسی وزیر و امیر کا ایسا چرچا نہیں ہوا۔ جتنا چرچا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہورہا ہے۔ یہاں بھی اور وہاں بھی۔ حضور کے نعموں حضور کے کمالات و جلالات کا چرچا ہورہا ہے۔

وہی حضرت عظیم البرکت فرماتے ہیں

عرش پہ تازہ چھپر چھاڑ فرس پہ طرفہ دھوم دھام

کان جدھر لگائے تیری ہی داستان ہے

رفعت و ذکر | مسلمانو! انبیاء کرام سے گروہوں میں صحابہ کرام کی صفوں میں۔ اور کیا اور باقی کی مجلسوں میں۔ علماء کرام کے واعظوں میں۔ نعت خوانوں کے نعروں میں۔ مسجدوں میں۔ مدرسوں میں۔ خانقاہوں میں۔ کلہ و تشہد میں۔ نمازوں میں دعاؤں میں۔ اذانوں میں۔ قرآن کے سیپاروں میں۔ کہکشاں میں۔ ستاروں میں۔ ہر کتاب و ماہنامہ میں۔ غنچوں اور کلیوں میں۔

گستاخوں میں۔ حضور پُر نور رُف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام تابی کا  
یہ چرچا اور ڈنگا بچ رہا ہے۔ مورخ اسلام جناب حفظ جاندہری کیا ہی ایمان  
افروز شعر عرض کر رہے ہیں۔ ۵

وہ جن کا ذکر ہوتا ہے زمینوں آسمانوں میں

نمازی کی دعاؤں میں مؤذن کی اذانوں میں

**نتیجہ و فکر** سید عالم یقیناً ارضی و سما کے مالک و مختار ہیں۔ اور آپ  
کے اسم گرامی کا چرچا صبح و شام اکناف عالم میں ہو رہا ہے  
آپ کا نام حق کائنات کی ہر شے پر لکھا ہوا ہے۔ معلوم ہوا جہاں انبیاء نے  
بھی خواب دیہاں میں لوح و کرسی و عرش اور جنت کے محور تمام پر نام لکھا  
لکھا دیکھا۔

یہ ہمارے حضور ہر شے کے مالک ہیں۔ لہذا فطرتِ تسلیم کے مطابق  
جو مالک ہو اسی کے پاس کیا ہے جو نہ ہوتا ہو۔ خالق کل نے اپنے محبوب کو مالک  
کل۔ مختار کل بنا دیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ہر کس و نا کس کے داتا و مولانا  
ہیں جسے جب چاہیں۔ جتنا چاہیں دے سکتے ہیں۔ پھر جو آپ کو مالک و مختار  
تسلیم نہ کرے وہ کون.....

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا

دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں



## دومرا باب

### گستاخ رسول

#### حکایت نمبر ۱۳

مستورِ فطرت اگر چاہے تو ہر ایک کے گناہوں کو معاف کر سکتا ہے  
لیکن سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں اور گستاخوں کو کبھی بھی معاف  
نہیں فرمائے گا۔ اور انہیں طرح طرح کے مصائب و آلام میں مبتلا کرے گا۔ مذہب  
عشاق کے نزدیک تو وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہیں۔ بلکہ پکا کافر و لعین ہے۔ اللہ تعالیٰ  
بے عملی و بد فعلی کو معاف کر دیتا ہے۔ مگر گستاخ رسول کو معاف نہیں فرماتا، اس  
نظریہ کو خالق کائنات خود ہی فرماتے ہیں۔ ذرفی و الما لکن بین  
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اچھوڑ دیجئے ان مھٹلانے والوں کو!  
یعنی آپ تو یا رسول اللہ! سراسر پارِ رحمتِ عالم ہیں۔ ہر ذرا ایک طرف کو ہٹ  
جائیے۔ میں خود ہی ان بے دنیوں، ظالموں، گستاخوں کو ایک عبرت ناک سزا  
دوں گا، ایسے ہی ایک گستاخ رسول کی حکایت حضرت قدوۃ الانسا کین، برہان  
الوہابی مولائے روم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس حکایت سے عبرت حاصل  
کیجئے۔

کپڑے جو مخلوق کے تھاپھاڑتا

اس کا جامہ خود ہی آخر بچھٹ گیا

اس کا منہ قدرت نے ٹیڑھا کر دیا

نام احمد سے مسخر جس کو تھا

کی گذارش اے محمد عفو کر

تو تو ہے علم لدن سے بہرہ ور

جہل سے تھا بچھ سے نفرت کر رہا

قابل نفیر میں لیکن آپ تھا

یعنی : اس گستاخ مصطفیٰ نے ساقی کو شرعیہ الصلوٰۃ و سلام کا نام انور ٹیڑھا  
منہ کر کے کیا تو خالق کائنات نے اس کا منہ ویسے کا ویسا ٹیڑھا ہی کر دیا۔

نتیجہ و فکر

جس کی کرتا ہے خدا پردہ دری      دیتا ہے الزام نیکوں کو وہی

(ابہام منظوم ترجمہ مشنوی شریف ص ۹۹)



# حصہ عظیم

## حکایت نمبر ۱۲

والی لولاک صدق و صفا کے عظیم بحر بیگراں ہیں۔ انجیل مقدس میں آپ کا اسم گرامی موجود تھا۔ نصرانیوں کا ایک گروہ اہل اللہ تھا۔ اور یہ لوگ جب بھی انجیل مقدس کی تلاوت کرتے تو نبی اکرم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم پاک چوتھے اور ادب مصطفیٰ کے تحت اپنے سرور کو جھکا دیتے۔ اور جب بھی ان پر مصائب و ابتلاء کا دور آیا۔ یعنی ایک ظالم و جاہل و زوریر نے قتل و غارت کا بازار گرم کیا اور اپنی صفحہ دہر سے مٹانے لگا تو وہ ڈر گئے۔ انہوں نے بارگاہ الہی میں سر جھکا کر شہنشاہ لولاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کو خدائے واحد کے حضور پیش کیا۔ اور ان کے واسطے سے دعا کی۔ کہ مولائے کریم اس نام انور کے طفیل ہمیں اس مصیبت و مشکل سے بچا۔ خدائے رؤف الرحیم نے بتو صل مصطفیٰ ان پر اپنا خاص فضل و کرم کیا۔ اور انہیں اس قدر عظیم سے مغفونارکھ لیا۔ عارف رومی رضی اللہ عنہ اس حکایت کو بیان فرماتے ہیں۔

درج تھا انجیل میں نام نبیؐ      سرور پیبراں و سروری  
ان کے چلئے اور صورت کا تھا ذکر      روزہ و جنگ و فیصلت کا تھا ذکر  
بعض نصرانی جو تھے اہل نظر      جب پہنچ جاتے ان کے نام پر

نام کو دیتے تھے بوسہ چوم کر  
 وصف سنتے مست ہو جھوم کر  
 اس لڑائی میں تھا جس کا ذکر ابھی  
 فتنے سے بخوف تھے یہ آدمی  
 سب کے شر سے تھے یہ محفوظ نگاہ  
 لے چکے تھے نام احمد کی پناہ  
 نسل بھی ان کی بہت بڑھتی گئی  
 نور نے احمد کے نصرت ان کو دی

(مثنوی شریف کا ترجمہ الہام منظوم ص ۸۹)

## نتیجہ فکر

نام احمد ہیں یہ ہے یاری تو یار  
 نور اس کا ہو گا کتنا سازگار  
 نام احمد حبیب ہے اک بچہ حصار  
 ذات کو ہو گا نہ جانے کیا وقار

یعنی نام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ایسا مضبوط قلعبے ہے جو کہ  
 ہر شر و مصائب کو آٹے نہیں دیتا۔ تو پھر وہ ذات گرامی جو کہ عین نور و نور ہے  
 پھر کیوں نہ واقع البلاء اور مشکل کشا ہوگی۔



# آئینہ حق تعالیٰ

## حکایت نمبر ۱۵

فخر کون و مکاں علیہ الصلوٰۃ و سلام شمع محفل تھے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم شمع حق کے گرد اگر دو پروانوں کی طرح جمال محمد میں مستغرق تھے۔ محویت لاسہا تا عالم طاری تھا۔ نور و تجلیات کی شوقشانیوں بھی پر نازی ہو رہی تھیں۔ اتنے میں ناموس مصطفیٰ کا برترین دشمن ابو جہل و رباہ حسن میں کشاکش کشاں چلا آیا۔ اور رخ مصطفیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی حضور پاک کی توہین کرنے کے انداز میں زبان حال سے بکنا شروع کیا۔ اور کہنے لگا: "اے محمد علیہ الصلوٰۃ و سلام) میں نے تمہارے جیسا کوئی بد صورت انسان نہیں دیکھا۔ حضور انور نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ اور پھر اتنے میں رفیق سفر صادق انصاف تھے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ انہوں نے آتے ہی فرمایا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے مغرب و مشرق میں آپ جیسا کوئی حسین و جمیل نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ تو نے بھی سچ کہا۔ اور پھر صحابہ کرام رطب اللسان ہوئے۔ کہ حضور آپ نے دونوں کو سچا ہی فرمادیا۔ اس کی وجہ کیا؟

زبان نبوت گویائی ہوئی۔ کہ دوستو میں آئینہ حق تو واسطے ہوں جس سے وہ بھی جیسا دیکھا۔ اس نے ویسا ہی پایا۔ چنانچہ مولائے روم حضرت قدوس العالی نے بھی رضی اللہ عنہ مشنوی شریف میں اس حکایت کو لکھتے ہیں۔

اس حکایت کا منظوم اردو ترجمہ نیچے ہے۔

دیکھ کر احمد کا رُوسے پڑھیا  
 سب سے بد رُوسے نبی ہاشم میں تو  
 آپ نے فرمایا ہے مجھ کو یقین  
 دیکھ کر صدیق نے پھر یہ کہا  
 چہرہ روشن ہے ایسا پر جمال  
 سرورِ عالم کا یوں ارشاد تھا  
 یہ کہا یاروں نے ہو کے باادب  
 آپ نے دونوں کی کیوں تصدیق کی  
 آپ نے فرمایا اے یار ان دیں  
 ہر کوئی جیسا ہے دکھلاتا ہے وہ  
 اے عزیز میں بھی ہوں وہ آئینہ  
 جہل سے بوجھل یوں کہنے لگا  
 کیوں جس میں شہو ہے عالم میں تو  
 تو بجا کہتا ہے اور چھوٹا نہیں  
 آفتاب و جہاں تو ہے شہا  
 بدر کمال ہو مقابل کیا مجال  
 تو نے بھی صدیق! بالکل سچ کہا  
 اے نبی حیران ہیں تم سب کے سب  
 راست دونوں ہو نہیں سکتے کبھی  
 آئینہ بھی دیکھتے ہو یا نہیں  
 یہ سب تم سب کو سکھاتا ہے وہ  
 عکس دیتا ہے دلوں کا جو دکھا  
 (در منطوق اردو ترجمہ منقوی ص ۴۴)

نتیجہ فکر

فور حق سے جنکے دل مہمور ہیں  
 اور جن کے دل ہوئے تاریک تر  
 اُن کی نظروں میں محمد نور ہیں  
 وہ کہیں احمد کو مثل اپنی بشر



## اولادِ مصطفیٰ (حکایت نمبر ۱۴)

قَالَ ابْنُ الْحَاجِّ أُمَّةٌ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَقِيقَةِ أَوْلَادُهُ لِأَنَّهُ السَّبَبُ لِلْإِنْعَامِ عَلَيْهِمْ بِالْحَيَاةِ الشَّرْعِيَّةِ وَالْخُلُودِ فِي دَارِ التَّعِيمِ فَحَقُّهُ أَكْثَرُ مِنْ حَقِّهِ الْوَالِدَيْنِ

حضرت ابن الحاج نے فرمایا کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت درحقیقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہے۔ اس لئے کہ حضور علیہ السلام ہی کے سبب اسے زندگی کا انعام ملا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے صدقے وہ جنت میں رہے گی پس حضور علیہ الصلوٰۃ کا حق ماں باپ کے حق سے بھی بڑا ہے۔

(جوہر البیہار ص ۵)

**نتیجہ و فکر** | عقیدت و محبت اور عقل سلیم کے مطابق یقیناً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق ہم پر اپنے ماں، باپ، اولاد و وطن، جان و

مال اور کائنات کی ہر شے سے زیادہ ہے۔ اور ذاتِ مصطفیٰ پر ماں باپ تو کیا ارض و سما کی ہر شے ان کے ہاں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام اور اولیاء عظام نے حضور علیہ السلام کے آگے اور آپ کی خاطر اپنی جانیں اور مالی و دولت یعنی سب کچھ قربان کر دیا تاکہ آپ کی خوشی ہر حال میں حاصل رہے۔

اور ان مہجولانِ حق کا فقط یہی نعرہ تھا۔

رسول اللہ پہ صدقے جان اپنی

یہ فانی زندگی و تر بان اپنی

مسلمانوں کہتے ہیں وہ لوگ جو ساقی کو شرعیہ الصلوٰۃ و سلام کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ اور تحریر اور تقریراً یہی کفر یہ جگہ کہتے رہتے ہیں۔

”سوائے ان کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کیجئے“

استغفر اللہ! استغفر اللہ! کتنے ناعاقبت اندیش ہیں وہ لوگ جنہیں پابنِ خدا اور پاسِ مصطفیٰ بھی نہیں رہا۔ حالانکہ آج بھی خطروں پر لیشاؤ مہینتوں اور سخت سے سخت آزمائشوں کے وقت بھی آقائے رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ظاہری اور باطنی رہبری و دستگیری فرماتے ہیں۔

کیا یہ امت پر آپ کی شفقت۔ ماں باپ سے زیادہ نہیں؟ ہے اور یقیناً ہے۔ ماں باپ تو ایک طرف۔ کسی حکومت اور کسی سوسائٹی نے بھی سرورِ دو عالم

علیہ الصلوٰۃ و سلام جسے اشارات یعنی مرئے اور جلینے کے۔ رہنے اور سہنے کے کھانے اور پینے کے۔ چلنے اور پھرنے کے۔ حکومت اور عدالت کے اور معاشی و تمدنی نہیں بتائے۔ معلوم ہوا آپ کو اپنی امت کے ساتھ اولاد سے بھی زیادہ

پیار و محبت ہے۔ اور یقیناً تمام امت۔ ساقی کو شرعیہ الصلوٰۃ و سلام کی روحانی اولاد ہے۔ اور اولاد وہی اولاد ہے۔ اور مسلمان وہی مسلمان ہے۔ جو آپ کو

سب سے اعلیٰ و بالا سمجھے۔ اور کسی حال میں بھی خدا اور مصطفیٰ کا دامن مصطفیٰ نہ چھوڑے۔ اگر دنیا بگڑتی ہے تو بگڑے۔ حکومت بگڑتی ہے تو بگڑے۔ سوائے بگڑنے تو بگڑے۔ مگر اللہ تعالیٰ اور سرور کون و مکان کو ہرگز ہرگز ناراض نہ کیجئے۔



# اعجازِ درود شریف

## حکایت نمبر ۱

حضرت علامہ اسماعیل حقیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنے لڑکے کو اس کی موت کے بعد خواب میں دیکھا کہ اسے قبر میں عذاب ہوا ہے تو اسے بہت رنج ہوا۔ چند دنوں کے بعد اس نے پھر خواب میں اپنے لڑکے کو دیکھا۔ فی اللہ ویرا و اللہ حسنتہا۔ کہ اس کی قبر نور سے بھری پڑی ہے اور وہ خدا کی رحمت میں ہے۔ تو ماں نے اس کا سبب پوچھا تو لڑکے نے جواب دیا ہر رجل بالصدق بروتہ و صلی علی النبی و اہلہی ثوابہا لایموات۔

ایک آدمی اس قبرستان سے گزرا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ لیا۔ اس کا ثواب مردوں کو بخش دیا۔ پس اس درود شریف کے سبب خدا تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔

(تفسیر روح البیان ج ۳)

نتیجہ ذکر خدا کے مقبول بندے نیک کام کرتے ہیں اور شیطان کے بندے منع کرتے ہیں۔

(۱) اور مقبولانِ حق کو عالم برزخ کے تمام حالات معلوم ہو جاتے ہیں

نیز یہاں تک وہ جان جاتے ہیں کہ فلاں ابن فلاں جنت میں ہے یا جہنم میں ہے۔

(۲) ساقی کوثر پر درود شریف پڑھنا سبکست خدا ہے۔ اور اس کا توبہ  
 اہل قبور کو ایصالِ توسل کرنا جائز ہے جس کی برکت سے گورِ غریبان  
 میں جو عذاب الہی مستطرد ہو جاتا ہے وہ دور ہو جاتا ہے۔ اور اس کے  
 عوض انہیں اعلیٰ سے اعلیٰ درجات دے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ  
 قرونِ ادنیٰ کے مقبولانِ حق درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ منع نہیں کرتے  
 تھے۔ چہ جائیکہ آج کل کے لوگوں کی طرح ختم شریف کو بڑا جانتے ہیں۔ اور اس  
 نیک کام کو بدعت سمجھتے ہیں۔ خدا ان سے محفوظ رکھے۔ آمین !

مسلمانو! اس دنیا میں جو کچھ بھی کرو گے وہی کلی قیامت کے روز  
 کام آئے گا۔ یہ دنیا ایک کھیتی کی مانند ہے۔ جو کچھ بھی اس کھیتی میں بوو گے وہی  
 کاٹو گے۔ گویا آج ہر مسلمان کو اچھے کام کرنا چاہیئے۔ صدقہ و خیرات کرنا چاہیئے  
 پہلے درود و سلام پڑھ کر اور روح کو ایصالِ توسل کرنا چاہیئے۔ تا آنکہ  
 کل ہمارے بھی کام آسکے۔ چنانچہ ایک پنجابی شاعر فرماتے ہیں:-  
 دنیا کھیتی آخریستی خود حضرت خدا سے

جیسا اس دچیز سے کوئی دلیا ہی پھل پاوے  
 جے توں اس نوں محنت کر کے بھیں اوج دھاڑے  
 بھلکے تیرے تائیں ہوسن یوہی تے کھلواڑے  
 جے بیجن دیلے کجھ نہ بیجیں موسم پیا گو اوں  
 اگے فصل جو پکی دیکھیں رو رو کے پھٹا دیں  
 تیں بھتیں اگے چنگے ہانی، ہل داہ گئے اگیرے  
 شوق عشق دیا ہی پنجابی توں بھی گھن سویرے



# میں اور تو

## حکایت نمبر ۱۸

حضور پر نور شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ  
تبارک و تعالیٰ سے عرض کیا :-

اللَّهُمَّ أَنْتَ وَأَنَا وَمَا سِوَاكَ تَرَكْتُ لِأَجْلِكَ  
یعنی - اللہ تو ہے - اور میں ہوں - اور تیرے سوا جو کچھ ہے - سب کو میں نے  
تیرے لئے چھوڑ دیا ہے -

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا :-

يَا مُحَمَّدُ أَنَا وَأَنْتَ وَمَا سِوَاكَ خَلَقْتُ لِأَجْلِكَ

یعنی - اے محبوب میں ہوں اور تو ہے اور تیرے سوا جو کچھ ہے  
سب کو میں نے تیرے ہی لئے پیدا کیا -

(حضرت مجدد الف ثانی مکتوب جلد دوم ص ۱۸)

نتیجہ فکر | خالق کائنات نے تمام مخلوقات کو ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کی واسطے پیدا کیا - اور حضور ہی مالک مختار ہیں - اگر حضور نہ ہوتے

تو یہ شمس و قمر - یہ شجر و حجر - نباتات و جمادات وغیرہم یعنی خدا کی خدائی بھی نہ ہوتی -  
یہاں بھی اور وہاں بھی ظہور خدا اور ظہور مصطفیٰ ہے - گویا جہاں تک خالق کائنات کی خدائی  
ہے وہاں تک جناب مصطفیٰ کی بادشاہی و رسائی ہے -

# وَمَا يَكُونُ

حکایت نمبر ۱۹

عَنْ خَدِيفَةَ قَالَ قَامَ فِي نَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ  
فِي مَقَامِهِ ذَاكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ الرَّاحِثَةِ  
بِهِ وَحَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَ مَنْ نَسِيَ

حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مقام پر حضور علیہ السلام  
ہم میں کھڑے ہوئے اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب کچھ بتا دیا۔  
اور کوئی چیز نہ چھوڑی پس میں نے یاد کر لیا سو کر لیا اور میں نے بھلا دیا سو  
بھلا دیا۔ (بخاری شریف ص ۱۷۵ ج ۱، مسلم شریف ص ۳۹ ج ۲)

یہی بات فکر | ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم واقعی ساری کائنات کو دیکھ رہے ہیں۔  
اور ہر ذرے ذرے کے آپ عالم ہیں۔ اور یہ خدا داد طاقت و بصیرت ساری

کی ساری ناتی کائنات نے اپنے محبوب پاک کو عطا فرمائی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ  
”مَا كَانَ“ یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اور ”وَمَا يَكُونُ“ یعنی جو کچھ آئندہ ہو گا وہ سب  
کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم و حقیقت میں ہے۔ اور وہ نفوس پر علم مصطفیٰ کا انکار کرتے ہیں آپ  
اپنے ایمان سے بتائیں کیا وہ مسلمان ہیں؟ حالانکہ حضور پاک کی نظر انور سے  
کائنات کی کوئی بھی شے پتہاں نہیں۔



# دافع البلاء

## حکایت نمبر ۲۰

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا۔ وہ قدم قدم پر وود شریف پڑھتا تھا تو میں نے کہا کہ یہاں تو تسبیح و تحلیل کر لی جا ہیئے۔ مگر تو وود شریف پڑھتا ہے اس نے کہا ایک سال میں اور میرا باپ حج شریف کو جا رہے تھے کہ ایک جنگ میں میرے والد مر گئے۔ اور ان کا رنگ سیاہ ہو گیا۔ میں نے دیکھا ایک آدمی گھوڑے پر سوار بالقاب آیا۔

فَكَشَفَ الْاَزْأَرَ عَنْ وَجْهِهِ وَنَسَّمَ عَلَى وَجْهِهِ فَمَاسَ  
اَشَدَّ بَيَاضًا مِنَ اللَّيْلِ

انہوں نے میرے باپ کے چہرے سے کپڑا اڑھایا اور اپنا دست مبارک سیاہ چہرے پر پھیرا تو میرے باپ کا چہرہ رودھ کی مانند سفید ہو گیا۔ وہ سوار جانے لگا تو میں نے پوچھا آپ اس جنگل میں ایسی شکل میں میری مدد کرنے والے کون ہیں؟

لَقَالَ اَوْ مَا تَعْرِفُنِي اَنَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْثُرُ الصَّلَاةُ عَلَيَّ وَ اَنَا غِيَاثٌ لِمَنْ يَكْثُرُ  
الصَّلَاةُ فِي دَارِ الدُّنْيَا

تو اس نے کہا کہ تو مجھے پہچانتا نہیں ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

اور میرا نام محمد علیہ السلام ہے۔ تیرا باپ مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ اور مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرتے ہیں میں اس دنیا میں اس کے لئے مددگار ہوں۔ (تفسیر روح البیان ص ۱۲۷ ج ۳)

## نتیجہ و نکتہ

ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام واقعی دافع البلاء ہیں۔ اور آپ تمام جہاں کے لئے مشکشا بھی ہیں۔ نیز آپ اپنے امتیوں کی مشکل کے وقت آکر راہنمائی بھی فرماتے ہیں۔ اور ہر امتی کے احوال سے آگاہ بھی ہوتے ہیں۔ اور دستگیری بھی فرماتے ہیں۔ معلوم ہوا جو بھی امتی درود شریف کا ورد کرتا ہو آپ اس کے درود پاک کو یہ نفس نفیس سنتے بھی ہیں۔ اور مصائب کے عالم میں اگر مصائب کو حل بھی فرماتے ہیں۔ چنانچہ خداوند قدوس نے آپ کے دست مبارک میں یہ اعجاز بھی رکھا ہوا ہے کہ دست مصطفیٰ اگر سیاہ چہرے پر پھر جائے تو وہ مہتاب کی مانند چمکنے لگتا ہے۔ عارف رومی فرماتے ہیں ۵

مصطفیٰ دست مبارک بخشش

یوسف شد در جمال و در کمال

گویا۔ حضور کا وجود باوجود سراپا رحمت اور ذات بابرکات سراپا نور و نور ہے۔ کہ جن سے مخلوق خدا کی بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ اور مشکلات دور ہو جاتی ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ حضور ہر جگہ حاضر و ناظر بھی ہیں۔ پھر جو آپ کو مشکل کشا اور دستگیر کی اور دافع البلاء تسلیم نہ کرے وہ شکر العجز مصطفیٰ ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل پر بیوی فرماتے ہیں ۵



وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا  
 یہیں بھیک مانگتے کو تیرا آستان بتایا  
 تجھے حمد ہے خدا یا

تمہیں حاکم بر آیا تمہیں قاسم عطا یا  
 تمہیں دافع بلا یا تمہیں شافع خطا یا  
 کوئی تم سا کون آیا  
 وہ کنواری پاک مریم وہ نفخت فیہ کا دم  
 ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا  
 وہی سبک افضل آیا

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوة والسلام علیک یا حبیب اللہ

# نام کی عظمت

## حکایت نمبر ۲۱

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ قافلے سے بچھڑ گئے اور جنگل میں نکل گئے۔ اور وہ جنگل تاحین گاہ جنگل ہی جنگل تھا۔ اور آپ کو منزل مقصود کا راستہ بھی نہ ملتا تھا۔ اس جنگل میں ایک زبردست قوت و طاقت کا مالک شیر رہتا تھا۔ جب اس نے حضرت سفینہ کو دیکھا تو حملہ کرنے کے لئے اپنے جڑے پھاڑ کر شور و غوغا کرتے ہوئے آپ کی طرف دوڑا، حضرت سفینہ خطرے میں گھر گئے۔ مگر قریبی جاوے، ان مقبولان مصطفیٰ کے عزم و استقلال کے کہ مطلق گھبرائے نہیں۔ اور ڈرے نہیں۔ چنانچہ شیر کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہو گئے اور شہنشاہ جنگل کو مخاطب کر کے فرماتے لگے۔

يَا أَيُّهَا الْحَارِثُ أَنَا مَوْلَا رَسُولِ اللَّهِ

”و شیر! خبردار! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔“

(نشر الطیب ص ۷۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۴)

**نتیجہ و فکر** حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگل کے بادشاہ کو مخاطب کر کے فرمایا ”خبردار“ اس بات کا خیال رکھنا کہ میں کس وجود یا وجود کا غلام ہوں؟ مجھ پر حملہ نہ کرنا، میں ساقی کو شراب رحمت عالم اور مختار لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نہیوا ہوں اور ان کے دربار کے غلاموں کے غلاموں کا



ایک ادنیٰ غلام ہوں۔ اگر تم نے مجھے کچھ بھی اذیت پہنچائی تو یاد رکھنا کہ میں  
بارگاہِ مصطفیٰ میں فریاد کروں گا کہ یا رسول اللہ میں تو آپ کا غلام تھا کہ  
جنگل کے ایک شیر نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ حالانکہ میں نے آپ کے نام مبارک  
کا واسطہ ہی دیا تھا۔ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اتنا کہنا تھا کہ وہ جنگل کا  
شیر کتے کی طرح خوشامد کرتے ہوئے اپنی دم ہلانے لگا۔ اور حضرت سفینہ کو کچھ  
بھی نہ کہا۔

جس دم شیر اٹھایا پنجہ طاقت رہی نہ کائی  
میں اصحاب رسول اللہ ذاتی بات سنائی  
واہ سبحان اللہ جد اس نے سوہنا نام سنایا  
اُٹا شیر سلامی ہو کر قند ماں دے وچہ آیا  
آٹنا ادب و زندے کیتا سنکر نام گرامی  
جلدی سر سجدے دیوچہ دھریا جیوں میرا سلامی  
کتنا چر سرقند ماں اوپر ہوتہ بان ٹکایا  
جسد م سر سجدے تھیں چایا خدمت اندر آیا  
بات کرن دی طاقت نیسی کیا کچھ عرض سنائے  
ادبوں منہ وچہ پکڑ یاد ان راوی ذکر لیا وے

اگے اُس دے ہو کر ٹریا کر کے ادب تمامی

رستے اوپر پہنچا کر استنوں ہو یا پھر سلامی

اتنا قدر نبی و ا جان سب حیوان و انسانے

سُن انساناں اہل یماناں کر کچھ ہوش کمانے

ادب لحاظ نہی دے کولوں شیر ہون قربانی

امروں کرنی نا قربانی ایہہ نہیں سلامی

مسلمانو! پھر دہی بادشاہ جنگی غلاموں کی طرح حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ  
کے آگے آگے چل کر آپ کو قافلہ میں لاکر واپس چلا گیا۔ اب خود ہی غور فرمائیے  
کہ تا جب نگاہ جنگی ہی جنگی اور بھوکا عالم ہو۔ اور دور دور تک کوئی انسان نہ ہو۔  
اور پھر یک دم جنگی کا شیر حملہ کر کے آجائے اور آدمی تنہا اور نہتا ہو تو کیا یہ موت  
کا عالم نہ ہوگا؟ ہے اور یقیناً ہوگا! ذرا ایمان سے بتائیے کہ اس مصیبت و  
مشکل کے وقت حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ جو مقبول صحابی رسول تھے۔ ان کو  
تو یہ چاہیئے تھا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لیتے اور یوں کہتے۔ اد شیر! خبردار! میں  
اللہ کا بندہ ہوں۔ مگر حدیث شریف کے لفظ یہ ہیں کہ انہوں نے یوں فرمایا

اَنَا مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ

”میں رسول اللہ کا غلام ہوں“

یعنی حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصیبت اور مشکل کے وقت حقائق



کائنات کا نام نہیں۔

آپ جانتے ہیں ایسا کیوں کیا؟

سُنیئے! اس لئے حضرت سفینہ نے سوچا کہ اللہ کا نام لیا تو اللہ جس طرح  
میرا رب ہے اسی طرح شیر کا بھی رب ہے۔ ”وہ“ اللہ اگر میرا حافظ و ناصر  
ہے تو شیر کا بھی رازق وہی ہے۔ تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ بھی کو اس  
کا نعرہ تر بنادے۔

گویا! حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ نے اس وقت اسی لئے رحمۃ للعالمین  
مولائے ہر انس و جان کا نام لیا تاکہ حضور کی رحمت کی بدولت میں اس  
مصیبت سے نجات پاؤں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ رحمت عالم کی بدولت  
اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آ گئے۔

نہ کیوں کہ نام اوں ہر دم تمہارا یا رسول اللہ

ہوئیں حل مشکلیں میں دم پکارا یا رسول اللہ

معلوم ہوا! صحابہ کرام کا احترام و تقدس جنگل کے جانور بھی کرتے ہیں۔  
یہ کھر کھتے بد بخت وہ لوگ ہیں جو ان بقید لان مصطفیٰ کی ذات پر تنقید و تنقیص  
کرتے ہیں۔ حضور انور کے نام انور کے طفیل تو ہر مشکل ٹل جاتی ہے۔

کس چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں

دنیا تیری گلی میں عقیقے تیری گلی میں

# یا رسول اللہ

## حکایت نمبر ۲۲

مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا۔ سو آپ بعض اطراف مکہ کی طرف نکلے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ سو جو پہاڑ یا درخت سامنے آتا یہ کہتا تھا۔

السلام علیک یا رسول اللہ

(ترمذی شریف، الشراطیب ص ۲۱)

**نتیجہ فکر** ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خداداد حکومت کائنات کے ذریعے ذریعے پہنچ رہی دساری ہے۔ بجز کافروں کے ہمارے حضور کی رسالت رصد اقصیٰ کی گواہی ہر شے دیتی ہے۔ معلوم ہو کہ آپ درختوں اور پہاڑوں کے بھی رسول ہیں۔ اور وہ آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارتے تھے۔ پھر وہ نام نہاد مسلمان جو اپنے آپ کو امتی بھی تصور کرتے ہیں۔ مگر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا تا جائز و بدعت قرار دیتے ہیں۔ اور جو غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے لگاتے ہیں۔ انہیں کافر و مشرک کے فتوے لگاتے ہیں۔ یہ کہاں کی مسلمان ہے۔ گویا یا رسول اللہ ان کے لئے ایٹم بم ہے۔



# تصدقِ محبت

حکایت نمبر ۲۲۳

ساتی کوثر کی محبت ایک عظیم اور بے نظیر رنگ لاتی ہے اور ازل سے وجودِ محبت کو دوام ہی دوام ہے اس سے فنا نہیں۔ محبت رسول ایک ہمہ گیر رنگ پہناتی ہے۔ اور خلوصِ محبت کے صلہ میں مختار کون و مکاں خواب و خیال میں رُخِ انور کا دیدار بھی کرا دیتے ہیں۔ حضرت شیخ الطریقیت خواجہ مسعود الدین عطار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ایک شبے در خواب دیدم روسے او

عاشق بیہ دل و دیدم سوے او

دستِ من گرفت آں شاہِ جہاں

در دہاں من نکند آب دہاں

گفت اے عطار پر اسرارِ من

لا تہی در دیدن انوارِ من

آنچہ حق در حیم جانیبِ وادہ است

گنج مخفی در دولت بنہادہ است

اعمال کرویم ایں گنج ترا !

دست بروئے دادم ایں رنج ترا

ایں بگفت وروسے غور پنہاں نمود

بعد ز اں روسے و لم باجاں نمود

ایں ہمہ ز اں محبت یافتہ

ز انکہ سوئے قریب او بشتا فتم

یعنی ایک شب کو میں نے حضور پر نور رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ عشق میں بے تاب ہو کر وارفتگی میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھاگا۔ اس جہان کے بادشاہ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اپنے دہن مبارک کا لعاب میرے منہ میں ڈال کر فرمایا، اے "عطار" تم میرے امراز کے بھی لائق اور میرے انوار دیکھنے کے بھی۔ اللہ تعالیٰ نے میرے جسم و جاں میں اپنے پوشیدہ امراز محبت و ولایت فرمائے ہیں۔ اب میں نے یہ خزانے تمہارے سامنے ظاہر کر دیئے ہیں۔ اور تمہارے رنج و غم بھی دور کر دیئے ہیں۔ مجھے یہ بشارت دے کر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوشیدہ ہو گئے۔

اس کے بعد میرے قلب اور روح کے باہمی تعلقات یک باہو گئے۔



جو کچھ بھی ہے سب حضور کی محبت اور بشارت کے تصدیق مجھے ملا ہے۔  
(اشتر نامہ، تذکرۃ الاولیاء ص ۹)

## نتیجہ فکر

صحابہ کرام اور اولیاء عظام رضوان اللہ علیہم نے ساقی کوثر  
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے حصول کے ہر طرح کی مصیبتیں  
برداشت کیں اور مال و جان کو ناموس مصطفیٰ پر قربان کر دیا۔ لیکن دامن  
احمد کو ہاتھوں سے جانے نہ دیا۔ ان نفوس قدسیہ کو حضور کی ذات گرامی سے  
انتہا درجہ کی محبت تھی اور مذہب عشاق میں بجز حب رسول عبادتِ ربانیت  
اطاعت، نماز، روزہ، اور حج و زکوٰۃ یعنی سب کچھ فضول ہے۔ محبتِ رسول  
ہی ایک عظیم تراعِ عظیم ہے۔ اس کے چار سو بلوے اور اس کی بہاریں کار فرما  
ہیں۔ پھر حضرت عشقِ جب "انسان" پر غالب ہوتا ہے۔ تو دلِ مضطر کی چھین  
ہوئی چنگاریاں نورِ عرفاں سے بھڑک اٹھتی ہیں۔ کہ دیدارِ محبوب کی تلاش میں  
دیوانہ وار ہ گئے اور آگے چلا جاتا ہے۔ پھر جہاں کہیں "محبوب" کے نشاں ثبت  
ہوتے ہیں انہیں دیکھ کر عشق و مستی، سوز و گداز بڑھ جاتا ہے۔ اور وجہ کناں  
کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ جمالِ محبوب کی تجلیوں سے اس کا دل و دماغ  
درخشاں و معطر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح شمعِ مصطفائی کے پروانے "محبوبِ اکبر"  
کے جمالِ جہاں آرا کے دیوانے ہوتے ہیں۔ اور وہ یہی چاہتے ہیں کہ وطنِ کھوجا  
مال و دولت چلی جائے۔ جان و اولاد ختم ہو جائے۔ اور پھر جہاں بھی  
مٹ جائے۔ مگر صرف! ایک بار صرف! ایک ہی بار! اور رنجِ الوداع نظر  
آ جائے جس پر کل انبیاء و مرسل، غوث و قطب، ابدال و اولیاء، انغرض  
کائنات کی ہر شے شیدا و قدا ہے اور قیامت تک فدا ہوتی ہی رہے گی جیسا کہ  
بندہ فرید نے بھی اپنی ایک نعت میں یہی عرض کیا ہے۔

دل میں ہے اب یہی لگن پہونچوں در رسول پر  
 زخمی جگر ہوں خستہ تن پہونچوں در رسول پر  
 فرقتِ غم میں دل فگار سینہ ہے اپنا چاک چاک  
 لب پہ مگر ہے سخن پہونچوں در رسول پر

نظروں میں نور لے چلوں دل میں سرور لے چلوں  
 آنکھوں سے دیکھ لوں چین پہونچوں در رسول پر  
 روضے کے سامنے رہوں حال دل اپنا خود کہوں

ان پہ لٹاؤں جان و تن پہونچوں در رسول پر  
 پردے حجاب کے اٹھیں رحمت کے باب سب کھلیں

طاثر روح ہو لگن پہونچوں در رسول پر  
 دور ہو دل کا ہر الم پاس نہ آئے رنج و غم

اب ہو رضا وہی وطن پہونچوں در رسول پر

گویا سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے جاہنے والوں کو اپنا ریحِ انور  
 میں دکھلاتے ہیں۔ اور علوم و اسرار بھی سکھلاتے ہیں۔ جس کے طفیل سے ہر مصیبت و  
 مشکل حل ہو جاتی ہے۔ پھر وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارا نبی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ انہیں



وہ بھڑکی اختیار نہ کرتے ہیں۔ اور مصیبت و مشکل کے وقت میں نہیں سکتا۔ وہ  
حق و گمراہ ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم کے نقاب انور سے دنیا جہاں کے علوم  
بھی حاصل ہوتے ہیں۔ اور خود ہم مثل سمجھنے والوں کے نقاب سے برائیم و بیماریاں  
پیدا ہوتی ہیں۔ اور ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے گھر کی ہینڈ یا ملی تھوک کو تماشہ تو  
دیکھیں کہ خود ان کی بیوی ان کے سر پر ایک سو ایک بار جو تیاں لگا کر ہی دم لے گی  
گویا !

### چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بزرگو! یہ بات بھی خوب سمجھ لیجئے اگر حضور رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ الغرض ہمارا امرنا جینا۔ ہمارا بیٹھنا۔ چلنا۔ ہمارا سونا۔ جاگنا  
ہمارا اور ٹھننا۔ بچونا۔ ہمارا اور روزمرہ کے مشاغل اور دنیا بھر کے تمام اچھے  
انتظامات و واقعات حضور دانائے غیوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے لئے  
ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم

دینا بھر میں اُن کی برکت

صلی اللہ علیہ وسلم

اُن کا پایا کس نے پایا

صلی اللہ علیہ وسلم

شاہ معظم انور مجسم

باعث دنیا رحمت عالم

اُن کا اُنار ب کی رحمت

وہ جو تہ ہوتے ہوتے کب ہم

سب سے بڑھکر ان کا پایا

سب سے اونچا ان کا پرچم

صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم

# ایک معجزہ

حکایت نمبر ۲۷

شکرزیے تھے کف بوجہل میں  
 جانتے ہو تم جو رازِ آسماں  
 بولے حضرت میں کروں ان کابیاں  
 بولا بوجہل اب ہے نادروہرا  
 بولے ہیں چھ شکرزیے ہاتھ میں  
 اسکی مٹھی میں وہ ٹکڑے سنگ کے  
 لا الہ کہہ کے لا الہ کہا  
 اُن سے جب بوجہل نے باتیں سنیں  
 پھر لگا کہنے تو ساحر ہے پڑا  
 دکھ کر بوجہل اتنا معجزہ

بولا کیا ہے آپ بتلائیں ہمیں  
 تو بتاؤ ہاتھ میں ہے کیا تھاں  
 یا خود کہیں کہ میں حق پر ہوں ہاں  
 بولے پیغمبر ہے قادر تر خدا  
 سن تو ہر اک سے خدا کی مدحتیں  
 یوں گواہی بر بلا دینے لگے  
 اور کہا احمد رسول اللہ کا  
 غصے سے پھینکا انہیں سو گز میں  
 بلکہ سب جاو گروں کا پیشوا  
 مشتعل غصے سے اپنے گھر چلا



سامنے سے مصطفیٰ کے چہل دیا  
 اور وہ دونوں فطرتِ کنوئیں میں گر پڑا  
 (مشنوی شریف کا ترجمہ الہام منظوم نمبر ۲۵۴)

### نتیجہ و فکر

معجزہ دیکھا مگر بد بخت تھا  
 کفر اور الحاد کی جانب گیا  
 خاک اُس کے سر پہ تھا کور و لعین  
 مثل ابلیس نہ آنکھ اس کی خاک میں

# انجام پد

## حکایت نمبر ۲۵

پیشوائے دیوبند لکھتے ہیں :-

”حضور علیہ السلام نے ایک شخص کے پاس دعوت اسلام کے لئے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ اس شخص نے آپ کی اور حق تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ کہا۔ کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہوتے ہیں۔ اللہ کیسا ہوتا ہے۔ سونے کا یا چاندی کا یا تانبے کا۔ معاشرہ پڑھ لکھ اور اس کی کھوپڑی اڑادی۔“

(جلالین - نشر الطیب ص ۲۰۹)

### نتیجہ و فکر

منکرین رسالت کے دل دماغ اور تمام اعمال ختم ہو جاتے ہیں پھر ان کے شعور و احساس کو بھی سلب کر لیا جاتا ہے۔ کیوں کہ عقلِ سلیم کے مطابق گستاخ رسول انسانیت میں سب سے بڑا بدترین مجرم ہوتا ہے۔ اور ایسے مجرم جہنم کے قابل اور آسمانی بجلی کے مستحق ہوتے ہیں۔ پھر وہ لوگ جو خدا اور رسول کی باتوں پر ٹھٹھ مذاق کرتے ہیں۔ اور اولیاء ربانی پر انگشت نمائی کرتے ہیں۔ ان کا کیا انجام ہوگا؟ معلوم ہوا جی لوگوں نے ذاتِ خدا اور ذاتِ مصطفیٰ پر اعتراض کیا ان پر تہرا لہی کا نزول ہوا۔ اور وہ تباہ و برباد ہو گئے۔ اگر تہرا لہی جوش میں آجائے تو اسے دنیا جہان کی کوئی شے روک نہیں سکتی۔ خدائے تہرا رگستاخانِ مصطفیٰ سے تمام مسلمانوں کو پھیلے۔ ”آمین“



# خلق عظیم

## حکایت نمبر ۲۶

فَلَمَّا رَأَىٰ رَأَىٰ عِزَّهُ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) قَامَ إِلَيْهِ فَرَحًا بِهِ حَتَّىٰ اعْتَقَدَ وَ  
قَالَ مَرَحِبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ

(کتاب نسب قریش ص ۱۳۱، الاستیعار ص ۲۵۴)  
سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عکرمہ کو جب آئے دیکھا تو فرحت و  
سرور سے کھڑے ہو گئے۔ اُن سے بغل گیر ہوئے اور فرمایا۔ خوش آمدید مہاجر  
سوار

### نتیجہ فکر

فتح مکہ شریف کے دن حضرت (عکرمہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ابھی تک مسلمان  
نہیں ہوئے تھے۔ آپس کی زبردست اہم الحکم بنت الحارث نے حضور سر پر نور سے  
اپنے شوہر کے لئے فرمان حفظ جان و امان حاصل کر کے خود میں تشریف لے گئیں  
اور اپنے شریک حیات کو دین اسلام کی دعوت دی۔ اُن پر عاقبتی کائنات نے  
خاصی کر م کیا۔ اور وہ قبول اسلام کی خواہش میں اپنی زبرد کے ساتھ واپس مکہ شریف  
آئے اور آئے ہی رحمتہ للعالمین کی بارگاہ رحمت میں حاضر ہوئے تو شفیع المذنبین

صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اقدس خوشی میں آئی۔ اور ابو جہل جیسے شدید دشمن کے بیٹے کا جو خود بھی مسلمانوں سے برسرِ پیکار رہے تھے۔ ان کے رغبتِ اسلام پر حضور انورؐ نے جس خوش دلی و مسرت سے ان کا استقبال کیا۔ اس کی مثال سوائے دین محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور کہیں نہیں مل سکتی۔ کیوں کہ سرورِ عالم تمام کائنات کے لئے رحمتِ عالم۔ ہادیِ مکرّم اور انسانیت کے لئے خلقِ عظیم کے مینارِ نور بن کر تشریف لائے۔ علیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ہے کلامِ الہی میں شمس و صبحِ تیرے چہرہ نورِ فزا کی قسم  
 قسمِ شبِ تار میں رازِ تھکا کہ حبیب کی زلفِ دوا کی قسم  
 تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا  
 کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا تیرے خالق حسن واداکر قسم  
 مسلمانو! حضور دانائے غیوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلقِ عظیم کے متعلق خود خالق کائنات نے بھی فرمایا ہے :-

اِنَّكَ لَعَلَّاهُ خَلَقْتَ عَظِيْمًا مُّجِيْبًا (۳۷)

اوسے شک بہار کی تو بڑی شان کی ہے

سبحان اللہ ہمارے حضور پاک کی بہت بڑی شان اقدس ہے کہ خدا تعالیٰ اسے عظیم فرماتے ہیں۔ اور جن کے خلق کو خدا تعالیٰ عظیم فرماتے ہوں پھر ان کی عزت و عظمت اور خلقِ عظیم کو کوئی گھٹا سکتا ہے۔ حالانکہ کفار مکہ نے آپ کو بڑا ہی تنگ کیا اور طرح طرح کی مصیبتیں دیں۔ مگر قربانِ جاہلئے خلقِ مصطفیٰ کے کہ ان کے لئے بددعا نہیں بلکہ دعائیں ہی فرماتے رہتے۔





ہاں ہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد      ہاں ہیں چاہتی ہے ہر نی اولاد

اسی در پہ شترانِ ناشاد      گلہ رنج و غنا کرتے ہیں

ہستینِ رحمتِ عالم اُلٹے      کبر پاک پہ دامن باندھے

گرنے والوں کو کوچہ دوزخ سے

صاف الگ کھینچ لیا کرتے ہیں !

سبحان اللہ ! اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی شاعری بھی کیا ایمان افروز  
اور حقیقت نایب ہے۔ کہ جب بھی آپ کے اشعار سُنے یا پڑھے جاتے ہیں  
تو دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

بندرگو ! احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ  
کائنات کی ہر شے حضورِ انور کی بارگاہِ رحمت میں حاضر ہو کر اپنی اپنی زبان  
میں عرض کرتی ہے۔

گویا ! حضور و ائمائے غیوب علیہ الصلوٰۃ و السلام سبھی کی زبان بھی جانتے  
ہیں اور کائنات کے فریادیں اور رحمتِ عالم اور تاسم بھی ہیں جو شخص بھی اس  
حقیقت کا انکار کرے وہ جاہل ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :-

رب معطی ہے یہ ہیں فتاسم

رزق اس کا کھلاتے یہ ہیں

مٹھدا مٹھدا میٹھا میٹھا

پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں



# احمد مختار

## حکایت نمبر ۲۸

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولانا "اشرف علی" صاحب  
تھانوی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
شہنشاہ ارض و سماء و انانے غیوب علیہ الصلوٰۃ و سلام کی خدمت میں  
عرض کیا مجھے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دکھا دیجئے۔ حضور  
پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دیکھ نہ سکو گے۔ انہوں نے کہا آپ  
دکھا دیجئے۔ حضور نے فرمایا اسے حمزہ بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گئے۔ اور حضرت  
جبرئیل علیہ السلام کعبہ شریف پر اترے۔ آپ نے حضرت حمزہ سے فرمایا کہ  
نگاہ اٹھاؤ۔ انہوں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جسم  
"مانند زبور جدا خضر" یعنی زرد و سبز چمکتے ہوئے کے تھا۔ سو غشی کھا کر گر گئے۔  
(دیوبندی طبقات الشراطیب ص ۲۰۳، ۲۰۴)

**نتیجہ فکر** | اس حدیث پاک سے حضور علیہ الصلوٰۃ و سلام کا اختیار  
بھی ثابت ہوتا ہے۔ یعنی اس حدیث مقدسہ کی طرہ قلب  
سیلم اور ایمانی نظر کے ساتھ غور کیا جائے کہ حضرت سیدنا حمزہ عم رسول اللہ  
علیہ الصلوٰۃ و سلام بارگاہ مصطفیٰ میں عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ مجھے جبرئیل  
کو ان کی اصل صورت پر دکھا دیجئے۔ کیا ہی یہ ایمان افروز اور نجدت سوز  
جملہ ہے۔ گویا سیدنا حضرت حمزہ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ایمان آہ  
کہ جبرئیل امین کو اصلی صورت میں دکھانا یہ سرت ساقی کو شرفِ مختار و نواکس صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبضہ اختیار میں ہے۔ پھر حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ نگاہ اٹھا کر بیت اللہ شریف کی چھت پر دیکھ لو۔ یہ حکم صرف مالک دختا رہی دے سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جب جناب روح اللہ میں کو دیکھا تو ان کے نور و جمال کی تاب برداشت نہ کر سکے اور یہ ہوش ہو کر گر پڑے مسلمانو! ہماری جانیں لاکھوں بار ذاتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان ہوں کہ "زبانِ کن" گویائی ہوئی اور سیّدنا جبریل کروڑوں اربوں میل دور بہت ہی دور وادی سدرۃ المنتہی یعنی اپنے ہیڈ کو اڑ پر جلوہ افروز تھے۔ اور جب ہمارے ہادی و مولا حضور نے جناب حمزہ کو یہ فرمایا "نظر اٹھاؤ" اسی وقت جبریل جو کہ حکم کا بندہ تھا۔ حاضر ہو گیا چنانچہ اس حدیث پاک سے یہ بھی حقیقت عیاں ہوگی کہ خالق کائنات نے ہمارے حضور کو زمین و آسمان مکان و لامکان اور مافیہا کو آپ کے قبضہ و اختیار میں دے دیا ہے۔ اور حضور کو کائنات کی ہر شے پر تصرف و اختیار ہے۔ اعلیٰ حضرت کیا ہی ایمان افروز شعر فرماتے ہیں۔

وہی نورِ حق وہی ظلِ رب ہے انہیں سے سب سے انہیں کا سب

انہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زماں نہیں

بھائیو! آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ جو گستاخ حضور ہی کے علم و اختیار کے

منکر ہیں اور حضور کے اختیار کو تسلیم نہیں کرتے وہ کس قدر دشمنانِ حق اور دشمنانِ

مصطفیٰ ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ ع

دلِ فرشتہ پر ہے تیری نظر، سرِ عرش پر ہے تیری گذر

لکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں



# باب سوم

امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

## شان صدیق

حکایت نمبر ۲۹

امیر المؤمنین و امام ال صدیقین شہنشاہِ اعلیٰ مشائخ، سلطانِ مسندِ طریقت المصطفائی امامِ سجادہ شریعت یزدانی، محبوبِ ربانی، قطبِ صمدانی سیدی، مولائی، بلجائی و ماویٰ حضرت خواجہ اول جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں خالق کائنات کا مقدس کلام مجید فرقانِ الحکیم کیسے نورانی لب و لہجہ سے رطب اللسان ہوا

ثَانِي اثْنَيْنِ اِذْ لَقَيْنَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُولُ بِصَاحِبِهِ  
لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

تمام مفسرین، محدثین، مجددین اور چار سلاسل اولیاء ربانی رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے کہ مراد صاحبِ ثانی اثْنین سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔  
۲۔ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰنِي وَالتَّقٰی وَصَدَّقَ بِاِحْسٰنِی  
مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت صدیقِ اعظم کی شانِ مقدس میں نازل ہوئی۔

### ۳۔ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ

حضرت ابوالمعالی رضی اللہ عنہ جو کہ اصحاب تفسیر میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ کی یوں عکاسی کرتے ہوئے گوہر افشانی کی۔ الَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ سے مراد رسول الثقلین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور وَصَدَّقَ ق سے مراد سیدنا امیر المؤمنین ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

### ۴۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٌ - وَاَكْرَمُ مَكْرَمٍ عِنْدَ اللَّهِ اتَّفَکُمْ

یہ دونوں آیات قرآنی اہل تفسیر کے مطابق سیدنا صدیق اکبر کی شان و شوکت میں نازل ہوئی ہیں۔

الغرض قرآن حکیم میں متعدد آیات ایسی ہیں جو حضور خلیفۃ المسیح صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس میں اتری ہیں۔

نتیجہ و فکر جن کی شان اقدس میں خود خداوند قدوس اور قرآن شریف رطب اللسان ہو اس وجود باجود کی کتنی ارجی شان و عظمت ہوگی اور بد بخت وہ لوگ ہیں جو ان کی شان اقدس کو گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں :-

منزل عشق و صدق کا رہبر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ



# یارِ غار

## حکایت نمبر ۳۰

کفار مکہ شمع مصطفائی کے پہ دانوں کا طرح طرح کی اذیتیں  
 دے رہے تھے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بارگاہِ حسن و جمال میں ہجرت  
 کے واسطے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں کفار مکہ اب حد سے زیادہ تنگ کرتے  
 ہیں۔ اگر حضور حکم صادر فرمائیں تو ہم مکہ معظمہ کو چھوڑ دیں۔ تو شہنشاہِ ارض و  
 سماء علیہ الصلوٰۃ و سلام کمال محبت و شفقت سے انہیں دلا سند دیتے اور  
 فرماتے۔ ابھی صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ابھی ہجرت کرنے کا حکم نہیں ہوا۔ پھر ایک  
 دن "زبان کن" گویا ہوئی۔  
 بعد ذلک یا ایہام مسروراً  
 فقال قد انصبوت ان دار  
 ہجرت کفریہ شرب فمن اراد  
 الخروج فليخرج فان البلاد  
 قریبہ وانتم ہما عارفون  
 وہی علی طریق غیرکم اسے  
 الشام فجعلوا یتجهزون  
 الی المداینۃ فی خفی و ستر  
 یتسللون انہ کان بین  
 اولہم و آخرہم اکثرہم من سترہ

پھر چند دن بعد اس کے رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے خوشی و مسرت سے مسلمانوں  
 سے فرمایا تمہاری ہجرت کا انتقام نیرب  
 و مدینہ شریف ہے۔ پس جو ہجرت کرنا چاہے  
 وہاں ہجرت کر جائے۔ یہ مقام قریب بھی ہے  
 اور تمہاری واقعیت بھی ہے۔ اور وہ تمہارا  
 کاروانی راستہ ملک شام پر واقع ہے  
 پس لوگ مدینہ جانے کی تیاری کرنے لگے  
 اور خفیہ خفیہ چھپ کر یکے بعد دیگرے جانے  
 لگے اول ہجرت سے آخر ہجرت تک ان کو  
 کوئی ایک سال لگ گئے۔

نبوت کا تیرھواں سال تھا کہ ہجرت کے لئے خالق کائنات کا حکم نازل ہوا۔ سرور کائنات نے صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی اطلاع دی، اس حکم اور اجازت کے ملتے ہی صحابہ کرام اپنا مال و اسباب گھر بار، جائیداد تجارت، کاروبار، غرض اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی اطاعت میں سب کچھ چھوڑ کر مدینہ شریف کی طرف گامزن ہوئے۔ ان سب مہاجرین کے بعد حضور پر نور نے صدیق اکبر سے فرمایا کہ میں عنقریب یہاں سے ہجرت کر جاؤں گا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربانی میں بھی حضور کے ساتھ چلوں گا۔

چنانچہ شب ہجرت جب کفار مکہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہید کر دینے کی نیت سے حضور کے مکان پر پہنچے اور سارے مکان شریف کا محاصرہ کر لیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ یسین کی آیتیں: اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَا قِسْرَہُمْ اَغْلَالًا۔ الخ فرماتے ہوئے تھوڑی سی خاک پر دم کر کے ان کافروں کی طرف پھینک دی۔ ایک مٹھی خاک شتر کافروں کے مونہوں، سروں، آنکھوں میں بھر گئی۔ اور عجب طرفہ یہ تھا کہ بجائے تکلیف ہونے کے سب کفار کو نیند آ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو اندھا کر دیا، اور حضور کا باہر نکلنا کسی کو بھی نظر نہ آ سکا۔ تو سید عالم گھر سے نکل کر سیدھے صدیق اکبر کے گھر تشریف لائے۔ اور فرمایا: اے ابوبکر! مجھے اس وقت ہجرت فرمانے کا اذن مل چکا ہے اور میں مکہ چھوڑ کر جا رہا ہوں، صدیق اکبر نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں بھی ساتھ چلوں؟ فرمایا چلو صدیق اکبر! نبی اکرم روف الرحیم سے آپ کی معیت کی اجازت پا کر فرط مسرت سے رونے لگے، اور حضور کے ساتھ ہوئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام



صدیق اکبر کو ہمراہ لے کر مکہ معظمہ سے چل دیئے۔ صدیق اکبر بھی حضور سے آگے  
 اور کبھی پیچھے رہ کر چلتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ دریافت کی۔ تو  
 عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ دشمن تعاقب کرتا ہو آگے یا پیچھے سے  
 آجائے تو اس کا وار بھی نہ ہو۔ اور حضور پر میں ہی قربان ہوں اور حضور کو کوئی  
 گزند نہ پہنچے۔ چلتے چلتے مکے کے دورا ہی نور پہاڑ پر پہنچے۔ اس پہاڑ میں ایک  
 غار تھا جس کا نام "غار ہوام" تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غار میں  
 تشریف فرما ہونے کا قصد فرمایا۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی  
 یا رسول اللہ! بٹھہر جائیے پہلے مجھے اندر جانے دیجئے، پرانا غار ہے

پہلے میں اندر جاتا ہوں۔ اور اُسے صاف کرتا ہوں۔ صاف کر لوں تو آپ  
 اندر آجائیے گا۔ چنانچہ پہلے اس غار میں صدیق اکبر گئے۔ اور اسے صاف  
 کرنے لگے۔ اس غار میں کئی بل تھے۔ صدیق اکبر ان بلوں کو اپنے کپڑے بھاڑ  
 بھاڑ کر بند کرنے لگے۔ صرف اس لیے کہ کوئی موڈی جانور حضور علیہ الصلوٰۃ  
 و السلام کو تکلیف نہ پہنچائے۔ اس غار میں ایک بہت بڑا سانپ رہتا تھا۔ صدیق  
 اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا بل جو دیکھا تو کپڑا ختم ہو جانے کے باعث کپڑے  
 سے تو اسے بند نہ کر سکے۔ اور اپنی ایڑی اس میں رکھ دی۔ اپنی جان کی پرواہ  
 نہ کی۔ اور یہی سوچا کہ مجھے جو چاہئے تکلیف ہو مگر ساتی کو شرعیہ الصلوٰۃ و  
 سلام کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اس بل پر ایڑی رکھنے کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ  
 نے پھر حضور کو اندر بلالیا۔ اور حضور اندر تشریف لے آئے۔ اور اپنا سر  
 انور۔۔۔ صدیق اکبر کی گود میں رکھ کر سو گئے۔ وہ بل جس پر صدیق اکبر کی ایڑی  
 تھی۔ اس میں سے نہ ہریے سانپ۔۔۔ بے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ڈس لیا۔ صدیق  
 اکبر کو تکلیف تو ہوئی مگر آپ اپنی جگہ سے پہلے نہ اٹھے۔ انہیں تاکہ حضور علیہ السلام

کی نیند مبارک میں خلل نہ آئے۔ سانپ کے زہر کی تکلیف سے صدیق اکبر کے  
 انسو نکل آئے۔ اور چند آنسو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ اقدس پر گرے  
 اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نیند مبارک سے بیدار ہو گئے۔ اور دریافت  
 فرمایا! ابو بکر! کیوں رو رہے ہو؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
 عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے سانپ نے  
 ڈس لیا ہے۔ حضور رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی مقام ڈنک پر اپنا  
 لعاب دہن شریف لگا دیا۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری تکلیف دور  
 ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر جب اس غار میں داخل ہوئے  
 تو غار سے دور ایک درخت تھا۔ حضور نے اس درخت کو حکم دیا تو وہ درخت  
 اپنی جگہ سے چل کر غار کے منہ پر آکر کھڑا ہو گیا۔ یوں معلوم ہونے لگا کہ یہ درخت  
 یہیں آگاہ ہوا ہے۔ اور غار کا منہ اس درخت کی شاخوں سے بند ہو گیا۔ اور  
 اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ایک نکرنا کو بھیجا جس نے اس درخت کی شاخوں  
 کے اندر جالابن دیا۔ یہ سب سامان اس لئے کیا گیا تاکہ کافر اگر حضور کا تعاقب  
 کرتے ہوئے وہاں تک آئیں تو وہ غار کے منہ کے آگے درخت اور اس کی  
 شاخوں میں جالابن بنا ہوا دیکھیں تو انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اندر شریف  
 لے جانے کا شبہ بھی نہ گذرے۔ چنانچہ ادھر جب کافروں کو پتہ چلا کہ عیسیٰ  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام) تو ابو بکر کی معیت میں مکہ سے چلے گئے تو بہت حیران ہوئے  
 اور حضور کی تلاش کرنے لگے۔ اور کچھ کھوجی حضور کا کھوج نکالنے کے لئے مقرر  
 کر دیئے۔ ان کھوج نکالنے والوں میں سے ایک شخص کھوج نکالتا ہوا غار تک  
 پہنچا اور پھر کہنے لگا کہ یہاں تک تو عیسیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابو بکر آئے  
 ہیں۔ لیکن اس کے بعد پتہ نہیں چل رہا کہ وہیں گئے یا نہیں۔ کافر وہاں جمع ہو



گئے۔ لیکن وہیں حیران کے حیران کھڑے رہ گئے۔ کچھ پتہ نہ چلے کہ یہاں سے آگے  
 کدھر گئے ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب کافروں کے قدم غار سے  
 باہر دیکھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر میں آپ پریشان سے ہوسے تو نبی  
 رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوبکر! کوئی فکر نہ کر۔ اللہ تعالیٰ  
 ہمارے ساتھ ہے۔ اتنے میں ان کافروں میں سے ایک کافر بولا۔ ذرا اس غار  
 کے اندر تو جا کر دیکھیں۔ یہ سن کر دوسرے کافروں نے جواب دیا۔ بے وقوف  
 ہو غار کے منہ کے آگے درخت لگا ہوا ہے۔ اور اس پر بکڑی کا جال بھی بنا ہوا  
 ہے۔ اگر اندر کوئی گیا ہوتا تو یہ شاخیں اور ان کا جال ضرور ٹوٹا پھوٹا نظر آتا۔  
 مگر یہ بات تو نظر نہیں آتی پھر کسی کے اندر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔  
 چنانچہ وہ مالوےس ہو کر وہاں سے لوٹ گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 اور آپ کے ساتھی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آقا و مولا اللہ تبارک  
 و تعالیٰ کی حفاظت میں بالکل غیریت و عافیت سے رہے۔

(قرآن الحکیم پ ۱۲۷) انساب الاشراف بلاذری ص ۲۵ ج ۱

محسن اعظم صلا۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۸، روح البیان

ص ۹۰ ج ۱) واعظم ص ۲۸ ج ۱

نتیجہ فکر | (۱) وطن کی محبت عالمگیر شہرت رکھتی ہے۔ اس میں کوئی  
 شک نہیں ہوتا۔ اور وطن کی سبز زمین بڑی کشش رکھتی ہے۔

پھر وطن کی محبت بڑی جان دار ہوتی ہے۔ مگر اللہ تبارک و تعالیٰ اور سانی  
 کوثر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے مقابلے میں ہر کشش، ہر تعلق، اور ہر

محبت بیچ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی عقیدہ اور یہی ایمان تھا۔ اسی  
 پر ان کا عمل تھا۔ اور اسی کردار کے وہ صاحب کردار اور رشید مینار تھے۔

۲۔ قرآن مقدس میں ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں خالق کائنات نے اذ تقول یحییٰ فرما کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرور کائنات کا عظیم صحابی فرمادیا ہے۔ لہذا جو شخص بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر ہے اور آپ کو صحابی رسول نہ مانے وہ پکا کافر ہے۔

۳۔ خواب کون و مکاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لا تحزن ان اللہ معنا فرما کر یعنی غم نہ کر اللہ تعالیٰ ہمارے یعنی ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ گویا! حضور پاک نے یہ جملے فرما کر ظاہر کر دیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سیدنا صدیق اکبر کے ساتھ ہے۔ اور یہ حقیقت صاف واضح ہوئی کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد از وصال شریف کے سیدنا صدیق اکبر جو تخت خلافت پر جلوہ افروز ہو کر جانشین مصطفیٰ ہوئے۔ یہ آپ ہی کا ازلی حق تھا۔ اور آپ غاصبِ ظالم نہ تھے۔ اس لئے کہ خالق کائنات غاصب و ظالم شخص کے ساتھ کبھی نہیں ہوتا۔ پھر اگر کوئی ظالم و قاسق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ظالم کہے تو اس نے درحقیقت لا تحزن ان اللہ معنا۔ کا انکار کر دیا۔ گویا جو قرآن پاک کے فرمان کا انکار کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور جو شان صدیق اکبر کا جان بوجھ کر انکار کرے وہ بھی کافر ہے۔ یعنی فرمانِ خدا اور قول مصطفیٰ کو جھٹلانے والے کافر ہیں۔

۴۔ شب ہجرت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تشریف لے جانا اور یہ فرمانا کہ مجھے ہجرت کا حکم مل گیا ہے۔ اس خبر کو سن کر ان کی آنکھوں سے باعث مسرت آنسو چھلکنے لگے۔ اور پھر حضور! صدیق اکبر کو ساتھ لے کر مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوتا۔ یہ بتاتا ہے کہ حضور انور کو صدیق اکبر



سے اور صدیق اکبر کو حضور نبی کریم رُوحِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انتہائی  
آپس میں محبت تھی۔

۵۔ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب غار کو دیکھا تو ارشاد گرامی  
فرمایا: اے ابو بکر تم باہر ٹھہرو میں غار کے اندر جاتا ہوں۔ تو صدیق اکبر  
رضی اللہ عنہ نے دامنِ معلیٰ کو پکڑ کر عرض کیا: وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُهُ حَتّٰی  
ادْخَلَ قَبْلَكَ فَإِنْ كَانَ فِيْهِ شَيْءٌ أَصَابَ بَنِي دُونِكَ۔ یا  
رسول اللہ! خدا کی قسم میں آپ کو غار کے اندر پہلے جائے نہیں دوں گا۔  
پھر حضور کے پوچھنے پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی غار پر انا ہے  
معلوم نہیں اندر کون کون سی چیزیں ہیں۔ اس لئے حضور آپ باہر ٹھہریئے  
غار کے اندر اکیلے جاتا ہوں۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر غار میں تشریف لے  
گئے۔ اور تمام غار کو صاف کیا۔ اور جتنے بھی سوراخ تھے سبھی کو اپنے کپڑے  
پھاڑ پھاڑ کر بند کر دئے۔ مگر ایک سوراخ پر اپنا پاؤں مبارک رکھ کر حضور  
کو آواز دی کہ حضور! اندر تشریف لے آئے۔ اور صدیق اکبر کے زانو  
پر سیر مبارک رکھ کر محوِ استراحت ہونا اور تھوڑی دیر کے بعد صدیق اکبر  
کے پاؤں پر سانپ کا ڈسنا۔ اور آپ کا برداشت کرنا یہ تمام واقعہ  
اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو  
مال و جان سے بھی حضور مختار و لاک علیہ الصلوٰۃ والسلام زیادہ محبوب  
وہ پیارے تھے۔ اور یہی کماں انبیاء کی نشانی اور عروجِ محبت کی منتہا  
تھی۔ جو سب سے زیادہ سیدنا صدیق اکبرؓ میں نظر آتی ہے۔ پھر جب  
سانپ نے آپ کے پاؤں پر ڈنگ کیا تو اس وقت عقل اور حضرت  
عشق کا آپس میں مقابلہ ہوا۔

عقل نے گویائی کی ! اے صدیق اکبر تیرے قدموں کے نیچے مار ہے  
 "اور"

حضرت عشق رطب اللسان ہوا۔ فکر نہ کیجئے آپ کی جھولی میں یار ہے  
 "پھر"

عقل نے پکارا۔ بچھے بچھے ! تمہارے قدموں میں بہت بڑی رحمت ہے  
 "ہاں"

جناب عشق بولا ! گھبراہٹ نہ رہیں آپ کے دامنِ معلیٰ میں رحمت باری ہے  
 "مگر"

عقل کہنے لگی ! اے صدیق تیرے تلوؤں میں موت ہے  
 "نہیں"

عشق نے رہنمائی کی ! دامنِ احمد کو نہ چھوڑ دیجئے اسی میں حیاتِ سرمدی ہے  
 "گویا"

بامند رہنا بالاسکالمہ سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا  
 صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بنی اکرم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک  
 محبوب شخصیت تھے۔ آپ نے ہر گھڑی و ہر آن وساعت دامنِ مصطفیٰ کو نہ  
 چھوڑا اور اسی دامنِ معلیٰ سے وابستہ رہے۔ "کاشی" وہ لوگ  
 جو نحوذ باللہ ! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو منافق اور حضور علیہ  
 السلام کا دشمن سمجھتے ہیں۔ وہ اس سانپ سے سبق حاصل کریں۔ اور اس  
 پر ایمان و یقین رکھیں کہ جب تک سیدنا صدیق اکبر کی اتباع نہ کی جائے  
 گی، اور آپ کے قدموں کو نہ چوما جائے گا، یعنی  
 "بجز محبت صدیق کے محبتِ رسول حاصل نہیں ہو سکتی۔"



۷۔ سیدنا صدیق اکبر کی مقدس آنکھوں سے آنسو جاری ہوتا اور مختار  
لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نورانی رخسار پر اُن آنسوؤں کا گرنا  
اور حضور کا کمال محبت سے دریافت کرنا اور صدیق اکبر کا حقیقت سے  
انہار کرنا۔ اور سید کائنات کا مقام ڈنک پر

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ هَبَ مَا يَحْبُدُ  
ابنِ لَعَابِ دِهْنِ شَرِيفِ لَكَ شَفَا نَحْشُ دِينَا ثَابِتٌ كَرْتَا هِيَ كَهْ حَضْرُ رُؤُفِ  
الرَّحِيمِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَالْعَابِ دِهْنِ شَرِيفِ بَهِجِ سِرَا پَا دَا فِجِ الْبِلَادِ هِيَ  
۸۔ فرمان مصطفیٰ کے مطابق عمل کرتے ہوئے درخت کا اپنے  
مقام سے چل کر غار کے منہ پر آ جانا اور غار کا راستہ اپنی شانوں سے  
بند کر دینا ظاہر کرتا ہے کہ بنی الوریٰ احمد مختبے علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم  
و تعارف کائنات کے ہر ذرہ ذرہ پر جاری و ساری ہے۔ اور آپ کون و  
مکان کے مالک و مختار ہیں۔

۸۔ کافروں کا صدیق اکبر اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلاش  
کرنا۔ مکے کے چاروں طرف تعاقب کرنا مشہور راستوں اور عام  
گذرگاہوں پر تلاش کرتے کرتے غار کے منہ تک پہنچنا اور پھر وہاں  
سے خفت و شرمساری اور جھجھلاہٹ لئے ہوئے اپنے گھروں کو ناکام و  
نامراد واپس لوٹنا بتاتا ہے کہ حق تعالیٰ کے مقابلہ میں کفر کی تمام طاغوتی  
سیکس اور تدبیریں خاک میں مل جاتی ہیں۔ گویا کفر کی گلی قوتیں ختم ہو جاتی  
ہیں۔ اور حق و صداقت کا عروج ہوتا ہے۔

۹۔ ہجرت مصطفیٰ کے سبب "مقام شرب" مدینۃ الرسول کہلایا  
اور یہیں سے اسلام کی سر بلندی کی شعاہیں پیدا ہوئیں۔ اور باطل

قوتوں کی شکست کے وہ عظیم الشان واقعات رونما ہوئے جس کی مثال  
زمانہ و مابعد میں بھی کوئی نہیں دے سکتا۔ اور اسی کے نتیجہ میں دین مصطفائی  
کا بول بالا ہوا اور ادیانِ عالم کی غلط معتقدات اور اقوامِ عالم کے فساد و  
نظاموں پر برتریِ رُغلبہ حاصل ہو کر اور مسلمانوں کی تاریخ کا سالِ ہجرت  
اسی سے شروع ہوتا ہے۔ ہجرت رسولِ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اسلام  
کی تاریخ کا ایک روشن دور شروع ہوا جس کے باعث فتحِ مندیان اور  
کامرانیاں ہی ہر طرف نظر آتی ہیں۔ یہ سبھی فیضانِ مصطفائی ہے :

اور مدینۃ الرسول میں یہ خوشخبری پہنچ چکی تھی کہ رحمتہ للعالمین تشریف لارہے ہیں  
اسی بستی میں ہر طرف حضور و انانے غیوب کی آمد آمد کی دھوم تھی۔ روزانہ صبح کے  
لوگ حضور کے غیر مقدم کے لئے قبا سے مدینہ شریف میں آنے والے راستے  
پر جمع ہو جاتے اور جب دھوپ تیز ہو جاتی اور کوئی آتا ہوا نظر نہ آتا تو  
گھروں کو دل گرفتہ اور ملول واپس ہوتے۔ آخر وہ مبارک یوم سید بھی آ ہی گیا  
کہ یہ خبر ملی کہ حضور رحمتِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام قبا سے کچھ دیر میں چلنے ہی والے  
ہیں۔ اہل مدینہ جو ششِ مسترت سے بے تاب ہوئے جاتے تھے۔ بنو نجار غیر مقدم کیلئے  
اس شان سے آئے کہ ان کے جموں پر ہتھیار سجے ہوئے تھے۔ اور مدینہ شریف  
کی آبادی سے دور تک انصار راستے کے دونوں طرف صفیں باندھ کر دیدہ و  
دل بھپائے کھڑے تھے۔ چھوٹی چھوٹی بچیاں دف بجا بجا کر یہی نغمہ سرمدی گارہی  
تھیں۔ اور حور و غلمان تو کیا عرش و فرش کا ذرہ ذرہ جھوم جھوم کر ان مقدس  
پہیوں کی بے میں بے ملا کر جھوم رہا تھا۔

ہم ہیں بچیاں نجار کے عساں گھرانے کی  
خوشی ہے آمنہؓ کے لال کے تشریف لائے کی



# شعلہ عشق

## حکایت نمبر ۳۱

بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عظیم شخصیت یعنی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جن نے عشق و سرمستی انوار و تجلیات اور کمالات محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے دل و دماغ میں اس طرح جذب کر لیا کہ خود بھی شعلہ عشق بن گئے۔ اور یہی وہ شعلہ عشق ہے جو اکناف عالم کے گوشے گوشے میں چمک و مک رہا ہے۔ فضائیں ان کے صبح و شام نغمے الاپ رہی ہیں۔ اور عرش بریں کے قدسی اُن کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ اور ہر زمانے کے اولیاء و ربانی رضی اللہ عنہم شب و روز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت کی بلندیاں اور عشق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سرمستیاں دیکھ دیکھ کر تحسین و آفرین کے جملوں، اور کلموں سے نواز رہے ہیں اور پھر گلستاں اولیاء و ربانی کے مقدس غنچوں میں سے ایک غنچہ سرمدی یعنی زبدۃ العارفین حضرت شیخ فرید الدین عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پُر مسرت ہو کر یوں نغمہ سراپی کرتے ہیں۔

خواجہ اول کہ اول مارا دست

ثانی اثین از بہائی الغار دوست

صدر دین صدیق اعظم قطب حق  
 در ہمہ چیز از ہمہ برده سبق  
 ہر چہ حق از بارگاہ کسبیریا  
 ریخت در صدر شریعت مصطفیٰ  
 آن ہمہ در سینہ صدیق ریخت  
 لاجرم نابود از تحقیق ریخت

نتیجہ منکر

حضرت سیدنا امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو  
 غنائی کائنات نے ہر احسن اوصاف و کمالات سے نوازا  
 ہوا تھا۔ اور آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے  
 جاتے تھے۔ آپ دین مصطفائی علیہ الصلوٰۃ و سلام کے پرورش منبج اعظم اور  
 صدق و صفا میں صدیق اعظم ہیں۔ اور آپ دین الہی کے ازلی پاس بھال اور  
 شہید ہیں۔ نیز آپ مآقبات رسالت کے فیض یاب ہیں۔ اور جو لوگ صدیق  
 اعظم رضی اللہ عنہ کے اوصاف و کمالات کا انکار کریں اور آپ کو عمامی تسلیم  
 نہ کریں وہ یقیناً بڑے ہی اور تابدار و زرخ کی آگ میں جلتے رہیں گے۔ خدا  
 محفوظ رکھے منکرین صدیق اکبر سے۔



# صدیق اکبر

## حکایت نمبر ۳۲

دربار مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر  
غیر ہو رہا تھا۔ اور حضور علیہ السلام نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی  
اللہ عنہا سے فرمایا کہ تمہیں اپنے والد بزرگوار کی بزرگی کی بھی خبر ہے۔ انہوں نے  
عرض کیا یا رسول اللہ! نہیں۔ حضور پُر نور نے فرمایا تمہارے باپ کا نام قرص  
آفتاب پر لکھا ہوا ہے۔ جب سورج کعبہ شریف کی چھت پر پہنچتا ہے تو وہاں  
کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ اس مقام سے بڑھ کر اور کوئی مقام ذی مرتبہ نہیں۔ یہاں سے  
آگے نہیں بڑھوں گا۔ جب سورج کھڑا ہو جاتا ہے تو فرشتے جو اس پر موکل ہیں  
وہ تمہارے باپ (صدیق اکبر) کی قسم اسے دیتے ہیں کہ اس کے نام کی برکت  
سے تو یہاں سے گزر جا۔ تو سورج پھر وہاں سے آگے بڑھتا ہے۔

بہشت بہشت ص ۵۹، راحت المجتہدین ص ۱۴۳

## نتیجہ و فکر

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بلند و بالا شان اس بات  
سے ظاہر ہوتی ہے کہ آپ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ  
عالیہ میں مقبول و محبوب اور منظور نظر تھے۔ نیز آپ کا تذکرہ فرشتوں  
کی زبان پر بھی جاری و ساری ہے۔ اور قرص آفتاب پر بھی آپ کا

نام نامی لکھا ہوا ہے۔ اور آپ نے نام انور کی برکت و عظمت اسی سے  
 عیاں ہے کہ مشکل کے وقت فرشتے آپ کے نام اقدس کا وظیفہ پڑھتے  
 ہیں جس کے بفضل سورج اپنی منزل کی گامزن ہوتا ہے۔ اور ان کی مشکل حل  
 ہو جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر مصیبت و مشکل کے وقت اولیاء ربانی کو پکارنا جائز  
 ہے۔ اور یہ فرشتوں کی سنت ہے۔ اور ان تمام مقبولان حق کے آقا و  
 مولا حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت کیا ہوگی؟ اور جو لوگ صدیقی  
 اکبر کی صداقت و عظمت کے منکر ہیں۔ وہ گمراہ ہیں :-

گویا حضور شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس صحابہ کرام  
 رضوان اللہ علیہم اجمعین پر زبان طعن و راز کرتے ہیں۔ وہ لوگ اچھا نہیں کرتے  
 اس لئے کہ اس طعن کا اثر آقاؐ نے نامدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرات  
 گرامی پر جا پڑتا ہے۔ اس لئے کہ مریدوں کے اعمال سے پیر کا مرتبہ ظاہر ہوتا  
 ہے۔ کہ مریدوں کا پیر کیسا ہے۔ اگر مرید اچھے ہیں تو پیر بھی اچھا ہوگا۔ اگر مرید  
 بے دین تو پیر بھی ویسا ہوگا۔ یعنی پیر کامل تھا تو مرید اچھے تھے پیر قابل نہیں تو  
 مرید بھی قابل نہیں۔

اگر مفسدین کے قول کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ تسلیم  
 کر لیا جائے کہ وہ سارے کے سارے دفعہ بابت (مرتد تھے۔ تو گویا یہ  
 حضور رؤف الرحیم پر اعتراض ہوتا ہے کہ آپ اچھے رسول نہ تھے کہ جن کے مرید  
 سب کے سب مرتد ہو گئے۔ لہذا اس عقیدہ باطلہ سے پناہ مانگیں۔ اور صحابہ کرام  
 رضی اللہ عنہم کے متعلق یہ ایمان رکھیں کہ وہ سب کے سب سچے مومن اور ساری  
 امت سے افضل و اعلیٰ تھے۔ اور ان سب سے بہتر حضور کے چار یار یعنی صدیق اعظم  
 فاروق اعظم عثمان ذوالنورین اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم جو کہ انسانیت کے عزت و عظمت کے  
 عقیدت و محبت کے روشن مینار تھے۔



# پیغام نیرِ دال

## حکایت نمبر ۳۳

بادۂ توحید کے متوالوں کا ایک عظیم اجتماع ہے۔ اور ساقی کوثر خود زبانِ انور سے نغمہ سرائی فرما رہے ہیں۔ اور توحید و رسالت کے مے کش ہوش و بھواس سے سن رہے ہیں کہ یہ نورانی نغمے ان پر کام کر گئے۔ اور جذباتِ عشق کا لامتناہی سلسلہ جو مدت سے قلب و روح کی گہرائیوں میں چھپا ہوا تھا، وہ ابل پڑا، مقدس آنکھیں خوفِ الہی سے اشکبار ہو گئیں، اور عاشقانِ رسول ساقی کوثر سے ذاتِ حق کا نام سن رہے ہیں کہ اس جذباتِ عشق و مستی کے سہاگے عالم میں ایک ارتعاش ہوئی، اور ..... پھر جناب جناب جبرائیل امین ساقی کوثر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور حاضر ہو کر نغمہ سرائی کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ!

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ قُلْ  
لَهُ أَرَايُ أَنْتَ عَنِّي فِي فَقْرِكَ لَهَذَا أَمْ سَاخِطُ

اللہ تعالیٰ صدیق اکبر یہ سلام فرماتا ہے۔ اور فرماتا ہے یا رسول اللہ  
آپ صدیق اکبر سے پوچھیے کہ کیا وہ اس عالم فقر میں مجھ (اللہ) سے راضی ہے  
یا ناراض ؟

ساقی کوثر مختارِ لولاک نے خالقِ کائنات کا یہ مقدس پیغام صدیق

اکبر کو سنا دیا۔ تو اس پیغام سرمدی کے لذت و سرور سے آپ عالم وجد میں  
آگئے۔ اور انتہائی معصومانہ عشق کی وجد انگیز مستی میں عرض کیا :-

اَسْتَحْطُ عَلَی رَبِّیْ ؟ اَنَا عَنْ سَرَّیْ رَاِضٍ اَنَا عَنْ رَبِّیْ  
رَاِضٍ اَنَا عَنْ سَرَّیْ رَاِضٍ

کیا میں اپنے رب سے ناراض ہوں گا؟ میں اپنے رب سے راضی  
ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔  
(تاریخ الخلفاء ص ۳۱)

## نتیجہ و فکر

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ذات حق اور ذات مصطفیٰ  
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے پناہ محبت و الفت تھی۔ بلکہ وہ الہانہ عشق  
سرمدی تھا۔ اس نسبت و تعلق کی بنا پر خود خالق کائنات آپ کو سلام بھیجا  
اور پوچھتا کہ آپ ناراض تو نہیں؟ سبحان اللہ! سبحان اللہ! ایک ہم  
مسلمان ہیں جو کہ ذکر حق اور ذکر مصطفیٰ سے غافل ہیں۔ اور پھر یہ کہتے پھرتے  
ہیں کہ خدا ہم سے راضی نہیں۔ وہ ہماری دعاؤں اور التجاؤں کو قبول نہیں کرتا  
اور کچھ نفوس اسی لگن میں رہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہم سے راضی ہو جائے  
لیکن دل کو قہر اور سکون پھر بھی میسر نہیں آتا۔ اور کوئی شخص بھی وثوق سے  
(ماسوائے اولیاء ربانی کے) یہ نہیں کہہ سکتا کہ خدا ہم پر راضی ہے یا کہ نہیں؟  
محض خالق کائنات کے فضل و کرم پر ہمارا تکیہ ہے۔ اور دنیا جہان کئے کام  
چل رہے ہیں۔ اور ایک وہ ذات گرامی یعنی صدیق اکبرؓ بھی ہیں جن سے خود  
خداوند قدوس دریافت فرماتے ہیں کہ "پیارے! کیا تم ہم پر ناراض تو نہیں؟"



اور تم ہم پر راضی تو ہو؟

اللہ اکبر! اللہ اکبر! کتنی شان و شوکت اور عزت و عظمت ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جہنم میں جائیں وہ نفوس جو صدیق اکبر کو صدیق اکبر نہیں مانتے۔ اور آپ کے وہ دشمن جو اپنے گھروں میں بیٹھے بیٹھے ہی کہتے ہیں کہ ہم صدیق اکبر پر راضی نہیں ہیں۔

گویا ان کے راضی ہونے یا ناراضی ہونے سے صدیق اکبر کی شان کوئی کم نہیں ہو سکتی کیوں کہ آپ کا مرتبہ خود رب کریم نے بلند کیا ہوا ہے اور بنفس نفیس خود آپ پر سلام بھیجتا ہے۔

الطرح صدیق اکبر واقعی صدیق اکبر ہیں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مولا ناصد لوق اکبر

نسب کچھ صدقے کرنے والا

یار کے نام پر مرنے والا

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

منزل عشق و صدق کا رہبر

اللہ اللہ! ہیں کر ڈالے

جان و مال اور کنبے والے

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام نبی پر سارے نچھاور

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

# آزادی بلالؓ

## حکایت نمبر ۳۲

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ مؤذن اور عاشق رسولؐ تھے جب یہ مسلمان ہو گئے تو ان کے مالک کو پتہ چل گیا یعنی امیہ بن خلف جو کہ دشمنانِ مصطفیٰ میں ایک اہم فرد تھا۔ وہ بہت ہی بے رحم اور سفاک تھا۔ اس نے طرح طرح کی ایذاں جنابِ بلالؓ کو دینا شروع کر دیں۔ ایک دن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپؐ نے بہت بڑی قیمت کا سونا امیہ کو دے کر حضرت بلالؓ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ صدیق اکبرؓ کا یہ ایشارِ خالق کائنات کو بڑا پسند آیا۔ اور قرآنِ مقدس میں خداوندِ قدوس نے ارشاد فرمادیا۔

الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَذَكَّرُ أَلَا حَدٌّ عِنْدَهُ  
مِنْ نِعْمَةٍ تَخْزِي أَلَا ابْتِغَاءُ وَجْهِ رَبِّهِ  
أَلَا عَلَىٰ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ

وہ جو اپنا مال دیتا ہے کہ شکر ادا کرے کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے۔ جو سب سے بلند اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔ پتا ع ۱۸



اور صاحب تفسیر خزائن العرفان لکھتے ہیں :-  
 جب صدیق اکبر نے حضرت بلال کو بہت گراں قیمت پر خرید کر آزا دیا  
 تو کفار کو حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ حضرت صدیق نے ایسا کیوں کیا؟  
 شاید بلال کا ان پر کوئی احسان ہو جو انہوں نے اتنی گراں قیمت دے کر خریدا  
 اور آزا دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ظاہر فرما دیا گیا کہ حضرت اکبر  
 رضی اللہ عنہ کا یہ فعل محض اللہ کی رضا کے لئے ہے کسی کے احسان کا بدلہ نہیں۔ اور  
 نہ ان پر حضرت بلال وغیرہ کا کوئی احسان ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے  
 بہت سے لوگوں کو ان کے اسلام لانے کے سبب خرید کر آزا کر دیا۔  
 (خزائن العرفان ص ۸۳)

اور اس آیت مقدسہ کے تحت صاحب روح البیان ہوں فرماتے ہیں  
**الْأَيَّةُ نَزَلَتْ فِي حَقِّ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ**  
**اللَّهُ عَنْهُ حِينَ اشْتَرَى بِلَالًا وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ**  
 یہ آیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے جب کہ آپ نے  
 حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خرید لیا تھا۔ اور آزا دیا تھا۔  
 (پنچ ۸۶، خزائن الفرقان ص ۸۳، روح البیان ص ۶۶ ج ۴)  
 حسن اعظم اور عین ص ۱۲

**نتیجہ و فہم** | سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا مال و زر سب کچھ ناموس  
 اسلام کی بقا کے واسطے قربان کر دیا۔ اور خود مصروفِ فطرت  
 خالق کائنات نے بھی قرآن پاک کی زبانی صدیق اکبر کی تعریف اور شان و  
 شوکت کا اعلان فرما دیا کہ ہم اسے راضی کریں گے۔ اور جو لوگ صدیق اکبر

کو پُر سمجھتے ہیں اور آپ سے ناخوش ہیں تو یقیناً خود اللہ رب العزت ان  
 پر ناخوش ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صدیق اکبر نے اس پُر آشوب زمانے  
 میں ناموس اسلام اور ناموس مصطفیٰ کی نہ صرف دل و جان سے رفاقت  
 کی بلکہ انہوں نے خود بھی اللہ تعالیٰ اور مختار لولاک کے دین کی خاطر طرح طرح  
 کی سختیاں برداشت کیں۔ اور بلال کی طرح اور کتنے دوسرے غلاموں کو مال و  
 زر کے عوض آزادیاں دلایں۔ ان غرض جن کی سخاوت و ایثار کی گواہی خود خداوند  
 کریم دیتا ہو تو ان کی کتنی بڑی شان و شوکت ہوگی۔

سر روشن دلاں صدیق اعظم  
 کہ شد اسلم تصدقش مسلم  
 تہ ہرش روز دیں را روشنائی  
 بدواً حاصل یقین را آشنائی

ہم واسنے کو چسداغ تو بلیں کو پھولیں

صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول ہیں



# پانچ محل

## حکایت نمبر ۳۵

تصور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس وقت بہشت  
میری نظر میں ہے۔ اس میں مجھے ایک محل دکھائی دے رہا ہے۔  
جو یا قوت کے ایک ہی دانے سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اس  
کے ساتھ چار اور محل بھی ہیں۔ جب میں نے پوچھا کہ یہ محل کس  
کے ہیں۔ تو حکم ہوا ایک آپ کے لئے اور چار آپ کے یاروں  
کے لئے۔ (بہشت بہشت ص ۲۲۲)

## نتیجہ و فکر

مگر یہ مصطفیٰ سے ارض و سما کی کوئی بھی چیز نہاں نہیں۔ اور کائنات  
کافرہ ذرہ آپ کے پیش نظر ہے۔ اور حضور ہر شے کو دیکھ رہے ہیں۔  
اور جو لوگ بصیرت مصطفیٰ سے انکار کریں۔ کہ حضور کو کچھ نہ ہو دیکھ  
سکتے۔ انہیں تو دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں۔ وہ نفوس اپنے نفسوں پر ظلم و  
ستم کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی عاقبت کو برباد کر لیا ہے خدائے  
لوگوں کو راہ ہدایت عطا کرے۔ کہ وہ اپنے دلوں سے بغض مصطفیٰ  
نکال لیں۔ اور حضور کے چار یار یعنی صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی۔  
مولائے علی رضی اللہ عنہم۔ ساتھی کو شہر کے محبوب غلام اور ہم نشین ہیں۔

گویا آپ آفتاب نبوت ہیں۔ اور یہ ماہتاب ولایت ہیں۔ جو لوگ  
اس حقیقت و صداقت کو نہ مانیں ان کا کیا علاج کیا جائے  
نیز ہمارے حضورِ جنت کے پانچوں محلوں کو دیکھ رہے ہیں۔ اور  
پانچوں پر پانچوں کے اسم گرامی لکھے ہوئے ہیں۔

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا

اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

کنز ہر بے کس و بے نوا پر درود

حزیر ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے بے کس کی دولت پہ لاکھوں درود

مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

خلق کے داورس سب کے فریاد رس

کہتے روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام



# ڈاڑھی کی طیفیل

## حکایت نمبر ۳۶

محبوب الہی خواجہ نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ڈاڑھی مقدس کو شانہ کمر رہے تھے کہ ایک بالی جدا ہو کر بیہودیوں کے قبرستان میں جا پڑا۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ایک سو تین دن تک اس قبرستان سے عذاب ہٹا لیا۔ (راجت المجتہد ص ۱۶۲)

**نتیجہ و فکر** | اولیاء ربانی کے برکات میں ربّ جلیل اور شہنشاہ عربؐ بحکم کے اوصاف و کمالات ہوتے ہیں۔ ان کی طیفیل بڑی سے بڑی مصیبت و مشکل حل ہو جاتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سو منات کے عظیم معرکہ میں مصائب و ابتلا میں گھرے ہوئے تھے۔ سیدنا ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ کا چیمہ مبارک لے کر آپ بارگاہ ربّ جلیل میں سجدہ ریز ہو گئے۔ اور قلب سلیم سے دعا کی

”اے دلوا کے راز جاننے والے! میں تیرا اور تیرے

حبیب کا نام بلند کرنے آیا ہوں۔ ہزارہ کرم اس پران  
مقدسہ کی طیفیل مجھے نستج و نصرت سے ہمکنار کر دے۔“

خدا نے علیم نے ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور آپ اپنے  
مقاصد میں کامیاب و کامران ہو گئے۔

تبرکات اولیاء و دائرہ ہیں۔ اور ان میں خداوند قدوس کی حکمتیں۔  
رحمتیں پنہاں ہوتی ہیں۔ چنانچہ سیدنا امیر المؤمنین تو خدا کے محبوب پاک  
علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ایک منظور نظر تھے۔ اور انہیں بارگاہ الہی میں ایک  
اہم مقام حاصل تھا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کی ڈاڑھی کے بال مبارک کی طفیل  
یہودیوں کے قبرستان سے عذاب اٹھالیا اور اپنی رحمتوں سے انہیں  
نوازا۔ اور پھر ان اولیاء ربانی کے اولیاء اور صدیق اکبر کے جو اقواموں  
مشارک ہیں کیا ان کے قبضہ اختیار میں کچھ نہیں؟ اور کیا وہ کچھ بھی نہیں کر  
سکتے۔ اور وہ لوگ جو ان پاک لوگوں کی مثل بنتے ہیں۔ ان کے بالوں کی  
حقیقت یہ ہے کہ گندی تالیوں اور بڑی جگہوں میں آوارہ پھرتے ہیں  
اور ان کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ ۵

بال صدیق میں یہ تاثیر دیکھی

بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

منزل عشق و صدق کا رہبر !

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نبیوں کے بعد ہیں سب سے بہتر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ



# جنت کے دو سردار

## حکایت نمبر ۳۷

”حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاطمہؓ اور وقی اعظم رضی اللہ عنہم کی شان مقدس میں فرمایا :-

هَذَا اَنْ سَيِّدِ اَنْ كَهُولُ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْ  
اَوَّلِ وَاٰخِرِيْنَ وَاَوَّلِ خَيْرِيْنَ اِلَّا لِنَبِيِّنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ

یہ دونوں سردار ہیں۔ جنت کے اوّل و آخر والوں کے اولین اور  
آخرین میں سوائے نبی اور مرسلین کے۔“

(جو اہر فریدی ص ۱۰۲)

(ابن ماجہ شریف ص ۳۸۰ ”اردو“ مطبوعہ لاہور)

## نتیجہ و فکر

نبیؐ کی زبان ازبانِ حق ہوتی ہے۔ جو شخص اس سے انکار کرے وہ  
کافر ہوتا ہے پھر ہمارے حضورؐ کی زبان انور۔ وہ تو کون فیکون  
کی کنجی ہے۔ اس زبان نے جو کچھ بھی فرما دیا وہ ہو گیا۔ امام اہل سنت  
اسی زبان سے متعلق فرماتے ہیں۔

وہ زبان جس کو سب کچھ کی کچھی کہیں  
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

گویا سرکارِ دو عالم نے جو کچھ بھی کہہ دیا وہ ہو گیا بختا پنجہ آپ نے جنت  
انفرد و سس کے لئے دوسرے دار مقرر کر دیئے۔ یقیناً وہ جنت الفردوس کے  
سردار ہیں۔ پھر وہ اجاب جو کہ خدا کے مقبولوں اور مصطفیٰ کے محبوبوں  
یعنی سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاطمہ عظمیٰ رضی اللہ عنہم کو بڑا بھلا  
کہتے ہیں وہ کتنے ظالم اور بد بخت ہیں۔ اللہ تعالیٰ بطفیل مصطفیٰ ان  
لوگوں کے ناپاک ارادوں سے ہر مسلمان کو بچائے۔ آمین!

مسلمانو! یہ صدیق اکبر وہی ہیں۔ جب کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کا وصال ہوا تو ملک میں ارتداد و بغاوت کے شعلے بھڑک اٹھے۔ اور اس  
عالم میں مہرۃ الرسول سے فوج کا باہر بھیجنا مناسب نہیں تھا۔ صحابہ کرام  
نے آپ کو رائے دی کہ پہلے گھر کے فتنوں سے نپٹ لیجئے۔ یہ ضروری ہے۔  
تو آپ نے جواب دیا۔

”مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر  
مدینہ پاک میں کوئی ایک شخص بھی باقی نہ رہے اور میں اکیلا رہ جاؤں اور  
جنگل کے درندہ سبھی اٹھا کر لے جائیں تو بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے حکم کے مطابق اُسامہؓ کو اس بہم پر ضرور بھیجوں گا۔“

یہ ہے وہ عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جذبہ اور اطاعتِ لا جوش جس نے  
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر بنا دیا۔ بدعتتہ میں ان پر تنقید کرنا اسے



# عظیم نفع

## حکایت نمبر ۳۳

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مندرجہ ذیل دعا مصلیٰ اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

”مَا نَفَعَنِي مَالٌ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ“

مجھے جتنا نفع ہو کر بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے کئے مال نے دیا ہے اتنا نفع کسی اور کے مال نے نہیں دیا۔ (ترمذی شریف، تاریخ الخلفاء ص ۳۱)

## نتیجہ فکر

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت بڑی شان و شوکت ہے۔ خود سید دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکی تعریف فرمائی ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کی زندگی کا واحد مقصد اور نصب العین یہی تھا کہ شام و سحر صرف حضور کے ساتھ عشق کرنا اور حضور کے ارشادات پر عمل کرنا اور احکامات الہی پر ثابت قدم رہنا اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنا تن - من - وھن یعنی سب کچھ بچھا کر کرنا تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور پر نور کے نزدیک صدیق اکبر ایک عظیم شخصیت کے مانگ تھے۔ اور آپ کو دربار نبوی میں مقبولیت کا درجہ حاصل تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ لوگ جو آپ کو صدیق اکبر نہیں مانتے اور آپ کے ساتھ بغض رکھتے ہیں یقیناً ان لوگوں نے اپنی عاقبت کو برباد کر لیا۔ اور یہ بھی خیال ہوا کہ

شان صدیق اکبر ایک محیط سیکرائی ہے۔ اور آپ کی شان و شوکت کے کمال کو  
کوئی نہیں پاسکتا۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یار کے نام پہ مرنے والا  
سب کچھ صدقے کرنے والا  
منزل عشق و صدق کا بہر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مولانا صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
عار کا دیکھو تو وہ منظر  
کون ہے بیٹھا گود میں لیکر  
سرورِ عالم کا سرِ انور  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ



# نورانی گودری

## حکایت نمبر ۳۹

ایک دن سیدنا امیر المؤمنین ابو بکر صدیق نے اپنی ہزار دیہات خدا کی راہ میں خرچ کئے اور گودری پہن کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے پوچھا کہ اے ابو بکر دیناوی زخمی میں سے کچھ باقی رکھا ہے تو آپ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "خدا اور رسول" یعنی خدا اور خدا کا رسول فی ہے۔ جو نبی صدیق اکبر نے یہ کہا تو فوراً حضرت جبریل امین معہ ستر ہزار مقرب رشتوں کے گودری پہنچے ہوئے تشریف لے آئے اور سلام کے بعد عرض کی یا رسول اللہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ آج ابو بکر نے ہماری راہ میں اپنا مال خرچ کیا ہے اس ہمارا اسلام کہیں۔ اور فرمادیں کہ تم نے وہ کام کیا ہے جس میں ہماری رضا تھی اور ہم وہ کام کرتے ہیں جس میں تیری رضا ہے۔ پھر سید عالم اور تمام فرشتوں کو حکم ہوا کہ صدیق اکبر کی موافقت کی وجہ سے سب گودری پہنیں۔ کیوں کہ قیامت کے دن تمام گودری پہننے والوں کو صدیق اکبر کی گودری کے صدقے ہم بخش دیں گے۔

(انیس الارواح ص ۱۳)

## نتیجہ و فکر

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دین حق کی خاطر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے زیادہ قربانیاں دی ہیں۔ اور برصغرتے خدا اور رخصتے مصطفیٰ کے حصول کے لئے اپنا سب کچھ بچھا کر دیا۔ آپ کا یہ فعل ذات حق کو بڑا ہی پسند آیا۔ اور فرشتوں سے فرمایا کہ تم صدیق اکبر کی شکل اختیار کرو۔ اور ان کی طرح گودری

یہ ہیں کہ دربار مصطفیٰ میں حاضر ہو جاؤ۔ معلوم ہوا صدیق اکبر کی نیت کو فرشتے بھی  
 پہنچاتے ہیں۔ یقیناً صدیق اکبر کا مرتبہ بہت بلند تھا کہ خود خالق کائنات  
 جسکی رضا و کرم کے ہر کس و نامکس طالب محتاج ہیں اور ساقی کو شرکے صدقہ میں سیدنا صدیق اکبر  
 رضی اللہ عنہ کی رضا چاہتا ہے۔ اور آپ کے لئے اپنا تمام سلام بھیجتا ہے۔ اور  
 وہ بد بخت لوگ جو صدیق اکبر کی ذات مبارک پر اعتراض کرتے ہیں وہ جہنمی ہیں۔  
 اور خدا ان سے ناراض ہے۔ سیدنا صدیق اکبر ایک مقدس شخصیت ہیں۔  
 خدا اور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے راضی ہیں۔

حالانکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کا سارا  
 سامان راہ خدا اور راہ مصطفیٰ میں قربان کرنے کے بعد بارگاہ حسن و جمال میں  
 پیش کر دیا۔ اور جب شہنشاہ لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام صدیق اکبر سے  
 رطب اللسان ہوئے۔ کہ اے صدیق گھر میں رہنے کے لئے کیا چھوڑ آئے  
 ہو؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول۔ اسی مقام کے  
 متعلق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کیا ہی خوب فرماتے ہیں۔

یہ روانے کو چراغ تو نبیل کو چھول لیں

صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول لیں

گو یا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی شان و شوکت ہے۔



# پنج منشن

## حکایت نمبر ۲۰

سید دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام استغرائی کیفیت میں تھے۔ آپ اسی کیفیت میں مدینہ شریف کے باہر ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ جس میں ایک کنواں تھا۔ اس میں اپنے پاؤں مبارک لٹکا کر بیٹھ گئے۔ آپ عالم احوال میں متوجہ تھے۔ ابو موسیٰ اشعرئی حضور کے ہمراہ تھے۔ انہیں آپ نے فرمایا کہ ”صحبہ عظام میں سے اگر کوئی آئے تو بغیر میری اجازت کے اندر نہ آئے دینا۔ جب امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے تو ابو موسیٰ اشعرئی نے اطلاع دی۔ حضور نے فرمایا۔ آئے دو۔ جب اندر آ گئے تو حکم ہوا کہ میری دائیں طرف اسی طرح بیٹھ جاؤ۔ پھر امیر المؤمنین ذوالنورین اور امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم آئے اطلاع ہوتے ہی اندر جانے کی اجازت ملی۔ اور حکم ہوا کہ بائیں طرف اسی طرح بیٹھ جاؤ۔ دیر تک بیٹھے رہے اور حضور پر نور اپنے احوال میں رہے کچھ عرصہ کے بعد فرمایا۔ اے یارو! جس طرح ہم زندگی میں بیٹھے ہیں اسی طرح وفات کے بعد بھی ایک ہی جگہ ہوں گے۔ اور اسی طرح ہمارا حشر بھی اکٹھا ہوگا۔ اور بہشت میں بھی ایک جگہ ہوں گے۔“

(اسرار الادیان ص ۱۸۱، بہشت بہشت ص ۲۲۷)

## نتیجہ و فکر

ساقی کوثر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت بڑی شان مقدسہ ہے۔ اور چہار سلاسل اولیاء ربانی کے دستور کے مطابق مراقبہ کرنا اور مراقبے میں مشاہدہ کرنا یہ سنت

مصطفائی ہے۔ اور خود حضور علیہ السلام نے بھی کیا ہے۔ اور جو مراقبے اور مشاہدے کا انکار کرتے ہیں۔ وہ مراقبے کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اور جمالِ ہمیشہ در من اثر کر کے مصداقِ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جمالِ انور ایک ہمہ گری اور سرمدی جمال ہے۔ وہ لوگ جو جمالِ مصطفیٰ سے فیضیاب ہوئے ہیں یقیناً تمام اقوامِ عالم میں بزرگی و عزت میں ارفع و اعلیٰ ہیں۔ اور آج کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ دنیاں جنتی یا جہنمی ہے۔ مگر قربانِ جانی نے مختارِ دو عالم پر کہ آپ نے اپنے پیاسے یاروں کو فرمادیا کہ تم لوگ جنتی ہو اور فردوسیں بریں ہیں میرے ساتھ ہو گئے۔ یعنی یہاں بھی اور وہاں بھی ایک ہی جگہ پر ہوں گے۔ پس معلوم ہوا سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاطمہ، سیدنا عقیل، سیدنا عثمان، سیدنا علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین جنتی ہیں۔ اور جو لوگ ان کے جنتی ہونے میں شک کریں وہ خود جہنمی ہیں۔ اور قولِ مصطفیٰ کو ٹھکراتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی غایت کو خراب کیا ہوا ہے۔ خدا بچائے دشمنانِ یارِ ان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے۔

حضرت مولانا ظفر علی خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہیں ایک ہی شمع کی سب کرنیں  
 بو بکر و عمر و عثمان و علی  
 ہم مرتبہ ہیں یا رانِ نبی  
 کچھ فرق نہیں ان چاروں میں



# ایک کرامت

## حکایت نمبر ۲۱

ایک دفعہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی جگہ پر تشریف لے جا رہے تھے کہ پاؤں تلے ایک چوہنی آگئی۔ چوہنی کی دردناک آہ سن کر آپ ٹھہر گئے۔ دایاں پاؤں اٹھا کر دیکھا تو تڑپتی ہوئی چوہنی دکھائی دی۔ اُسے اٹھایا تو وہ مر گئی۔ اسے پتھیلی پر رکھ کر آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ اے پروردگار اگر تیری بارگاہ میں مجھے بال بھر بھی دخل ہے تو اس کی حرمت سے اس چوہنی کو زندہ کر۔ ابھی ٹھیک طور پر یہ الفاظ کہنے بھی نہ پائے تھے کہ وہ چوہنی زندہ ہو گئی۔  
(مشیت بہشت ۵۵ مطبوعہ لاہور)

## نتیجہ و فکر

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خالق کائنات سے ایک خاص الخاص تعلق تھا۔ تب ہی آپ نے مردہ چوہنی کو دست مبارک پر رکھ کر آسمان کی طرف نگاہ مبارک اٹھا کر بارگاہ ذوالجلال میں عرض کیا تھا کہ مولیٰ کریم اگر میں تمہاری بارگاہ میں محبوب ہوں۔ اور میرے کارخانے میں مجھے کچھ دخل ہے تو۔۔۔۔۔ اس کے طفیل۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نگاہ پاک کی لاج رکھ لی۔ اور وہ زندہ ہو گئی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خداوند قدوس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے اور محبوب غلام کو اتنی قوت سماعت دی تھی کہ وہ اپنے پاؤں کے نیچے کی آواز بھی سن لیتے تھے۔ اور وہ ذات گرامی جو مقبولوں، محبوبوں، نبیوں رسولوں اور ولیوں کے پیشواؤں کے بھی پیشوا ہیں۔





# اہم ذمہ داریاں

## حکایت نمبر ۴۲

”ایک چڑیا درخت پر بیٹھی چھپا رہی تھی۔ سیدنا صدیق اکبر نے اسے دیکھ کر فرمایا تو بڑی خوش قسمت ہے۔ جو بغیر روک ٹوک کے اڑتی پھرتی ہے۔ درختوں کے سایہ میں بیٹھتی ہے۔ اور نرم مزہ سرائی کرتی ہے۔ کاش ابو بکر تیرے ہی جیسا ہوتا، اور اس پر اتنی ذمہ داریاں نہ ہوتیں۔“ (مخزن اخلاق ص ۷۴)

## نتیجہ و فکر

زندہ قوموں کے رہنما زندہ دل اور صاحب درد ہوتے ہیں۔ مردہ قوموں کے اعلیٰ احکام ضمیر فروش اور غدار ہوتے ہیں۔ باشعور قوم کا رہنما ہر گھڑی اپنی رعایا کی خبر گیری کیا کرتا ہے۔ قوم کے ہر افعال کا اسے پاس ہوتا ہے۔

امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل و دماغ میں خوف الہی سوج زن تھا۔ ہر وقت عامۃ المسلمان کے مال اور ایمان کا انہیں خیال رہتا تھا۔ اور اسور مملکت میں آپ ایک فیصلہ کن حیثیت کے مال تھے۔ قوم و ملت کا عظیم بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانے پھرتے تھے۔ خیال چٹریا کی آزادی دیکھ کر یہ خیال ذہن میں پیدا ہونا بجا تھا کہ میں تو قوم و ملت کے عظیم بوجھ میں دبا ہوا ہوں۔ تو ہی مجھ سے بہتر رہے۔ آزادی سے اڑتی پھرتی ہے۔ اسے تو کچھ بھی حساب نہیں دینا۔ مگر میں نے تو یوم حساب کو قوم و ملت کے قول و فعل اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔ گویا امیر و

حاکم آزاد نہیں ہوتا۔ اسے ہر وقت قوم و ملت کی تکالیف کا محاسبہ کرنا ہوتا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ حکام جو سیدنا صدیق اکبرؓ کے نقوشِ پاء کی جستجو میں دیوانہ وار آگے بڑھتے ہیں۔ اور ان کے فرمودات کی راہنمائی میں عدل و انصاف کو بروئے کار لاتے ہوئے خالق کائنات اور ساتی کو شرعیہ الصلوٰۃ و سلام کی رہنمائی کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ اور قابلِ نفرت وہ لوگ ہیں جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا امیر و حاکم اور خلیفۃ المسالین اور امیر المؤمنین تسلیم نہیں کرتے بلکہ ان کو بڑے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ اور خود ہر وقت دنیا جہان کی عیش و عشرت میں غلطاں ہیں۔

اے غافلو! کبھی تو ادھر کی بھی خبر لو  
ایسی ہی دل میں الفتِ دنیا نہ چاہیے

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فطرتاً نہایت ہی رفیق القلب اور متین الجذبات تھے۔ جب آپؓ قرآن شریف پڑھتے تو ترہیب و ترغیب کے موقعوں پر بے اختیار رو دیا کرتے تھے۔ آپؓ کے اس رونے کا اثر قریش کی عورتوں اور ان کے بچوں پر بہت پڑنے لگتا۔ جو کہ آپؓ کے چہرہ کے ارد گرد جمع رہتے تھے۔ یہ معتمد بن درویش قریش کے خلاف گذرتا۔ کیوں کہ تبلیغ اسلام کا یہ ایک مؤثر ذریعہ تھا۔ گویا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہر کردار اور ہر افعال سے دین اسلام کو فروغ حاصل ہوا پھر کتنے تنگ دل ہیں وہ لوگ جو کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسالین نہیں مانتے۔ بلکہ اُلٹا ان کی ذات گرامی پر طہر و طہر کی باتیں کرتے ہیں۔ ایسے اجاب کو ہوش و حواس سے کام لینا چاہیے۔ کہ آپؓ اصحاب رسول ہیں۔



# مقدس منشور

## حکایت نمبر ۲۳

خلافت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کا اعلان ہوتا ہی سیدنا امیر المؤمنین خلیفۃ المسابین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کے ایک عظیم الشان اجتماع کو جمع فرمایا۔ اور ان کو ایک خطبہ نورانی دیا۔ حضرت امام زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے جس پر یہ کھڑے ہو کر یہ فرمایا:-

وَاللّٰهُ مَا كُنْتُ كَرِيْمًا عَلٰى الْاِمَانَةِ يَوْمًا وَلَا  
لَيْلَةً وَلَا كُنْتُ فِيْهَا رَاغِبًا وَلَا سَئِلًا اللّٰهُ  
قَطُّ سِرًّا وَعَدَانِيَّةً وَلَا لِيْ فِي الْاِمَانَةِ مِنْ  
رَّاحَةٍ -

اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے تو رات دن کبھی خلافت کی نہ حرص کی اور نہ ہی مجھے اس کی خواہش تھی۔ اور نہ میں نے کبھی اللہ سے ظاہر و باطن میں اس کی طلب کی۔ اور نہ ہی خلافت میرے واسطے خوشی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد پھر رطب اللسان ہوئے۔  
لوگو! میں تمہارا حاکم بنایا گیا ہوں۔ لیکن میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں نیک کام کروں تو اس میں میری مدد کرو اگر بُرا کام کروں تو مجھے ٹوک دو۔ صدق

امانت ہے۔ اور کذب خیانت۔ تمہارا کمزور شخص میرے نزدیک قوی ہے۔  
جب تک میں اس کا حق نہ دلا دوں۔ اور تمہارا قوی میرے نزدیک کمزور ہے  
جب تک اس کے ذمے جو حق ہے وہ اس سے نہ لے لوں۔ جو قوم اللہ تعالیٰ کے  
راستے میں چہار ترک کر دیتی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ ذلت و خواری مسلط کر  
دیتا ہے۔ اور اگر کسی قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر  
بلائیں اور عذاب عام کر دیتا ہے۔ تم میری اطاعت کرو۔ جب تک میں اللہ تعالیٰ  
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروں۔ لیکن اگر مجھ سے کوئی ایسا کام  
سرزد ہو جو میرے اللہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا پہلو لگتا ہو تو  
تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔ تمہارا فرمان ہے کہ تم مجھے سیدھے راستے  
پر چلاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔

(تاریخ اسلام ج ۱۳، محسن اعظم اربعین ص ۱۱۱)  
(کشف المحجوب ص ۹۷)

## نتیجہ و فکر

معلوم ہوا قوم رسالت بغیر حاکم و امیر کسے نہیں چل سکتی۔ اور نظام حکومت  
ایک عظیم بارگراں ہوتا ہے۔ پھر خلافت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ تو ایک  
عظیم حرمہ واری تھی۔ اور قوم کی امارت کا بار عظیم اٹھانا یہ رستہ صدیق اکبر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایمانی جرأت و بہت تھی کہ اس عظیم بارگراں کو اپنے کمزور  
کاندھوں پر اٹھالیا۔ اور شہنشاہِ دہلاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیضانِ کرم  
کا یہی عظیم اثر تھا کہ اس مختصر و مدلل تقریر و خطاب میں اقوامِ عالم کے سامنے  
ایک نکل و جامع ضابطہ حیات پیش کر دیا۔ اور اس تقریر میں وہ جامع و ارفع  
قوانین و اصول پیش کر دیئے جو زمانہ و مابعد میں بھی اقوام اس منشور کی روحانی  
و ظاہری افادیت کے قائل اور اس کی عظمت و حکمرانی اور جہاں بانی کے شہری



اصولوں کے دلدادہ ہیں۔ اور پھر یہ معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین سیدنا سید بن ابی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحیح معنوں میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 پیچھے اور آپ کے غلام تھے۔ نیز آپ باتفاق مسلمانوں کے خلیفۃ المسلمین مقرر ہوئے  
 اور جو نفوس آپ کی خلافت کے منکر ہیں وہ یقیناً الحق و گمراہ ہیں۔

اور معلوم ہوا آپ کی حکومت و امارت کا مقصد صرف یہی تھا کہ اکتاف  
 عالم میں کلمۃ الحق اللہ اور سید دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام و ارشادات  
 کا نفاذ کیا جائے۔ اور آپ کی کوئی دنیوی خواہش نہ تھی کہ وہ حاکمیت کے  
 دوران اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کو پورا کریں۔ نہیں نہیں! بلکہ آپ نے تمام  
 تمام مسلمانوں کو مکمل آزادی دے دی کہ اگر تم اپنے خلیفہ کو غلافِ شریعت مصطفیٰ  
 دیکھو تو اس کا سد باب کرو۔ اور اس کو سیدھے راستے پر گامزن کرنے کے لئے  
 مجبور کرو۔ اگر وہ اپنے منشور یعنی حلف و فاداری اٹھاتے وقت جن جن باتوں  
 کا اقرار کیا ہے۔ وہ پورا نہیں اترتا تو اس کی بالکل اطاعت نہ کرو۔  
 افسوس! خدا افسوس! موجودہ دور کے اعلیٰ حکام پر جنہیں اپنے حلف  
 و فاداری کا ذرا بھی پاس نہیں۔

”حلف“ ایک مقدس اقرار نامہ ہوتا ہے۔

جس کا پابند دستور کا بنات کے نزدیک لازم و ملزوم ہوتا ہے۔

مگر ہمارے۔ اس مقدس منشور کا کوئی بھی پابند نہیں رہا۔ ہمارے حکام  
 نہ بانی جمع خرمج کی تیش سے مطابقت حلف و فاداری اٹھاتے ہیں۔ ان نام نہاد حکام  
 کو چاہیے کہ وہ سیدنا سید بن ابی رضی اللہ عنہ کے منشور کو صبح و شام اپنے پیشِ نظر رکھیں  
 اور انہی کے افعال و اقوال کو اپنانے کی کوشش کریں۔ خداوند قدوس البغلی صاحب  
 لولاک انہیں ایمانی بنیاد پر اور جذبہ لدھی سے ہمکنار کرے۔ اور قرونِ اولیٰ  
 کے ادیان و ربانی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت کرے۔

# نرم گاہ میں خواب

## حکایت نمبر ۲۲

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے آخری ایام تھے۔ ملک شام میں حق و باطل کا معرکہ بدستور لڑ رہا تھا۔ اور کفار کا لشکر بڑی ہی سر اسیمگی کی حالت میں پسپا ہو رہا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فتح و نصرت کے پرچم گاڑتے ہوئے، دین مصطفائی کا لہجہ بجاتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ اور ابھی دمشق فتح کرنے کا منصوبہ درپیش تھا۔ مگر دمشق شہر کے فتح کرنے میں مسلمانوں کو طرح طرح کی دقتیں پیش آرہی تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی الجھن و مصیبت میں پندیشان تھے، اور امیر شکر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی پریشانی و حیرانی کے عالم میں اپنے خیمے میں تشریف لے گئے، آپ پر نیند کا غلبہ ہوا۔ اور خواب استراحت کے عالم میں دیکھا کہ میرے خیمے میں حضور و انا سائے غیوب رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ و السلام تشریف لائے۔ اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بشارت دی کہ "اے ابو عبیدہ! مسلمانوں سے کہہ دو کہ آج یہ مقام فتح ہو جائے گا، اطمینان رکھو۔"

یہ سنہ مار حضور و انا سائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت جلدی و ایسی کا عزم فرمایا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس مصیبت کے وقت حضور کو اتنی جلدی کیوں ہے؟ اور کیوں تشریف لے جا رہے ہیں؟

حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا: اے ابو عبیدہ! آج جو اللہ کی وفات ہو گئی ہے۔ میں ان کا جنازہ تیار چھوڑ کر ادھر آیا ہوں مجھے ابھی ابوبکر



رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے جنازہ پر واپس جانا ہے یہ فرما کر ہادی بے کساں فخر  
کون دمکان واپس رزم گاہ سے تشریف لے گئے۔ (سیرۃ الصالحین ص ۹۳)

## نتیجہ و فکر

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً حیات النبی ہیں۔ اور بعد از  
وصال بھی اُمت کی خبر گیری فرماتے ہیں۔ اور اپنے نام لیواؤں کی پشت  
پناہی بھی کرتے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ رزم گاہ میں جب کفر و اسلام  
بر سر پیکار تھا۔ اور لڑائی کا نقشہ کچھ ایسا عجیب ہو گیا تھا کہ صحابہ کرام  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سکوت و حیرانی کے عالم میں فستج و مشق کے متعلق پیچ  
رہے تھے۔ کہ مختار لولاک علیہ الصلوٰۃ و سلام سے یہ دیکھا نہ گیا کہ میرے  
اُمّتی حیران و پریشان ہوں۔ لہذا مسلمانوں کی آپ نے دستیگری فرمائی  
اور فستج و نصرت کی خوشخبری بھی سنادی۔ چنانچہ ہم مسلمانوں پر یہ بھی واضح  
ہو جاتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور بنی کریم رُف  
الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خاص الخاص تعلق و رابطہ تھا۔ اور  
یہاں بھی اور وہاں بھی۔ صدیق اکبر پر آپ کی ایک خاص نظر شفقت۔  
نظر رحمت رہی۔ اور آپ کے وصال شریف کی خبر بھی صحابہ کرام رضی اللہ  
عنہم کو جنگ کی حالت میں پہنچادی

گویا! سیدنا صدیق اکبر! حضور کے منظوریہ نظر صحابی تھے۔ اس لئے  
حضور آپ کے جنازہ پر بھی تشریف لے گئے۔

اور وہ لوگ جو سیدنا صدیق اکبر کو صحابی بھی نہیں مانتے اور آپ  
کی ذاتِ گرامی پر طعن بازی کرتے ہیں۔ خود ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ  
گتے کی موت مرتے ہیں۔ اور مرنے کے بعد ان کی لاشوں کو کارپوریشن  
والے بھی نہیں سنبھالتے۔ چہ جائیکہ وہ بارگاہِ مصطفائی کے مقبول

صحابی کی ذات پر انگشت نہائی کریں۔ اور ان کے صدیق ہونے کا اثبات کریں  
حالانکہ جن کے صدیق اکبر ہونے کی شہادت خود رسولی علی المرتضیٰ رضی اللہ  
عنه بھی دیں۔ اور تمام صحابہ کرام کے نزدیک صدیق اکبر ہونا مسلم ہو۔ ان  
کی شان و شوکت، عزت و عظمت کو حاسد کبھی بھی کم نہیں کر سکتے۔ یونہی بعض  
صدیق میں جلتے رہیں گے :-

بزرگو! سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے  
والد محترم حضرت سیدنا امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہما کے پاس ایک  
شخص آیا اور کہنے لگا، "حضور! ابو بکر" کی کوئی بات کیجئے۔ امام زین العابدین نے  
فرمایا۔ حضرت صدیق کی؟ سائل نے حیران ہو کر پوچھا، "ابو بکر" کو آپ بھی صدیق  
کہتے ہیں؟

تو سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ رطب اللسان ہوئے، "اُن کا نام  
خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رہا، حنین اور انصار نے رکھا ہے۔ اور جو  
اُن کو صدیق نہیں مانتا خدا تعالیٰ اس کی بات کو دنیا و آخرت میں سچا نہ کرے  
جاؤ! ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں کی محبت پیدا کرو۔"

گویا! حضرت ابو بکر صدیق اعظم رضی اللہ عنہ کی وہ شان مبارک ہے کہ  
خود اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم انہیں "صدیق" تسلیم فرماتے ہیں۔ اور  
جو انہیں "صدیق" نہیں مانتا اسے وہ جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اب ان نام نہاد عجبان  
اہل بیت کو چاہیئے کہ وہ اہل بیت عظام سے سبق حاصل کریں۔ حالانکہ اہل  
بیت کا یہی سبق سبھی ہے کہ "سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم  
رضی اللہ عنہما سے محبت پیدا کرو۔"

اب جو شخص بھی ان دونوں سے محبت نہیں رکھتا۔ وہ اہل بیت سے  
بھی محبت نہیں رکھتا۔ صرف زبانی جمع خراج کی مانند ہیں :-



# خلیفہ اول کا کفن

حکایت نمبر ۴۵

وقت وصال احمد مرسل کا یار غار  
 کہتا تھا عائشہؓ سے کہ نور نگاہ من  
 جب تین چادروں میں پیئر ہو گئے دفن  
 آٹا ہی میرے واسطے کافی ہے بس کفن  
 اک چادر اور ہو میری میت کے واسطے  
 موجود میرے تن پہ ہیں جو چادریں کہن  
 کی عرض عائشہؓ نے کہ اسے پدر محترم  
 اسے مایہ دار بھیجی ، نازشیں وطن  
 اسے آسمان صدق کئے تائید ہا ہا ہا ہا  
 اسے محفل رسول کے فنا نویس ضو فلک

اے بعد ائیائے جہاں افضل البشر  
 شاداب حسن کے دم سے نبوت کا ہے چین  
 اے منبع سخاوت و احسانِ حلم و زہد  
 اے معدن تدبیر و دانائے علم و فن  
 اے وہ کہ جس کی ذات ہے عیسیٰ کی پر وہ دار  
 لیتا ہے جس سے جامہ نو ہر برہنہ تن  
 یہ امر اقربا کو گوارا ہو کس طرح  
 اس کے کفن کے واسطے ہو چادر کہن  
 توفیق دی ہے ہم کو یہ رتبہ کریم نے  
 مکینین کی غرض سے خریدیں نیا کفن  
 دختر کی التجا کا پد کرنے دیا جواب  
 جو تھا فدائے شیوہ سرکارِ ذوالمنن

مانوذا از معارف اعظم گروہ، سبیل لاہور  
 ۱۲۰ - جلد ۵ - شمارہ ۲



## نتیجہ فکر

اے نور دیدہ تجھ کو یہ اب تک خبر نہیں  
ہو تا ہے ریم و خون ہی کی خاطر فقط کفن  
زیبا ہیں جسم زندہ ہی کو جامہ ہائے نو  
شایاں ہیں مردہ تن کے لئے جامہ کفن

## رفیق قبر

### حرکات نمبر ۶۶

وفات کے وقت حضرت سیدنا صدق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف  
ترتیب سال کی تھی۔ آپ نے وصاں سے پہلے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ سے کہہ دیا تھا کہ میرے جنازے کو تیار کر کے حجرہ شریف حبس میں، سید و دو عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار انور ہے۔ کہ سامنے رکھ کر عرض کرنا۔ اللہ سلام  
علیہ یاد رسول اللہ۔ یہ ابو بکر آپ کے دروازے پر حاضر ہے۔  
پھر جیسا حکم ہو کرنا۔ صدیق اکبر نے دو شنبے کے دن ۲۱ جمادی الاخریٰ ۳۱  
مطابق ۶۲۔ اگست ۶۳۷ کو صوف ۶۷ ماہ کی خلافت کے بعد فیضانِ دین سے

داعی اجل کو لبیک کہا۔ چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جنازہ کو حجرہ شریف کے سامنے رکھ کر مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ آپ کے رفیق غار آپ کے دروازے پر حاضر ہیں۔ اور ان کی تمنا آپ کے حجرہ شریف میں دفن ہونے کی ہے۔ اگر علم صادر فرمائیں تو حجرہ شریف میں دفن کیا جائے۔ یہ سُن کر حجرہ شریف کا دروازہ جو پہلے بند تھا خود بخود کھل گیا۔ اور روضہ انور سے یہ آواز آئی۔

## ادْخُلُوا الْحَبِيبَ فَإِنَّ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ مُشْتَقٌّ۔

حبیب کو حبیب سے ملا دو۔ کیونکہ حبیب کو حبیب سے ملنے کا اشتیاق ہے حجرہ شریف سے اجازت ملنے کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مبارک میں آپ کو اس ہیئت سے دفن کیا گیا کہ صدیق اکبر کا سر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاندھوں کے متوازی رکھا اس طرح جو رفیق غار تھا وہ رفیق قبر بھی بن گیا۔

(سیرۃ الصالحین ص ۹۷)  
(محسن اعظم و محسنین ص ۱۷۷)  
(تفسیر کبیر ص ۴۶۵ جلد ۵)

نتیجہ وفات

سیدنا امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عت غنمت اور شان و شوکت اس بات سے عیاں ہے کہ آپ تمام انبیاء کے بعد افضل و اعلیٰ ہیں۔ اور آپ کا کوئی بھی ثانی نہیں کیوں کہ آپ نے حیات و رحمت



میں بھی اتباع رسول، خود کی اور دوسروں کو بھی یہی تلقین فرمائی۔ آپ نے اپنی تمام زندگی سید دو عالم پر نچھاور کر دی اور ہر مصائب میں برابر شریک حال رہے۔

زندگی میں آپ حضور کے ثانی اثنین فی الغار ہیں  
اور بعد از وصال آپ ثانی اثنین فی المزار ہیں  
گویا! آپ زندگی میں بھی بے نظیر و بے مثال اور آپ کا کوئی دوسرا ثانی نہیں۔  
اعلحضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:-

سایہ مصطفیٰ مایہ اصطیفی  
عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام  
یعنی اس افضل الخلق بعد المرسل  
ثانی اثنین حجت پہ لاکھوں سلام  
اصدق الصبا دقین سید المتیقن  
چشم و گوشش وزارت پہ لاکھوں سلام

# باب چہارم

امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

## مطلوبِ رسول

حکایت نمبر ۴۷

نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دن اللہ تعالیٰ سے  
یہ دعا کی۔ اے اللہ !

عمر بن الخطاب کے وجود سے اسلام کو عزت دے۔ "حضور علیہ السلام  
کی دعا ہو اور پھر قبول نہ ہو۔ چنانچہ ادھر تو یہ دعا ہوئی اور ادھر حضرت عمر بن  
خطاب رضی اللہ عنہ ایک منگی تواری کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل  
کرنے کے لئے گھر سے چل پڑے۔ راستے میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔  
عمرؓ ! کے سخت تیور اور ہاتھ میں منگی تواری دیکھ کر اس نے پوچھا۔ "عمرؓ  
خیر تو ہے ! کہاں کا ارادہ ہے؟" عمرؓ بولے۔ "محمدؐ کا کام تمام کرنے کا"  
اس شخص نے کہا۔ اپنے گھر والوں کی تو خبر لو۔ تمہاری بہن اور تمہارے بہنوئی  
اسلام قبول کر چکے ہیں۔

حضرت عمرؓ اسی وقت بہن کے گھر پہنچے اور انہیں خوب مارا پیٹا۔



یہاں تک کہ وہ زخمی ہو گئیں۔ اس عالم میں کہ اس نیک بانی کے بدن سے خون جاری تھا۔ وہ بولیں "توڑویں گے پڑیاں میری سبھی"۔ دارین احمد نے چھوڑ دی کبھی غم! تم جو چاہو کرو۔ اسلام اب دل سے کہیں نکل سکتا ہے۔ بہن کے اس جملے سے عمر متاثر ہوئے اور نرم پڑ گئے۔ ان کے اصرار پر ان کی بہن نے قرآن شریف کی آیتیں سنائیں جنہیں سن کر عمر کے دل میں ایمان کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ وہاں سے سیدھے کا شانہ نبوت میں پہنچے اور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست حق پرست پر اسلام قبول کر لیا۔ حضور کو عمر کے اسلام لانے کی اتنی خوشی ہوئی کہ بے ساختہ "اللہ اکبر!" کا نعرہ بلند فرمایا۔ تمام صحابہ نے اس نعرے کی تائید میں فے ملا دی جس کے شور سے مکے کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۷۹، اندھتہ المجالس ۳۱ ج ۲)

محسن اعظم ص ۱۲۷

**نتیجہ فکر** سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا کفر کی شکست اور اسلام کی فتح و نصرت کا پیش خیمہ تھا۔ سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان بہت بڑی شان اور بڑے مرتبے کے مالک ہیں مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ ایک امتیازی شان و شوکت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمرؓ کے مسلمان ہونے کی بارگاہ الہی میں دعا بھی کی تھی کہ کس قدر خوش نصیب تھے فاروق اعظمؓ کہ ان کا ایمان اور اسلام مطلوب رسول تھا۔ اور ظاہر ہے کہ جو چیز بھی خواہش و تمنا سے حاصل کی جائے وہ بڑی محبوب ہوتی ہے۔ پھر وہ لوگ جو حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خلافت میں وہ گویا مرضی مصطفیٰ کے خلافت میں۔

# خطبہ فاروقی

## حکایت نمبر ۴۸

سیدنا امیر المومنین حضرت صدیق اکبرؓ کے دورِ خلافت میں سیدنا  
 فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کو معتمد علیہ، میثرا اور رفیق کی حیثیت حاصل تھی  
 سیدنا صدیق اکبرؓ کو سیدنا فاروق اعظم کی اصابتِ رائے اور مشورے  
 پر اعتماد تھا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق ان کی  
 وفات کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر ۶۳  
 ہجادی الثانی سالہ طبری بروز سہ شنبہ بدیۃ السؤل میں تمام صحابہ رضی اللہ  
 عنہم نے بیعت کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں فطری طور پر تندی و تیزی  
 پائی جاتی تھی۔ آپ کی اس مزاجی کیفیت نے اسلام کو غالب کرنے کا عظیم  
 کارنامہ انجام دیا۔ کیسا ہی نازک موقع اور سخت معرکہ کیوں نہ ہو۔ حضرت  
 سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر نشان نہ ہوتے تھے بلکہ حوادث سے ٹکرا  
 کر تو ان کی شانِ جلالت اور چمک اٹھتی تھی۔ چنانچہ زمامِ خلافت سنبھالنے  
 کے بعد سیدنا امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبرِ رسول پر  
 جلوہ افروز ہو کر عوام الناس سے خطاب کرتے ہوئے یوں رطب اللسان  
 ہوئے۔

”مجھے سوا ہے وہ لوگ میری سختی سے ڈرتے اور میری درشتی سے  
 لرزہ بر اندام رہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عمرؓ اس وقت بھی ہم پر سختی کرتا رہا



جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ہمارے سروں پر تھا پھر اس وقت بھی ہم سے سختی کے ساتھ پیش آتا رہا جب ہمارے اور اس کے درمیان صغیر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حائل تھے لیکن اب کیا ہوگا؟ جب کہ تمام معاملات اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ جو کوئی بھی ایسی باتیں کہتا ہے وہ ٹھیک ہی کہتا ہے۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر و یاریاں رہنے اور حضور کی مصاحبت کا شرف حاصل تھا۔ میں سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مطیع و فرمانبردار اور ادنیٰ چاکر تھا۔ اور کوئی نہ تھا جو تیری اور رحم دلی میں آپ کو پہنچ سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے۔

”وہ مومنین کے لئے راحت و رحمت کا سرچشمہ ہیں۔“

بارگاہ رسالت میں میری حیثیت ایک برہنہ شمشیر کی سی تھی جب حضور چاہتے مجھے پیام میں فرما لیتے اور جب چاہتے اذن کار عطا فرماتے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسی طرح رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یاد فرمایا۔ حضور آخر وقت تک مجھ سے خوش رہے اس پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اس سعادت پر مجھے فخر ہے اس کے بعد مسلمانوں کی زمام کار ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد کی گئی جن کے تحمل، کرم اور نرمی سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اور میں ان کا بھی اطاعت کشی اور مددگار و رفیق رہا۔ اپنی سختی کو ان کی نرمی میں سمو دیتا میں ایک برہنہ شمشیر تھا جسے وہ پیام میں کر لیتے تھے یا اپنا کام کرنے کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ میں اسی طرح ان کے ساتھ بھی رہا۔ یہاں تک کہ اللہ ذوالجلال نے انہیں ہم سے جدا کر دیا۔ دوم واپس توبہ سے نوبت

اے لوگو! اب تمہارے معاملات کی ذمہ داری میرے شانوں پر رکھ دی گئی ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ سختی اب نرمی میں بدل گئی ہے۔ لیکن ان لوگوں کے لئے بدستور قائم ہے جو مسلمانوں پر ظلم اور زیادتی کرتے ہیں۔ رہے وہ لوگ جو امن و سلامتی سے رہتے اور جرأت ایمانی رکھتے ہیں۔ سو ان کے لئے میں سب سے زیادہ نرم ہوں۔ اگر کوئی کسی پر ظلم یا کسی کے ساتھ زیادتی کرے گا تو میں اسی وقت تک اسے نہیں چھوڑوں گا جب تک اس کا ایک رخسار زمین پر نہ لٹکا دوں اور دوسرے رخسار پر اپنا پاؤں نہ رکھ دوں۔ تا آنکہ وہ حق کے سامنے پیر انداز ہو جائے۔

لوگو! مجھ پر تمہارے چند حقوق ہیں۔ جو میں تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں۔ اپنے یہ حقوق مجھ سے حاصل کرو۔ مجھ پر تمہارا یہ حق ہے۔ کہ تمہارے خراج اور اس غنیمت میں سے جو اللہ تعالیٰ تمہیں عطا کرے کوئی چیز ناقص نہ لوں۔ مجھ پر تمہارا یہ حق ہے کہ (انشاء اللہ) میں تمہارے عطیات و وظائف میں اضافہ اور تمہاری سرحدوں کو مستحکم کروں۔ اور مجھ پر تمہارا یہ حق ہے کہ تمہیں ہلاکت میں نہ ڈالوں۔ تمہیں گھر واپس آنے سے نہ روکے رکھوں۔ اور جب تم جنگ پر جاؤ تو ایک باپ کی طرح تمہارے اہل و عیال کی نگہداری کروں۔

اللہ کے بندو!

اللہ سے ڈرو۔ مجھ سے درگزر کر کے میرا ہاتھ بٹاؤ۔ نیکی کے احکامات کی تعمیل کرانے اور برائی سے روکنے میں میری مدد کرو اور تمہاری جو خدمات اللہ تعالیٰ نے میرے سپرد کی ہیں ان کے متعلق مجھے نصیحت



کہ وہ میں تم سے یہ بات کہہ رہا ہوں اور اپنے اور تمہارے لئے اللہ  
تعالیٰ سے مغفرت طلب کر رہا ہوں۔  
(محسن اعظم، محبین ص ۱۲۶ تا ۱۳۲)

## نتیجہ و فکر

شہنشاہ ارض و سماء حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ و سلام نے سیدنا عمر  
و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو تعلیم و تربیت دی تھی۔ اور اپنے فیض  
مجت سے نوازا تھا اس کے نشانات و آثار اس خطبے مبارک میں واضح طور  
پر نظر آرہے ہیں۔ سیدنا امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کا دور حکومت اپنی خداداد برکتوں، عظمتوں، رفعتوں، شجاعتوں  
کے علاوہ اس اعتبار سے بھی ممتاز و ارفع ہے کہ بہت سے ملک فتح ہو  
کر اسلامی حکومت میں شامل ہوئے۔ نجد، حجاز اور یمن کے علاوہ مصر  
عراق، بیت المقدس، جزیرہ خوزستان، آرمینہ، آذربائیجان، فارس  
کرمان، خراسان اور مکران، خلافت فاروقی کے زیر نگین تھے۔ اسلام  
کے غلبے کا یہ عالم تھا کہ اس وقت دنیا کی جو طاقت بھی مسلمانوں سے  
ملکرائی وہ پاش پاش ہو گئی، دنیا میں بہت بڑے بڑے فاتح اور کشور کشا  
گزرے ہیں۔ لیکن جب سے دنیا کی تاریخ معلوم ہے آج تک کوئی شخص بھی سیدنا  
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا عظیم فاتح و کشور کشا نہیں گذرا جو آپ کے برابر  
فتوحات اور عدل و انصاف دونوں کا جامع ہو نہ آپ نے اقوام عالم کے بہروری  
کو حکومت کرنے کے لئے قوانین بنائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ  
قوم و ملت اور دین و مصطفائی کے پیچھے ترجیح دیا اور نگہبان بنے۔

# اہم فیصلہ عمر

## حکایت نمبر ۴۹

ساتی کوثر فخر موجود است علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس زمانہ میں ایک یہودی اور ایک منافق میں کسی بات پر آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ یہودی چاہتا تھا کہ جس طرح بھی ہو اسے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ و سلام کی بارگاہِ عالیہ میں لے چلوں۔ چنانچہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ اور منافق کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عدالت میں لے آیا۔ اور شہنشاہِ عرب و عجم نے واقعات سن کر فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا۔ وہ منافق یہودی سے کہنے لگا کہ میں تو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلوں گا۔ اور ان کا فیصلہ منظور کروں گا۔ یہودی بولا عجب آدمی ہو۔ کوئی بڑی عدالت سے ہو کر چھوٹی عدالت میں بھی جاتا ہے؟ جب تمہارے پیغمبر محمد (علیہ الصلوٰۃ و سلام) فیصلہ دے چکے تو اب عمر کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟ مگر وہ منافق نہ مانا۔ اور اس یہودی کو لے کر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور سیدنا عمر سے فیصلہ طلب کرنے لگا۔ یہودی بولا جناب! پہلے یہ بات سن لیجئے کہ ہم اس سے قبل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ لے آئے ہیں۔ اور حضور نے فیصلہ میرے حق میں دیا ہے۔ مگر یہ شخص اس فیصلہ پر مطمئن نہیں۔ اور اب یہاں آپ کے پاس آ رہا ہے۔ سیدنا فاروق اعظم



رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو آپ نے فرمایا اچھا ٹھہرو۔ میں ابھی آیا  
اور ابھی تمہارا فیصلہ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے  
اور پھر ایک تلوار لے کر نکلے۔ اور اس منافق کی گردن پر یہ کہتے  
ہوئے مار دی کہ ”جو حضور کا فیصلہ نہ مانے اس کا فیصلہ یہ ہے“  
حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک یہ بات پہنچی تو آپ نے  
فرمایا ”واقعی عمر کی تلوار کسی مومن پر نہیں اٹھتی۔ اس کے بعد پھر خالق  
کائنات نے بھی یہ آیت مبارکہ نازل فرمادی۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يَحْكُمُوكَ فِيمَا  
شَجَرَ بَيْنَهُمَا

تیرے رب کی قسم! یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک تمہیں  
یا رسول اللہ اپنا حاکم نہ مان لیں اور تیرا فیصلہ تسلیم نہ کریں۔  
(قرآن شریف پٹ سورۃ النساء آیت ۶۵ تاریخ الخلفاء ص ۸۸)

### نتیجہ و فکر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید و عالم آقائے رؤف  
الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبوب و مقبول صحابی تھے۔ آپ کا شمار  
تمناز ترین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا تھا۔ حضور علیہ السلام ہمیشہ  
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے خوش رہے۔ اور حضور نے حضرت عمرؓ  
کو ”فاروق“ کا خطاب عنایت فرمایا۔

واقعی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ذاتِ حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والی تھی۔ چنانچہ سیدنا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا اس بات پر مکمل ایمان و یقین تھا کہ حضور صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام حاکمِ اعلیٰ ہیں۔ اور حضور کا فیصلہ ہی مومن کے لئے واجب العمل و واجب الطاعت ہے۔ اور جو شخص بھی حضور ساتی کو شر علیہ الصلوٰۃ و سلام کا فیصلہ حکم فرما دے۔ ارشادِ تسلیم نہ کرے وہ مجرم ہے۔ بلکہ خود خداوند قدوس جس جتنی دلائل بھی فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا۔

اے میرے محبوب پاک مجھے ترسے رب کی قسم کوئی مومن اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب کہ وہ نہ ندگی کے ہر معاملہ میں آپ کی حکومت کو تسلیم نہ کرے گا۔

گویا! یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تائید فرماتے ہیں۔ اور خالق کائنات بھی تائید فرماتا ہے۔

خدا اور مصطفیٰ کے فرمانِ مقدس سے صاف یہ عیاں ہوتا ہے کہ فاروق اعظم واقعی فاروق اعظم ہیں۔ اور آپ حق و باطل کے درمیان شرع کرنے والے ہیں۔ لہذا جو شخص بھی آپ کو فاروق اعظم نہ مانے وہ کافر ہے۔



# علم و شوق

## حکایت نمبر ۵

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں میں سورہ ہاتھا سوتے میں ایک پیالہ میرے سامنے لایا گیا جس میں دودھ تھا میں نے اس میں سے پیا۔ یہاں تک کہ تازگی اور سیرابی میرے ناخنوں سے نکلنے لگی۔ پھر جو بچا وہ میں نے عمر بن خطاب کو دے دیا۔ لوگوں نے عرض کیا اس کی تعبیر کیا ہے؟ یا رسول اللہ۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس کی تعبیر علم ہے۔  
(صحیح مسلم شریف ص ۵۵۰ ۴۲۰)

## نتیجہ و فکر

اس حدیث شریف سے متعلق اہل تعبیر نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دودھ کھاتے پیتے ہیں خواب میں اس کو علم نصیب ہوگا۔ اس واسطے کہ علم سبب ہے روح کی زندگی کا جیسے دودھ سبب ہے بدن کی زندگی کا۔ خصوصاً حالات طفولیت میں پھر اس حدیث شریف سے نہایت عمدہ شان و شوکت اور فضیلت حضرت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ "علم نبوت کے بڑے رازدار تھے" اسی سبب سے ان کو خلافت اور ملک داری میں کمال یافتہ تھے۔

اور وہی کو نہ تھی۔ سیدنا عمرؓ کی شجاعت و عظمت اور تدبیر سیاست  
 حضور نبی کریم ﷺ رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تدبیر اور سیاست کا  
 نمونہ تھی۔ آپ کی خلافت کے ایام میں دین اسلام بہت پھیلا۔ اور مسلمانوں  
 کو عزت اور عظمت، اور حکومت اور شوکت حاصل ہوئی۔ چار ہزار  
 بڑے بڑے شہر فتح ہوئے۔ اور چار ہزار مسجدیں بنائی گئیں۔ سیدنا فاروق  
 اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احسان قیامت تک ہر مسلمان کی گردن پر ہے۔  
 اور جو مسلمان حق شناس ہے۔ وہ قیامت تک سیدنا عمرؓ کا شکر گزار  
 ہے۔ جنہ کے تدبیر سیاست سے دین اسلام اور عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کو چار سو عروج و اقبال کی مقدس بلندیاں ملیں :-

## فاروق کا محل

### حکایت نمبر ۵

ایک دن حضور نور القمر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد گرامی فرمایا  
 کہ میں نے جنت میں ایک عظیم الشان سنہری محل دیکھا۔ اور پوچھا کہ یہ محل  
 کس کا ہے۔ فرشتوں نے بتایا کہ یہ سنہری محل ایک عربی کا ہے۔ میں نے کہا  
 میں بھی عربی ہوں۔ فرشتے بولے ایک قریشی کا ہے۔ میں نے کہا میں بھی قریشی  
 ہوں۔ پھر فرشتے بولے یہ سنہری محل محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کے ایک امتی کا ہے۔ میں نے کہا۔ میں محمد رسول اللہ علیہ السلام ہوں۔



بتاؤ میرے کس امتی کا ہے ؟

فرشتوں نے بتایا ! یہ محل حضرت عمر بن الخطاب کا ہے ۔  
(الصواعق المحرقة ص ۵۹)

## نتیجہ فکر

حضرت سیدنا و مولانا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت بڑی شان و شوکت ہے۔ اور آپ بارگاہ ذوالجلال اور بارگاہ بنی الوری احمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ و سلام میں محبوب اور مقبول اور منظور نظر ہیں۔ نیز یہ محل معلوم ہوا کہ خالق کائنات اللہ رب العزت نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے جنت میں ایک سنہری محل تیار فرمایا ہے۔ پھر جو کوئی اتنی بڑی ارفع و اعلیٰ ہستی مبارک سے بغض و عداوت رکھے تو اس شخص کا نامہ اعمال سیاہ کیوں نہ ہو ؟ اور وہ دین و دنیا سے راند کیوں نہ جائے ؟

## ایک چور حکایت نمبر ۵۱

امیر المومنین جانشین رسول الثقلین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایک چور کو آپ کے حضور پیش کیا گیا۔ مجرم کا جرم ثابت ہونے پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا۔

اس واقعہ کو زبدۃ العارفین حضرت جلال الدین رومی مشنوی شریف میں لکھتے  
ہیں۔ اس کا اردو منظوم ترجمہ نیچے !

یہ حقوری کرتے ایک دُزدِ بے چارے  
عہد میں فتنہ رُوق کے پکڑا گیا

لائے جب اس کو حضورِ دیں پناہ  
اور ثابت ہو گیا اس کا گناہ

اس مجسمِ عدل نے فتوے دیا

ہاتھ کاٹو ہے یہی اس کی سزا  
سُن کے یہ چلا اٹھا وہ بے شعور

رسم کیجے ہے برا پہلا قصور

پاس والوں نے سفارش کی بہت  
غفورِ رحمت کی ستائش کی بہت

اک نہ مانی اور کہا رُوق نے

حدِ کرباری ہمارے سامنے



جھوٹ بکتا ہے یہ ہے مجھ کو یقین  
 پہلی اس کی یہ خطا ہرگز نہیں  
 ہے مرے رب کی یہ ستاری سے دور  
 اس غنی کی ہے یہ غفاری سے دو  
 یوں فضیلت اپنے بندے کو کرے  
 اور توبہ کی نہ دے مہلت اُسے  
 (موتیوں کا ہار حنظل)

### نتیجہ فکر

یہ سمجھ بندہ کہ ٹل جائے گا اب  
 چشم پوشی بارہا کرتا ہے رب  
 باز آتا ہی نہیں جب بے حیا  
 مڑ سوا کرتا ہے اُسے پھر بر ملا

# قرآن اور حکومت

## حکایت نمبر ۵۳

ہمارے سلسلہ چشمہ نظامیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مقبول  
مرد کامل خواجہ خواجگان رہبر طریقت و اقف رموز شریعت حجتہ اسکالمین  
حضرت مولانا شبیر احمد صاحب فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں  
کہ ایک شخص حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا۔ اے خلیفہ المسلمین مجھے کہیں  
کی حکومت دیجیئے۔ سیدنا فاروق اعظم نے پوچھا تو نے قرآن شریف پڑھا  
ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اول قرآن مقدس پڑھ  
پھر آرتجھ کو کسی ملک کا حاکم کر دوں گا۔ اس وقت یہی قاعدہ تھا کہ موافق  
حکم قرآن کے کام کیا کرتے تھے۔ جو کام جانتا وہ امیر و نایب ہوا کرتا۔ چونکہ جانتا  
اس کو حکومت نہ ملتی۔ غرض اس جوان نے جاگڑ کر قرآن شریف پڑھا اور پھر جناب  
جانشین رسول الشعلین و فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور حاضر ہوا پھر پانچ  
ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہیں پر تشریف لے جا رہے تھے اتفاقاً  
وہی جوان آپ کو راستے پر چلتے چلتے مل گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا

یا فلان لم ملاقتنی؟ قال یا امیر المؤمنین

لست من تلمذ رسولک و لکن وجدت الیہ من



القرآن اعنانی عن عمر قال عمر رضی اللہ  
 عنہ ما تلك الآية ؟ فقراً، ومن يتق الله  
 يجعل له فخرًا ويرزقه من حيث لا يحتسب

اس شخص نے کہا کہ حضور جب سے یہ آیت کریمہ میں نے پڑھی ہے۔  
 میرے تمام فکر و ور ہو گئے ہیں۔ اور میں نے دروازہ اپنا بند کر لیا ہے۔ اور  
 پارسی اختیار کر لی ہے۔ نہ معدوم رزق وافر مجھ کو کہاں سے آجائے۔ اب  
 مجھے حاجت تلاش کی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ میرا نگہبان ہے۔  
 (بخاری المجلد ۱۱۹ - مجلس التالیف ۳۹)

### نتیجہ و فکر

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدل و انصاف اور رشد  
 و ہدایت کے منبع عظیم اور فیوض و برکات کی جامع تصویر تھے۔ آپ ہر حال  
 میں اور ہر گھڑی تلقین رسول فرمایا کرتے تھے۔

آپ کے در انور سے کوئی بھی سائل اور کبھی بھی خالی دامن لئے واپس  
 نہیں جایا کرتا تھا۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خود بھی اور دوسروں کو بھی  
 قرآن حکیم کے ارشادات پر عمل کرنے کی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ اسی کے  
 صدقے سے ان نفوس حق کی تمام تکالیف دور ہو جایا کرتی تھیں۔ نیز قرون  
 ادنیٰ کے مقبولان حق کا یہ دستور تھا۔ جو شخص بھی قرآن و حدیث پر مکمل  
 عبور رکھتا ہو اس کو حکومت و امارت میں عدل و انصاف کرنے کے واسطے

جگہ دی جاتی تھی۔ اور وہ لوگ قرآن و سنت پر عمل پیرا ہو کر دنیا جہاں میں  
کامیاب و کامران ہوئے۔ مگر افسوس آج ہم نے اپنے اسلاف کے افعال  
کو چھوڑ دیا۔ قرآن و حدیث کے اسرار و رموز کو اپنانے سے انکار کر دیا۔  
اور اپنی اس صورت و سیرت کو اپنا لیا ہے۔ آج ہماری حالت یہ ہے :-

طاقِ دل میں چراغِ انگریزی سر کے اندر دماغِ انگریزی

چالِ انگریزی ڈھالِ انگریزی جسم کا بال بالِ انگریزی

جسمِ ہندی میں جانِ انگریزی منہ کے اندر زبانِ انگریزی

پھل رہا ہے گلا تو پھل جائے

لہجہ صاحب سے اپنا مل جائے

گویا! ہم نے اپنی صورت کے علاوہ اپنی آواز کا لہجہ بھی بدل دیا ہے  
اور آج ہم تقلیدِ غیر کے سبب دنیا جہاں میں ذلیل و رسوا اور بدنام ہو رہے  
ہیں۔ ہمارا ماضی روشن ترین تھا۔ مگر آج ہمارا حال بدترین ہو رہا ہے۔  
”کیوں“

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر

اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر



# رُوم کا ایلی

## حکایت نمبر ۵۱

دورِ روم میں ایک دفعہ قیصر روم نے اپنا ایلی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس لئے بھیجا کہ آپ کے حالات و خیالات اور انتظامات سلطنت سے واقف و مستفیض ہو سکے جب وہ قاصد مدینہ الرسول کی سرزمین میں پہنچا تو وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا کہ تمہارا بادشاہ کہاں ہے، لوگ کہنے لگے ہمارا بادشاہ تو کوئی نہیں البتہ ایک امیر ہے جو کہیں شہر سے باہر نکلا ہے۔ وہ قاصد آپ کی تلاش میں باہر نکلا اور تلاش کرتے کرتے بہت ہی دور باغول کی طرف چلا گیا۔ آخر پوچھنے پر ایک بوڑھی نے بتایا۔ اور وہ قاصد کیا دیکھتا ہے۔ کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے کوڑے کو بطور تکیہ رکھے ہوئے دھوپ میں گرم ریٹ کے اوپر آرام فرما رہے ہیں۔ اور آپ کی پیشانی مقدس سے اس قدر پسینہ انور بہہ رہا ہے کہ اس نے زمین کو تر کر دیا ہے۔ یہ دیکھ کر رومی قاصد سخت متعجب ہوا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عدل کرتے ہیں جس کے سبب آپ بے خوف و خطر شہر سے دور آرام فرما رہے ہیں۔ اس کے برعکس ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے۔ اس لئے وہ ہمیشہ خائف و بیدار رہتا ہے

مسلمانو! اس حکایت کو مولانا جلال الدین رومیؒ نے اپنے ایمان افروز تخیل کے ساتھ منظم کیا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ سنئے۔

خدمتِ فاروق میں اک اپنی  
 روم سے لایا پیامِ قیصری  
 وہ مدینے میں پھرا یہ پوچھتا  
 دو حلیفہ کے محل کا کچھ پتا  
 لوگ جب سنتے تھے اس کا یہ کلام  
 ہنس کے کہتے تھے کہ اے فرخندہ نام  
 صبر و شکر اس کے ہیں دو حصن و حصین  
 قصر کی اس شیر کو حاجت نہیں  
 ہے امیر المؤمنین گرچہ عسکری  
 پر نہیں رکھتا غریبوں سا بھی گھر  
 سُن گئے لوگوں سے عجب یہ ماجرا  
 شوقِ قاصد دم بہ دم بڑھنے لگا  
 ہر طرف کرتا رہا وہ جستجو  
 کر رہا تھا اپنے دل سے گفتگو



ہے تعجب و تاج ملک شہاں  
 جان روشن کی طرح ہو یوں نہاں  
 آخر اک بڑھیا یہ بولی دیکھ کر  
 خنسل خرا کے تھے تھے وہ عمر  
 نفل حق سایہ میں ہے سویا ہوا  
 یہ عمر ہے جس کا تو بخوریا ہوا  
 دُیل میں تھا ایچی گو پیلتن  
 لیکن اس کا کانپ اٹھاتن بدن  
 دل میں کہتا تھا الہسی کیا ہوا  
 قیصر و کسرے کو دیکھا بارہا  
 میں نے مارے بیسوں شیرو پنگ  
 پر کبھی بد لانا اس چہرہ کا رنگ  
 کانپتا ہے اب تو میرا جوڑ جوڑ  
 آکے یاں نکلی ہے اب ساری سروڑ

آسمانی رعب ہے اس شخص کا

ہے خدائی مجید گدڑی میں چھپ

(مختصر اخلاق ص ۲۱، موتیوں کا ہار)

ترجمہ مثنوی شریف ص ۲۲

## نتیجہ و فکر

جو شخص بھی خدا تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے  
ڈرتا ہے کائنات کی ہر شے اس سے ڈرتی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ  
سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جاہ و جلال سے ہر کس و  
ناکس ڈرتے تھے۔ اس لئے آپ بے خوف و خطر جہاں بھی چاہتے آرام  
فرمایا لیتے تھے۔ اور آپ کے کوئی بھاء اور کچھ بھی تکلیف پہنچا نہیں سکتا تھا۔ اس  
لئے کہ سیدنا عمرؓ خدا تعالیٰ کے مقبول بندے، مخلوق خدا کے سچے  
نگہبان، ہمدرد اور عدل و انصاف کرنے والے تھے۔ آپ کو تائیدِ ایزدی  
حاصل تھی۔ اور فیضانِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس کریں آپ کی  
صبح و شام رہنمائی فرماتیں۔ پھر کس قدر بد بخت ہیں وہ لوگ جو سیدنا  
امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فرستادہ نوز پر لب کشائی کرتے  
ہیں۔

جو ڈرے حق سے ہر اک اس سے ڈرے

اس سے سب ویو و پری بھاگیں پرے



# غیرت فاروقِ عظم

## حکایت نمبر ۵۵

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور و انا نے غیوب علیہ الصلوٰۃ و سلام جب معراج شریف سے واپس تشریف لائے تو سید دو عالم! زبانِ کن سے رطب اللسان ہوئے کہ میں نے بہشت میں ایک بہت بڑا محل دیکھا جس کے صحن میں ایک عورت بیٹھی وضو کر رہی تھی میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ محل عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اسے عمر! میں نے چاہا محل کے اندر جاؤں مگر تیری غیرت کو یاد کر کے میں اندر نہیں گیا۔ اور واپس چلا آیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

”بَابِي أَنْتَ وَآيَ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْكَ“

یا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ و سلام! کیا میں آپ پر غیرت کرتا ہوں؟ میرے ماں باپ آپ پر قہر بان ہوں۔ یا رسول اللہ! کیا کب ہو سکتا ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ (ابن ماجہ شریف ص ۵۹۹)  
(خواہر فریدی ص ۱۳ مشکوٰۃ شریف ص ۵۹۹)  
(تاریخ الخلفاء ص ۸۳)

## نتیجہ و فکر

سیدنا امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے  
غیور اور مرد کا لائق تھے کہ حضور شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو  
سب جہانوں کے آقا و مولیٰ اور دستگیر گل ہیں۔ سیدنا فاروق اعظم رضی  
اللہ عنہ کی غیرت کی گواہی دے رہے ہیں۔ اور فاروق اعظم کا زبان  
نبوت سے لفظ "غیرت" سن کر دنا اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ سیدنا  
عمر رضی اللہ عنہ کو حضور دانا نے غیوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت زیادہ  
محبت و عقیدت تھی۔ اور آپ کی محبت نے یہ گوارا نہ کیا کہ میں حضور علیہ  
السلام سے زیادہ غیرت مند ہوں۔ چنانچہ آپ جذب دستی کے عالم  
میں بے خود ہو کر رونے لگے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا عمرؓ جنتی ہیں۔ اور بہشت میں ایک  
خوبصورت محل بھی ہے۔ جو کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔  
اور جو شخص آپ کے جنتی ہونے کا انکار کرے اور آپ کی ذات  
گرامی پر گستاخانہ چلے کرے وہ کس قدر بے غیرت بلکہ دنیا جہاں  
کے سب بے غیرتوں سے بڑا بے غیرت اور بد بخت جہنمی ہے۔



# پیر چنگی

## حکایت نمبر ۵۶

خالق کائنات کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ گنہگار اگر بچے دل سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اسے اپنے آغوش مقدس میں لے لیتی ہے۔ اسی طرح حضرت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایک گویا تھا۔ جو بڑی سُریلی آواز رکھتا تھا۔ جب وہ چنگ درباب بجاتا اور گاتا تھا تو سننے والوں پر جذبِ مستی کی ایک پتہ جوش کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ اس گویے کا بڑا چرچا اور شہرہ تھا۔ ہر پیر و جوان اس کا شائق تھا۔ اور اس کے چھپے چھپے پھرتا تھا۔ خدا کا کرنا کہ وہ گویا بوڑھا ہو گیا۔ تو اس کی آواز بھی باقی نہ رہی اور وہ سُریلہ پن بھی جاتا رہا۔ جب وہ جوان رہا اس کی آواز دسریلا پن بھی قائم رہا۔ مگر جب بڑھا پام گیا تو وہ بات نہ رہی۔ مولائے روم حجۃ الکاملین رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی اشعار کا اردو منظوم ترجمہ سنئے۔ فرماتے ہیں۔

کہنہ سالی میں نو اسازی گئی

وانت لوطے اور خوش آوازی گئی

ناز اس کے جوا اٹھاتے تھے کبھی اب نہ دیتے بھولکر اک نان بھی

اس عالم میں جب وہ گویا بھوکا مرنے لگا اور اس کا کوئی پرسانی  
 حال نہ رہا تو اس کا دھیان خالق کائنات کی طرف گیا اور سچے دل سے  
 اپنے رازق حقیقی کی طرف متوجہ ہوا اور رو کر عرض کرنے لگا۔

رویا اور کہنے لگا یوں اے خدا

مدتوں تک تجھ سے میں بھسا کا پھرا

سر کے بالوں میں سفیدی آ گئی

چہرے پر میرے سیاہی چھا گئی

کھوئے عصبیاں میں گئے ستر برس

اب نہیں باقی گت اہوں کی ہوس

عیب میں کرتا رہا بے باک خوب

تو رہا ستار! ستار العیوب

نفس نے ہر آن جرأت دی مجھے

اسنے دن تو نے بھی مہلت دی مجھے

لطف میں کوئی کمی تو نے نہ کی

رزق کی تکلیف اک دن بھی نہ دی



عارفِ رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رطب اللسان ہوئے کہ اس  
گوئیے نے روتے ہوئے سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیا۔  
اور پھر دنیا کی دلفریبیوں سے کنارہ کش ہو کر جنت البقیع مدینۃ الرسول  
کا قبرستان کی طرف چل دیا۔ اور وہاں پہنچ کر بھی بہت رویا اور روتے  
روتے پھر ایک قبر کے ساتھ تکیہ لگا کر سو گیا۔ اور پھر تو یہ سویا اور اُدھر

حضرت فاروق تھے مصروفِ کار  
نیند آتی زور کر کے ایک بار  
دل کو اپنے کام میں ڈالا بہت  
ہر طرح سے نیند کو ٹالا بہت  
ہو گئے مصروفِ کار آجستہ عمر  
کچھ نہ تھی من کی رہی ان کو خبر  
خواب میں ان کو کسی نے یہ کہا  
ہے بقیعِ پاک میں اک "باحثِ دا"  
سات سو دیشاں جا کے اس کو دے  
اس کی دلجوئی بھی کر ہر طور سے

مُسْلِمَانُو! دیکھو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا جوش کہاں۔ وہ  
ایک گنہگار گویا اور کہاں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور محبوب و مقبول  
بندے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس گویے کے لئے حضرت  
فاروق کو حکم ہو رہا ہے کہ اٹھ اور اسے سات سو دینار دے کر آ، اور پھر  
کہ وہ گنہگار گویا اب وہ گنہگار نہیں رہا، بلکہ اسے "با خدا" کا خطاب مل رہا  
ہے۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! ایک ہی بار سچے دل سے توبہ کرنے سے رحمت  
حق نے اسے کہاں سے کہاں پنچا دیا۔ چنانچہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا  
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خواب دیکھا تو آپ اُٹھے اور۔

وہ اسی دم بے کے ہیمیائی گئے

اور قبرستان میں پھرتے رہے

پیر چنگی ایک تھا سویا ہوا

اور وہاں اس کے سوا کوئی نہ تھا

دل میں وہ شیر خدا کہنے لگا!

پیر چنگی اور پھر ہو با خدا؟

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جنت البقیع میں اس  
گویے کے سوا کسی دوسرے کو نہ پا کر بڑے حیران و پریشان ہوئے۔  
اور دل میں سوچنے لگے کہ گویا با خدا کیسے ہو سکتا ہے۔ پھر سوچا کہ اللہ تعالیٰ



کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ اور خدا بڑا بے نیاز ہے۔ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہی اپنا مقبول بنالیا ہو۔ یہ سوچ کر۔۔۔

بیٹھے اس کے سامنے باحد ادب

اور تعظیم نہ کھولے اپنے لب

ناگہاں اک چھینک ان کو آگئی

آنکھ جس سے پیر چنگی کی کھل

دیکھ کر ناروق کو بیٹھا ہوا

خوف سے وہ پیر چنگی کا نپ اٹھا

بھائیو! اس گویے نے جب اپنے سر ہانے حضرت سیدنا فاروق

اعظم رضی اللہ عنہ کو بیٹھا ہوا پایا تو خوف سے کانپ اٹھا۔ اور سوچنے لگا کہ میرے گانے اور رباب و چنگ کے باعث ناروق اعظم شاید مجھے سزا دینے آئے ہیں۔

مسلمانو! ذرا اس نظارے کو دیکھنا فاروق اعظم وہ فاروق اعظم

جن کی ہدایت و جلال کے ڈنکے قیصر و کسریے کے ایوانوں میں بج رہے ہیں آج وہی ناروق اعظم بڑے ادب و احترام کے ساتھ ایک گویے کے حضور بیٹھے ہیں۔ گویا ڈر رہا ہے کہ فاروق اعظم شاید مجھے سزا دینے آئے ہیں۔ مگر وہاں تو بات ہی کچھ اور تھی۔ چنانچہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا۔

بڑے میاں! مجھ سے ڈرو مت! ۛ

مژدہ تیرے دوست کا لایا ہوں میں

صرف خدمت کے لئے آیا ہوں میں

اللہ اکبر! اللہ اکبر! سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور  
اس پر چنگی کی خدمت! دیکھا آپ نے! رحمت حق نے کیا کرشمہ دکھایا  
حضرت فاروق نے پھر کہا: ۛ

حق تعالیٰ تجھ کو کہتا ہے سلام

یہ صلہ بھیجا ہے تم کو اور پیام

لے صلہ میں یہ رستم اور حندق کر

ہو پکے گی جب تو دے گا پھر عمر

کر تو کل ہسم پہ اور کا ذوق سے

ہم سنیں گے چنگ اے بندہ مرے

بحان اللہ! سبحان اللہ! خالق کائنات فرماتا ہے۔ اے گوتے تو ہم

پر توکل رکھ۔ اور گا۔ تیرا گانا اور یہ چنگ و رہاب ہم سنیں گے۔ دیکھا

آپ نے خدا تعالیٰ کی رحمت سننے کی طرح اس کو ڈھانپ لیا۔ اور وہ کس

طرح اس کی ڈھارس بندھا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس رحمت بھرے



پیام کا یہ نتیجہ نکلا ۔۔۔ ۵

یہ بشارت پیر چنگی نے سنی  
 گر کے سجدے میں خدا سے عرین کی  
 یا الہی شکر تیرا نہ بہار  
 کر نہیں سکتا یہ عاصی شرمسار  
 تنک نہیں بندہ نوازی میں تری  
 بندگی میں گو ہوئی مجھ سے کمی  
 عمر کھوئی چنگ بازاری میں تمام  
 بھول کے گاہے لیا نہ تیرا نام  
 زندگی کی اب نہیں مجھ کو ہوس  
 آرزو ہے میرے دل کی اب یہ بس  
 قید دنیا سے مجھے آزاد کر  
 روح کو رحمت سے اپنی شاد کر  
 ہو گئی اس کی دعا تیرا صدف  
 گو ہر جاں لئے کیا خالی صدف

جان دی سجد سے میں حق کو یاد کر

خاتمہ اس کا ہوا ایساں پرہ

(اردو ترجمہ مشنری شریف صفحہ ۲۵۵ تا ۲۶۱)

## نتیجہٴ فکر

گر رہے گا روز و شب تو اشکبار

حسں فرمائے گا تجھ پر کردگار

کام و اں آتی نہیں ہے کوئی شے

عجز و زاری کی فقط واں پوچھ ہے

## فضیلتِ فاروق

### حکایت نمبر ۵۷

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب انتقال کیا اور تابوت میں رکھے گئے تو لوگ ان کے گرد جمع ہو کر دعا کرتے تھے اور تعریف بھی کرتے تھے اور نماز بھی پڑھتے



تھے۔ سیدنا عمرؓ کا جنازہ اٹھنے سے پہلے میں بھی ان لوگوں میں تھا میں نہیں ڈرا  
 مگر ایک شخص سے جس نے میرا کندھا پکڑ لیا تھا۔ میرے پیچھے سے میں نے دیکھا  
 تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے کہا رحم کرے اللہ تعالیٰ حضرت  
 عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر۔ پھر کہا ان کی طرف اشارہ کر کے اے عمرؓ! کوئی شخص  
 ایسا نہ چھوڑا جس کے اعمال ایسے ہوں کہ ویسے اعمال پر مجھے اللہ تعالیٰ سے ملنا  
 پسند ہو۔ تم سے زیادہ قسم اللہ کی میں سمجھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو بہتر سے  
 دونوں ساتھیوں کے ساتھ کرے گا۔ یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر  
 صدیق رضی اللہ عنہ کے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں اکثر سنا کرتا تھا کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے۔ میں آیا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ آئے  
 اور میں اندر گیا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ گئے۔ اور میں نکلا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نکلے۔  
 اس لئے مجھے ایسا تھی کہ حق تعالیٰ تم کو ان دونوں کے ساتھ کرے گا۔

(صحیح مسلم شریف جلد ششم ص ۸۴)

## نتیجہ و فکر

سید دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر کام میں اور ہر بات میں سیدنا ابوبکر  
 صدیق اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کو ساتھ رکھتے تھے۔ تو آخرت  
 میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کا ساتھ قائم رکھا۔ اور یہ تینوں صاحب ایک ہی جگہ دفن  
 ہوئے۔ اس حدیث سے حضرت مولائے علی رضی اللہ عنہ کی محبت حضرت فاروق  
 اعظم سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت علی حضرت عمر رضی اللہ  
 عنہم کی تعریف کرتے تھے۔ اور ان کو خدا کا مقبول بندہ اور ان کے اعمال کو نیک  
 سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ ویسے اعمالی صالح کی خود بھی آرزو کرتے تھے۔ اب ان

بے ایمانوں کا منہ کالا ہاتھ اور پاؤں نیلے ہوں جو معاذ اللہ حضرت علی اور حضرت عمر میں خلافت بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ تمام سیر اور تواریخ اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا علی المرتضیٰ کا آپس میں کبھی بھی اور کوئی بھی جھگڑا نہیں ہوا۔ بلکہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں تمام اموال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کے سپرد کر دیئے تھے۔ اور ہر کام اور مشورے میں حضرت سیدنا فاروق اعظم حضرت سیدنا علی شہداء رضی اللہ عنہم کو شریک رکھتے تھے۔ اور بہت سے مسائل میں حضرت حیدر کرار سے صلاح لیتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا۔ باوجود اس کے کہ آپ بوڑھے تھے۔

# فاروق اعظم کی شہادت

## حکایت نمبر ۵

امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۳ھ میں مہول کے مطابق حج بیت اللہ کے لئے گئے تو وہاں پر اپنے اونٹ کو بٹھایا۔ چھوٹے چھوٹے پتھر اور سنگریزے جمع کر کے ایک چوترہ سا بنایا۔ اس پر چادر بچھائی اور لیٹ گئے۔ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کی۔

”یا اللہ میری عمر زیادہ ہو گئی ہے۔ ہڈیاں بھی نرم پڑ گئی ہیں۔ قوتیں جواب



دے رہی ہیں۔ رعایا پھیل گئی ہے۔ اب مجھے اپنے پاس بلائے۔  
 اسی سال چہار شنبہ کی صبح کو تہار کی ریاست کے لئے مسجد نبوی میں تشریف  
 لائے۔ ابھی تکیر ہی شروع ہوئی تھی کہ ایک پارسی غلام ابو لوفیروز نے خنجر کے  
 متعدد وار کئے۔ ایک وار زیادہ کاری پڑا سیدنا روق زخمی کی تاب نہ لا  
 کر زمین پر گر پڑے۔ آپ کے ایما سے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ  
 نے ناز پڑھائی۔ فیروز نے دوسرے مسلمانوں پر بھی خنجر کے وار کئے اور وہ  
 بالآخر پکڑ لیا گیا۔ لیکن اس نے اپنے ہی خنجر سے خودکشی کر لی۔

حضرت سیدنا روق اعظم کو جب معلوم کہ ان کا قاتل ایک عجمی  
 غلام ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ کہ مجھے کسی ایسے شخص نے قتل نہیں کیا  
 جو خدا نے تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک سجدہ کرنے پر بھی اس جگہ کو حجت بنانا۔  
 جب آپ کی حالت غیر ہونے لگی تو لوگوں نے سیدنا عمر سے کہا کہ آپ اپنا  
 جانشین منتخب فرمادیں۔ اس پر آپ نے حضرت علیؓ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ  
 حضرت سعد بن وقاصؓ حضرت زبیر بن عوامؓ حضرت عثمان اور طلحہؓ  
 رضی اللہ عنہم کو طلب کیا۔ حضرت طلحہؓ اپنے شریف میں موجود نہ تھے۔ کہیں باہر  
 گئے ہوئے تھے۔ آپ نے باقی پانچ اصحاب رسول کو مخاطب کر کے فرمایا۔

تین دن تک طلحہؓ کا انتظار کرنا۔ وہ اس مدت میں آجائیں تو انہیں اپنی جماعت  
 میں شامل کر لینا۔ اگر وہ تین دن تک نہ آئیں تو پھر تم پانچوں آدمی ہی آپس میں  
 صلاح و مشورہ کے کسی کو اپنا امیر بنا لینا۔ پھر آپ متذکرہ بالا اصحاب کو  
 مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہوا اس کو وصیت  
 کرتا ہوں کہ وہ انصار کے حقوق کا بہت لحاظ رکھے۔ کیوں کہ یہ وہی لوگ ہیں  
 جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی۔ اور مہاجرین کو اپنے گھروں

میں ٹھہرایا۔ انھار تمہارے محسن میں۔ تم کو بھی ان کے ساتھ احسان کرنا چاہیئے۔  
 ان کی بھول چوک سے جہاں تک ممکن ہو زنگذرا اور چشم پوشی سے کام لینا۔ تم میں  
 جس شخص کا انتخاب خلافت کے لئے ہو۔ اس کو ہمارا جریں کا بھی پاس دلحاظ کرنا  
 چاہیئے۔ اسی طرح دوستوں کا بھی پورا پورا خیال رکھنا چاہیئے۔ اسی کے ساتھ  
 اللہ اور رسول کی فتنے داری کو کما حقہ ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔ دوستوں  
 سے جو وعدہ کیا جائے اس کو ضرور پورا کیا جائے۔ ان کے دشمنوں کو دور کیا  
 جائے اور ان کی طاقت سے زیادہ ان پر بار نہ ڈالا جائے۔

اس کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے عبد اللہ  
 رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہا کے پاس جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کئے جانے  
 کی اجازت طلب کرو۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ جب ام المؤمنین حضرت سیدہ  
 عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں  
 تھے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا پیغام سن کر فرمایا

”اس جگہ کو میں اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہتی تھی۔ لیکن آج  
 عمرؓ کو میں اپنے آپ پر ترجیح دوں گی۔“

اپنی وفات سے پہلے تمام غلام ایک ایک کر کے آزاد کر دیئے۔ اور  
 بیت المال سے لیا ہوا قرعہ واپس کر دیا۔ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ زخمی  
 ہونے کے بعد پانچ دن تک زندہ رہے۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں ذی  
 الحجہ کے آخری ہفتے یا محرم ۳۵ھ کے پہلے ہفتے میں ساڑھے دس سال حکومت  
 کرنے کے بعد تریسٹھ سال کی عمر میں شہادت پائی۔ اسی عمر میں سرور کائنات  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی وفات پائی۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ نے نماز جنازہ



پڑھائی۔ حضرت عبد الرحمن۔ حضرت علی۔ حضرت عثمان۔ حضرت طلحہ۔ حضرت سہد بن  
وقاص اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کی وصیت اور  
خواہش و تمنا کے مطابق آپ کا جسد مبارک نبی اکرم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ  
وسلام اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ اور دنیا سے  
اسلام کے اس درخشندہ ترین آفتاب کو اقلانے انسانیت کی قبر میں ہمیشہ کے  
لئے سلا دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

{ سیرۃ المصالحین ص ۹۴ ع ۹۵ ع ۹۶ ع ۹۷ ع ۹۸ ع ۹۹ ع ۱۰۰ ع ۱۰۱ ع ۱۰۲ ع ۱۰۳ ع ۱۰۴ ع ۱۰۵ ع ۱۰۶ ع ۱۰۷ ع ۱۰۸ ع ۱۰۹ ع ۱۱۰ ع ۱۱۱ ع ۱۱۲ ع ۱۱۳ ع ۱۱۴ ع ۱۱۵ ع ۱۱۶ ع ۱۱۷ ع ۱۱۸ ع ۱۱۹ ع ۱۲۰ ع ۱۲۱ ع ۱۲۲ ع ۱۲۳ ع ۱۲۴ ع ۱۲۵ ع ۱۲۶ ع ۱۲۷ ع ۱۲۸ ع ۱۲۹ ع ۱۳۰ ع ۱۳۱ ع ۱۳۲ ع ۱۳۳ ع ۱۳۴ ع ۱۳۵ ع ۱۳۶ ع ۱۳۷ ع ۱۳۸ ع ۱۳۹ ع ۱۴۰ ع ۱۴۱ ع ۱۴۲ ع ۱۴۳ ع ۱۴۴ ع ۱۴۵ ع ۱۴۶ ع ۱۴۷ ع ۱۴۸ ع ۱۴۹ ع ۱۵۰ ع ۱۵۱ ع ۱۵۲ ع ۱۵۳ ع ۱۵۴ ع ۱۵۵ ع ۱۵۶ ع ۱۵۷ ع ۱۵۸ ع ۱۵۹ ع ۱۶۰ ع ۱۶۱ ع ۱۶۲ ع ۱۶۳ ع ۱۶۴ ع ۱۶۵ ع ۱۶۶ ع ۱۶۷ ع ۱۶۸ ع ۱۶۹ ع ۱۷۰ ع ۱۷۱ ع ۱۷۲ ع ۱۷۳ ع ۱۷۴ ع ۱۷۵ ع ۱۷۶ ع ۱۷۷ ع ۱۷۸ ع ۱۷۹ ع ۱۸۰ ع ۱۸۱ ع ۱۸۲ ع ۱۸۳ ع ۱۸۴ ع ۱۸۵ ع ۱۸۶ ع ۱۸۷ ع ۱۸۸ ع ۱۸۹ ع ۱۹۰ ع ۱۹۱ ع ۱۹۲ ع ۱۹۳ ع ۱۹۴ ع ۱۹۵ ع ۱۹۶ ع ۱۹۷ ع ۱۹۸ ع ۱۹۹ ع ۲۰۰ ع ۲۰۱ ع ۲۰۲ ع ۲۰۳ ع ۲۰۴ ع ۲۰۵ ع ۲۰۶ ع ۲۰۷ ع ۲۰۸ ع ۲۰۹ ع ۲۱۰ ع ۲۱۱ ع ۲۱۲ ع ۲۱۳ ع ۲۱۴ ع ۲۱۵ ع ۲۱۶ ع ۲۱۷ ع ۲۱۸ ع ۲۱۹ ع ۲۲۰ ع ۲۲۱ ع ۲۲۲ ع ۲۲۳ ع ۲۲۴ ع ۲۲۵ ع ۲۲۶ ع ۲۲۷ ع ۲۲۸ ع ۲۲۹ ع ۲۳۰ ع ۲۳۱ ع ۲۳۲ ع ۲۳۳ ع ۲۳۴ ع ۲۳۵ ع ۲۳۶ ع ۲۳۷ ع ۲۳۸ ع ۲۳۹ ع ۲۴۰ ع ۲۴۱ ع ۲۴۲ ع ۲۴۳ ع ۲۴۴ ع ۲۴۵ ع ۲۴۶ ع ۲۴۷ ع ۲۴۸ ع ۲۴۹ ع ۲۵۰ ع ۲۵۱ ع ۲۵۲ ع ۲۵۳ ع ۲۵۴ ع ۲۵۵ ع ۲۵۶ ع ۲۵۷ ع ۲۵۸ ع ۲۵۹ ع ۲۶۰ ع ۲۶۱ ع ۲۶۲ ع ۲۶۳ ع ۲۶۴ ع ۲۶۵ ع ۲۶۶ ع ۲۶۷ ع ۲۶۸ ع ۲۶۹ ع ۲۷۰ ع ۲۷۱ ع ۲۷۲ ع ۲۷۳ ع ۲۷۴ ع ۲۷۵ ع ۲۷۶ ع ۲۷۷ ع ۲۷۸ ع ۲۷۹ ع ۲۸۰ ع ۲۸۱ ع ۲۸۲ ع ۲۸۳ ع ۲۸۴ ع ۲۸۵ ع ۲۸۶ ع ۲۸۷ ع ۲۸۸ ع ۲۸۹ ع ۲۹۰ ع ۲۹۱ ع ۲۹۲ ع ۲۹۳ ع ۲۹۴ ع ۲۹۵ ع ۲۹۶ ع ۲۹۷ ع ۲۹۸ ع ۲۹۹ ع ۳۰۰ ع ۳۰۱ ع ۳۰۲ ع ۳۰۳ ع ۳۰۴ ع ۳۰۵ ع ۳۰۶ ع ۳۰۷ ع ۳۰۸ ع ۳۰۹ ع ۳۱۰ ع ۳۱۱ ع ۳۱۲ ع ۳۱۳ ع ۳۱۴ ع ۳۱۵ ع ۳۱۶ ع ۳۱۷ ع ۳۱۸ ع ۳۱۹ ع ۳۲۰ ع ۳۲۱ ع ۳۲۲ ع ۳۲۳ ع ۳۲۴ ع ۳۲۵ ع ۳۲۶ ع ۳۲۷ ع ۳۲۸ ع ۳۲۹ ع ۳۳۰ ع ۳۳۱ ع ۳۳۲ ع ۳۳۳ ع ۳۳۴ ع ۳۳۵ ع ۳۳۶ ع ۳۳۷ ع ۳۳۸ ع ۳۳۹ ع ۳۴۰ ع ۳۴۱ ع ۳۴۲ ع ۳۴۳ ع ۳۴۴ ع ۳۴۵ ع ۳۴۶ ع ۳۴۷ ع ۳۴۸ ع ۳۴۹ ع ۳۵۰ ع ۳۵۱ ع ۳۵۲ ع ۳۵۳ ع ۳۵۴ ع ۳۵۵ ع ۳۵۶ ع ۳۵۷ ع ۳۵۸ ع ۳۵۹ ع ۳۶۰ ع ۳۶۱ ع ۳۶۲ ع ۳۶۳ ع ۳۶۴ ع ۳۶۵ ع ۳۶۶ ع ۳۶۷ ع ۳۶۸ ع ۳۶۹ ع ۳۷۰ ع ۳۷۱ ع ۳۷۲ ع ۳۷۳ ع ۳۷۴ ع ۳۷۵ ع ۳۷۶ ع ۳۷۷ ع ۳۷۸ ع ۳۷۹ ع ۳۸۰ ع ۳۸۱ ع ۳۸۲ ع ۳۸۳ ع ۳۸۴ ع ۳۸۵ ع ۳۸۶ ع ۳۸۷ ع ۳۸۸ ع ۳۸۹ ع ۳۹۰ ع ۳۹۱ ع ۳۹۲ ع ۳۹۳ ع ۳۹۴ ع ۳۹۵ ع ۳۹۶ ع ۳۹۷ ع ۳۹۸ ع ۳۹۹ ع ۴۰۰ ع ۴۰۱ ع ۴۰۲ ع ۴۰۳ ع ۴۰۴ ع ۴۰۵ ع ۴۰۶ ع ۴۰۷ ع ۴۰۸ ع ۴۰۹ ع ۴۱۰ ع ۴۱۱ ع ۴۱۲ ع ۴۱۳ ع ۴۱۴ ع ۴۱۵ ع ۴۱۶ ع ۴۱۷ ع ۴۱۸ ع ۴۱۹ ع ۴۲۰ ع ۴۲۱ ع ۴۲۲ ع ۴۲۳ ع ۴۲۴ ع ۴۲۵ ع ۴۲۶ ع ۴۲۷ ع ۴۲۸ ع ۴۲۹ ع ۴۳۰ ع ۴۳۱ ع ۴۳۲ ع ۴۳۳ ع ۴۳۴ ع ۴۳۵ ع ۴۳۶ ع ۴۳۷ ع ۴۳۸ ع ۴۳۹ ع ۴۴۰ ع ۴۴۱ ع ۴۴۲ ع ۴۴۳ ع ۴۴۴ ع ۴۴۵ ع ۴۴۶ ع ۴۴۷ ع ۴۴۸ ع ۴۴۹ ع ۴۵۰ ع ۴۵۱ ع ۴۵۲ ع ۴۵۳ ع ۴۵۴ ع ۴۵۵ ع ۴۵۶ ع ۴۵۷ ع ۴۵۸ ع ۴۵۹ ع ۴۶۰ ع ۴۶۱ ع ۴۶۲ ع ۴۶۳ ع ۴۶۴ ع ۴۶۵ ع ۴۶۶ ع ۴۶۷ ع ۴۶۸ ع ۴۶۹ ع ۴۷۰ ع ۴۷۱ ع ۴۷۲ ع ۴۷۳ ع ۴۷۴ ع ۴۷۵ ع ۴۷۶ ع ۴۷۷ ع ۴۷۸ ع ۴۷۹ ع ۴۸۰ ع ۴۸۱ ع ۴۸۲ ع ۴۸۳ ع ۴۸۴ ع ۴۸۵ ع ۴۸۶ ع ۴۸۷ ع ۴۸۸ ع ۴۸۹ ع ۴۹۰ ع ۴۹۱ ع ۴۹۲ ع ۴۹۳ ع ۴۹۴ ع ۴۹۵ ع ۴۹۶ ع ۴۹۷ ع ۴۹۸ ع ۴۹۹ ع ۵۰۰ ع ۵۰۱ ع ۵۰۲ ع ۵۰۳ ع ۵۰۴ ع ۵۰۵ ع ۵۰۶ ع ۵۰۷ ع ۵۰۸ ع ۵۰۹ ع ۵۱۰ ع ۵۱۱ ع ۵۱۲ ع ۵۱۳ ع ۵۱۴ ع ۵۱۵ ع ۵۱۶ ع ۵۱۷ ع ۵۱۸ ع ۵۱۹ ع ۵۲۰ ع ۵۲۱ ع ۵۲۲ ع ۵۲۳ ع ۵۲۴ ع ۵۲۵ ع ۵۲۶ ع ۵۲۷ ع ۵۲۸ ع ۵۲۹ ع ۵۳۰ ع ۵۳۱ ع ۵۳۲ ع ۵۳۳ ع ۵۳۴ ع ۵۳۵ ع ۵۳۶ ع ۵۳۷ ع ۵۳۸ ع ۵۳۹ ع ۵۴۰ ع ۵۴۱ ع ۵۴۲ ع ۵۴۳ ع ۵۴۴ ع ۵۴۵ ع ۵۴۶ ع ۵۴۷ ع ۵۴۸ ع ۵۴۹ ع ۵۵۰ ع ۵۵۱ ع ۵۵۲ ع ۵۵۳ ع ۵۵۴ ع ۵۵۵ ع ۵۵۶ ع ۵۵۷ ع ۵۵۸ ع ۵۵۹ ع ۵۶۰ ع ۵۶۱ ع ۵۶۲ ع ۵۶۳ ع ۵۶۴ ع ۵۶۵ ع ۵۶۶ ع ۵۶۷ ع ۵۶۸ ع ۵۶۹ ع ۵۷۰ ع ۵۷۱ ع ۵۷۲ ع ۵۷۳ ع ۵۷۴ ع ۵۷۵ ع ۵۷۶ ع ۵۷۷ ع ۵۷۸ ع ۵۷۹ ع ۵۸۰ ع ۵۸۱ ع ۵۸۲ ع ۵۸۳ ع ۵۸۴ ع ۵۸۵ ع ۵۸۶ ع ۵۸۷ ع ۵۸۸ ع ۵۸۹ ع ۵۹۰ ع ۵۹۱ ع ۵۹۲ ع ۵۹۳ ع ۵۹۴ ع ۵۹۵ ع ۵۹۶ ع ۵۹۷ ع ۵۹۸ ع ۵۹۹ ع ۶۰۰ ع ۶۰۱ ع ۶۰۲ ع ۶۰۳ ع ۶۰۴ ع ۶۰۵ ع ۶۰۶ ع ۶۰۷ ع ۶۰۸ ع ۶۰۹ ع ۶۱۰ ع ۶۱۱ ع ۶۱۲ ع ۶۱۳ ع ۶۱۴ ع ۶۱۵ ع ۶۱۶ ع ۶۱۷ ع ۶۱۸ ع ۶۱۹ ع ۶۲۰ ع ۶۲۱ ع ۶۲۲ ع ۶۲۳ ع ۶۲۴ ع ۶۲۵ ع ۶۲۶ ع ۶۲۷ ع ۶۲۸ ع ۶۲۹ ع ۶۳۰ ع ۶۳۱ ع ۶۳۲ ع ۶۳۳ ع ۶۳۴ ع ۶۳۵ ع ۶۳۶ ع ۶۳۷ ع ۶۳۸ ع ۶۳۹ ع ۶۴۰ ع ۶۴۱ ع ۶۴۲ ع ۶۴۳ ع ۶۴۴ ع ۶۴۵ ع ۶۴۶ ع ۶۴۷ ع ۶۴۸ ع ۶۴۹ ع ۶۵۰ ع ۶۵۱ ع ۶۵۲ ع ۶۵۳ ع ۶۵۴ ع ۶۵۵ ع ۶۵۶ ع ۶۵۷ ع ۶۵۸ ع ۶۵۹ ع ۶۶۰ ع ۶۶۱ ع ۶۶۲ ع ۶۶۳ ع ۶۶۴ ع ۶۶۵ ع ۶۶۶ ع ۶۶۷ ع ۶۶۸ ع ۶۶۹ ع ۶۷۰ ع ۶۷۱ ع ۶۷۲ ع ۶۷۳ ع ۶۷۴ ع ۶۷۵ ع ۶۷۶ ع ۶۷۷ ع ۶۷۸ ع ۶۷۹ ع ۶۸۰ ع ۶۸۱ ع ۶۸۲ ع ۶۸۳ ع ۶۸۴ ع ۶۸۵ ع ۶۸۶ ع ۶۸۷ ع ۶۸۸ ع ۶۸۹ ع ۶۹۰ ع ۶۹۱ ع ۶۹۲ ع ۶۹۳ ع ۶۹۴ ع ۶۹۵ ع ۶۹۶ ع ۶۹۷ ع ۶۹۸ ع ۶۹۹ ع ۷۰۰ ع ۷۰۱ ع ۷۰۲ ع ۷۰۳ ع ۷۰۴ ع ۷۰۵ ع ۷۰۶ ع ۷۰۷ ع ۷۰۸ ع ۷۰۹ ع ۷۱۰ ع ۷۱۱ ع ۷۱۲ ع ۷۱۳ ع ۷۱۴ ع ۷۱۵ ع ۷۱۶ ع ۷۱۷ ع ۷۱۸ ع ۷۱۹ ع ۷۲۰ ع ۷۲۱ ع ۷۲۲ ع ۷۲۳ ع ۷۲۴ ع ۷۲۵ ع ۷۲۶ ع ۷۲۷ ع ۷۲۸ ع ۷۲۹ ع ۷۳۰ ع ۷۳۱ ع ۷۳۲ ع ۷۳۳ ع ۷۳۴ ع ۷۳۵ ع ۷۳۶ ع ۷۳۷ ع ۷۳۸ ع ۷۳۹ ع ۷۴۰ ع ۷۴۱ ع ۷۴۲ ع ۷۴۳ ع ۷۴۴ ع ۷۴۵ ع ۷۴۶ ع ۷۴۷ ع ۷۴۸ ع ۷۴۹ ع ۷۵۰ ع ۷۵۱ ع ۷۵۲ ع ۷۵۳ ع ۷۵۴ ع ۷۵۵ ع ۷۵۶ ع ۷۵۷ ع ۷۵۸ ع ۷۵۹ ع ۷۶۰ ع ۷۶۱ ع ۷۶۲ ع ۷۶۳ ع ۷۶۴ ع ۷۶۵ ع ۷۶۶ ع ۷۶۷ ع ۷۶۸ ع ۷۶۹ ع ۷۷۰ ع ۷۷۱ ع ۷۷۲ ع ۷۷۳ ع ۷۷۴ ع ۷۷۵ ع ۷۷۶ ع ۷۷۷ ع ۷۷۸ ع ۷۷۹ ع ۷۸۰ ع ۷۸۱ ع ۷۸۲ ع ۷۸۳ ع ۷۸۴ ع ۷۸۵ ع ۷۸۶ ع ۷۸۷ ع ۷۸۸ ع ۷۸۹ ع ۷۹۰ ع ۷۹۱ ع ۷۹۲ ع ۷۹۳ ع ۷۹۴ ع ۷۹۵ ع ۷۹۶ ع ۷۹۷ ع ۷۹۸ ع ۷۹۹ ع ۸۰۰ ع ۸۰۱ ع ۸۰۲ ع ۸۰۳ ع ۸۰۴ ع ۸۰۵ ع ۸۰۶ ع ۸۰۷ ع ۸۰۸ ع ۸۰۹ ع ۸۱۰ ع ۸۱۱ ع ۸۱۲ ع ۸۱۳ ع ۸۱۴ ع ۸۱۵ ع ۸۱۶ ع ۸۱۷ ع ۸۱۸ ع ۸۱۹ ع ۸۲۰ ع ۸۲۱ ع ۸۲۲ ع ۸۲۳ ع ۸۲۴ ع ۸۲۵ ع ۸۲۶ ع ۸۲۷ ع ۸۲۸ ع ۸۲۹ ع ۸۳۰ ع ۸۳۱ ع ۸۳۲ ع ۸۳۳ ع ۸۳۴ ع ۸۳۵ ع ۸۳۶ ع ۸۳۷ ع ۸۳۸ ع ۸۳۹ ع ۸۴۰ ع ۸۴۱ ع ۸۴۲ ع ۸۴۳ ع ۸۴۴ ع ۸۴۵ ع ۸۴۶ ع ۸۴۷ ع ۸۴۸ ع ۸۴۹ ع ۸۵۰ ع ۸۵۱ ع ۸۵۲ ع ۸۵۳ ع ۸۵۴ ع ۸۵۵ ع ۸۵۶ ع ۸۵۷ ع ۸۵۸ ع ۸۵۹ ع ۸۶۰ ع ۸۶۱ ع ۸۶۲ ع ۸۶۳ ع ۸۶۴ ع ۸۶۵ ع ۸۶۶ ع ۸۶۷ ع ۸۶۸ ع ۸۶۹ ع ۸۷۰ ع ۸۷۱ ع ۸۷۲ ع ۸۷۳ ع ۸۷۴ ع ۸۷۵ ع ۸۷۶ ع ۸۷۷ ع ۸۷۸ ع ۸۷۹ ع ۸۸۰ ع ۸۸۱ ع ۸۸۲ ع ۸۸۳ ع ۸۸۴ ع ۸۸۵ ع ۸۸۶ ع ۸۸۷ ع ۸۸۸ ع ۸۸۹ ع ۸۹۰ ع ۸۹۱ ع ۸۹۲ ع ۸۹۳ ع ۸۹۴ ع ۸۹۵ ع ۸۹۶ ع ۸۹۷ ع ۸۹۸ ع ۸۹۹ ع ۹۰۰ ع ۹۰۱ ع ۹۰۲ ع ۹۰۳ ع ۹۰۴ ع ۹۰۵ ع ۹۰۶ ع ۹۰۷ ع ۹۰۸ ع ۹۰۹ ع ۹۱۰ ع ۹۱۱ ع ۹۱۲ ع ۹۱۳ ع ۹۱۴ ع ۹۱۵ ع ۹۱۶ ع ۹۱۷ ع ۹۱۸ ع ۹۱۹ ع ۹۲۰ ع ۹۲۱ ع ۹۲۲ ع ۹۲۳ ع ۹۲۴ ع ۹۲۵ ع ۹۲۶ ع ۹۲۷ ع ۹۲۸ ع ۹۲۹ ع ۹۳۰ ع ۹۳۱ ع ۹۳۲ ع ۹۳۳ ع ۹۳۴ ع ۹۳۵ ع ۹۳۶ ع ۹۳۷ ع ۹۳۸ ع ۹۳۹ ع ۹۴۰ ع ۹۴۱ ع ۹۴۲ ع ۹۴۳ ع ۹۴۴ ع ۹۴۵ ع ۹۴۶ ع ۹۴۷ ع ۹۴۸ ع ۹۴۹ ع ۹۵۰ ع ۹۵۱ ع ۹۵۲ ع ۹۵۳ ع ۹۵۴ ع ۹۵۵ ع ۹۵۶ ع ۹۵۷ ع ۹۵۸ ع ۹۵۹ ع ۹۶۰ ع ۹۶۱ ع ۹۶۲ ع ۹۶۳ ع ۹۶۴ ع ۹۶۵ ع ۹۶۶ ع ۹۶۷ ع ۹۶۸ ع ۹۶۹ ع ۹۷۰ ع ۹۷۱ ع ۹۷۲ ع ۹۷۳ ع ۹۷۴ ع ۹۷۵ ع ۹۷۶ ع ۹۷۷ ع ۹۷۸ ع ۹۷۹ ع ۹۸۰ ع ۹۸۱ ع ۹۸۲ ع ۹۸۳ ع ۹۸۴ ع ۹۸۵ ع ۹۸۶ ع ۹۸۷ ع ۹۸۸ ع ۹۸۹ ع ۹۹۰ ع ۹۹۱ ع ۹۹۲ ع ۹۹۳ ع ۹۹۴ ع ۹۹۵ ع ۹۹۶ ع ۹۹۷ ع ۹۹۸ ع ۹۹۹ ع ۱۰۰۰ ع }

## نتیجہ و فکر

سیدنا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قطعی جنتی ہونے  
کے باوجود خوف الہی دیکھنے کے کس طرح خالق کائنات کے حضور حاضر ہونے  
سے پہلے صحابہ کرام کو عدل و انصاف کی تلقین فرماتے ہیں۔ سیدنا عمر کی شہادت  
سے جو صد مسلمانوں کو ہوا وہ الفاظ سے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ہر مسلمان  
نے اپنی عقل کے مطابق انتہائی غم و اندوہ کا اظہار کیا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا  
صدیق اکبر کی طرح سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم بھی بڑے ہی خوش قسمت  
تھے کہ انہیں حضور نبی اکرم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوار رحمت  
میں جگہ ملی۔ اور ساتھ ہی دفن کیے گئے۔

# باب پنجم (۵)

سیدنا امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ

## ذوالنورین

حکایت نمبر ۵۹

مختار لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ سیدہ زینب  
سیدہ رقیہ۔ سیدہ ام کلثوم۔ اور سیدہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)  
حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ سے ہوئی۔ آپ کی اہلیہ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید  
بیمار تھیں۔ ان کی تیمارداری کی وجہ سے سیدنا عثمان حضور کی اجازت سے  
مدینہ شریف میں رُک گئے۔ اور غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ جب حضرت  
سیدہ رقیہ کی وفات ہوئی تو آپ کو بہت ملال ہوا اور کہا: ”افسوس ہے  
کہ خاندان نبوت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میری قرابت کا رشتہ ٹوٹ گیا“  
سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدنا عثمان رضی اللہ  
عنہ کی دل دہی اور جمعیت خاطر کے لئے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت سیدہ  
ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح کر دیا۔ اور حضور نے فرمایا: اے عثمان!  
اگر میری سولہ لڑکی بھی ہو اور ان کا یکے بعد دیگرے انتقال ہوتا جائے تو



میں یکے بعد دیگرے تمہارے نکاح میں دیتا جاؤں۔  
 (جواہر فریدی ص ۱۵۱، محسن اعظم اور محسنین ص ۱۲۸)  
 (مواہب لدنیہ ص ۱۹۶ جلد ۱)

## نتیجہ و نکتہ

سیدنا امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے بعد سید عالم ساقیؐ کو تر حضور رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ و سلام کی منجھلی صاحبزادی حضرت سیدہ رقیہ کا آپ سے نکاح ہوا۔ اور پھر ان کے وصال شریف کے یکے بعد دوسری دہا جزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا آپ کے عقد میں آئیں۔ معلوم ہوا سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت بڑا مرتبہ اور عظمت تھی۔ اور یہ خصوصیت صرف آپ ہی کو حاصل ہے۔ کہ نبی اکرم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ و سلام کی دو بیٹیاں آپ کے نکاح میں آئیں۔ اور جب سے کائنات پیدا ہوئی ہے اس وقت سے لے کر قیامت تک بجز سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نہ کوئی ہوا ہے اور نہ کوئی ہوگا جس کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں۔

گویا! سیدنا عثمان حسن طرح عرب کے لوگوں میں صداقت۔ دیانت اور امانت کی شہرت رکھتے ہیں۔ اسی طرح جملہ انبیاء کرام کی امتوں میں اس عقد شریف کی بدولت عزت و عظمت کی شہرت رکھتے ہیں۔ اس لئے سیدنا امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب شریف "ذوالنورین" یعنی دو نوروں والے مشہور ہوا۔

علیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کیا ہی

ایمان افسر و ز شجر قمراتے ہیں :-

نور کی سرکار سے پایاد و شالہ نور کا

ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑا نور کا

مسلمانو! سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شانِ اقدس سے متعلق زبدۃ العارفين  
حضرت خواجہ شہید الدین عطار رضی اللہ عنہ کی زبان سے سنئے: آپ کیا فرماتے  
ہیں

خواجہ حضرت کہ نور مطلق است

بل حناء وند و نور برحق است

آنکہ عرق قدس و عرفاں آمدہ است

صدر دین عثمانی عفان آمدہ است

رونق کال عرصہ کوئین یافت

انہ دل پر نور ذوالنورین یافت

یوسف ثانی بقول مصطفیٰ !

بحسب تقویٰ و حیا کان دنا

کار ذالقرنی بحیاں پر و اختہ

ہمان خود و رکان ایشان باختہ



ہم حدایت درجہاں وہم ہنر  
مشہر در عہد اوشد بیشتر

# حیا عثمان

## حکایت نمبر ۶۰

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دولت کدہ میں لیٹے ہوئے تھے اور حضور کی ران مبارک یا پندلی مبارک سے کپڑا ہٹا ہوا تھا اتنے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی حضور نے اجازت دے دی اور آپ اندر آ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح بدستور لیٹے رہے اور گفتگو فرماتے رہے پھر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آ گئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں بھی اجازت دے دی اور وہ بھی اندر آ گئے اور حضور پھر بھی بدستور لیٹے رہے اور گفتگو فرماتے رہے پھر حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آ گئے اور آپ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اٹھ بیٹھے اور اپنا کپڑا ابر فرسہ ماتے ہوئے ران یا پندلی مبارک کو ڈھانپ لیا اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دی حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب وہ لوگ چلے گئے تو

میں نے حضور سے دریافت کیا یا رسول اللہ! یہ کیا بات ہے کہ صدیق اکبر آئے تو آپ بدستور بیٹھے رہے۔ فاروق اعظم آئے تو بھی بدستور بیٹھے رہے۔ مگر جب عثمان آئے تو آپ فوراً اٹھ بیٹھے۔ اور کپڑا برابر فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! اے عائشہ! میں اس شخص سے حیا کیوں نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

(شرح صحیح مسلم شریف جلد ۱ ص ۵۵۳) (شکوۃ شریف ص ۵۵۳)

(جو ابر فرید کا ص ۱۲۹)

## نتیجہ و فکر

حضرت سیدنا امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت بڑی شان مقدس ہے کہ عرش بالا کے قدسی بھی اور خالق کائنات کا محبوب اور رحمتہ للعالمین رسول اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی سیدنا عثمان سے حیا فرماتے ہیں۔ پھر جو شخص حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارک میں بے ادبی اور گستاخی کرے گویا وہ کائنات کے تمام بے حیا دل سے برا ہے حیا اور بے غیرت ہے ❖

یوسف ثانی بقول مصطفیٰ

محر تقویٰ وحیا کان ونا



# چشمہ جنت

## حکایت نمبر ۶۱

وادی مکہ معظمہ سے جب جہا جرین ہجرت کر کے مدینۃ الرسول میں تشریف لائے۔ تو یہاں کا پانی پسند نہ آیا جو کھاری تھا۔ مدینۃ الرسول میں ایک شخص کی ملک میں چشمہ تھا۔ جس کا نام ”دومہ“ تھا۔ وہ شخص اپنے چشمہ کا پانی قیمتاً دیتا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے فرمایا کہ تم اپنا یہ چشمہ میرے ہاتھ جنت کے چشمے کے عوض بیچ دو۔ یعنی یہ چشمہ ہمیں دے دو۔ اور جنت کا چشمہ مجھ سے لے لو۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میری اور میرے بال بچوں کی معاش اسی سے ہے۔ مجھ میں طاقت نہیں۔ یہ خبر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو آپ نے ۵۰ ہزار روپے نقد دے کر اس شخص سے وہ چشمہ خرید لیا۔ اور پھر سید لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ۔ جس طرح آپ اس شخص کو جنت کا چشمہ عطا فرماتے تھے اگر میں یہ چشمہ اس سے خرید لوں تو کیا حضور وہ جنت کا چشمہ مجھے دے دیں گے؟ نبی اکرم روف الرحمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں دے دوں گا۔ عرض کی تو میں نے وہ چشمہ خرید لیا ہے۔ اور مسلمانوں پر میں اسے وقف کرتا ہوں۔ (معجم اعظم اور معجمین ص ۱۲۸ المجلد ۷ ص ۷۶)

(طبرانی شریف، الامن والصلوٰۃ ص ۲۶۲)

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ یقیناً اور قطعی جنتی ہیں۔ اور جنت مقدس کے ایک بے نظیر چشمہ کے مالک و مختار ہیں۔ اور

نتیجہ و کار

ہم کو یہ معلوم ہوا ہمارے حضور نبی کریم ﷺ رُفِّ الرِّعَیْمِ علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت اور جنت کی ہر شے کے مالک و مختار ہیں۔ اور جنت کی جو چیز بھی جسے بھی چاہیں اور جب بھی چاہیں عطا فرماتے ہیں۔

پھر وہ لوگ جو اس حقیقت کا انکار کریں وہ عظمت مصطفیٰ اور اختیار مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے خبر ہیں :-

## دستِ مصطفیٰ

### حکایت نمبر ۶۲

جب ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوہ خندق کے بعد بیت اللہ کی زیارت کا قصد فرمایا اور اس مقدس فریضہ کی طرف گامزن ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے۔ تو "حدیبیہ" کے مقام پر معلوم ہوا کہ مشرکین آمادہ فساد ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیفر بنا کر کے بھیجا اور فرمایا: قریش مکہ کے پاس جا کہ ان سے کہنا کہ ہمارا ارادہ کسی جنگ کا نہیں ہے۔ ہم صرف زیارت بیت اللہ کے لئے آئے ہیں۔ اور جو مسلمان مکہ معظمہ میں ہیں ان سے کہنا کہ گھبراؤ مت۔ مکہ معظمہ عنقریب فتح ہو جائے گا۔ چنانچہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہنشاہ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیامبر بن کر مکہ شریف پہنچے اور قریش مکہ کو ارشاد نبوی سنایا۔ قریش مکہ نے جواب دیا کہ اس سال تو ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مکہ میں نہ آنے دیں گے اور حضرت سیدنا عثمان سے کہا کہ آپ اگر کعبہ کا طواف کرتا چاہیں تو شوق سے



کر لیں۔ حضرت سیدنا عثمان نے جواب دیا۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں بغیر رسول کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طواف کروں۔ اور پھر وہاں سے اٹھ کر مکہ شریف کے ضعیف مسلمانوں کے پاس پہنچے اور ان کو مکہ شریف کی فتح کا مشرودہ سنایا۔ ادھر مقام حدیبیہ میں صحابہ کرام نے حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا کہ! عثمان بڑے خوش قسمت ہیں جو کعبہ معظمہ پہنچ گئے ہیں۔ اور بیت اللہ شریف کے طواف سے مشرف ہو گئے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! میں جانتا ہوں کہ عثمان بغیر میرے کبھی طواف نہ کریں گے۔ پھر جو حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو داپس آنے میں کچھ دیر ہوئی تو آپ کے متعلق یہ بات مشہور ہو گئی کہ قریش مکہ نے حضرت سیدنا عثمان کو شہید کر دیا ہے۔ اس بات سے مسلمانوں میں جوش پیدا ہو گیا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سیدنا عثمان کا قصاص لینے کے لئے اور کافروں کے مقابلہ میں جہاد میں ثابت قدم رہنے کی بیعت لی۔ اس بیعت مقدس میں چوں کہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ تھے اس لئے فخر کون و مکان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنا پایاں ہاتھ اپنے ہی دائیں ہاتھ میں لے کر فرمایا۔ کہ "یہ ہاتھ عثمان کا ہے۔ اور میں عثمان سے بیعت لیتا ہوں۔ یعنی چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک درخت کے نیچے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی۔ مگر مشرکین مکہ کو جب مسلمانوں کے جوش و غزم کی اطلاع ملی تو حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا اور صلاح کر لی۔ تفسیر خزان العرفان ص ۷۲، المصداق ص ۸۶

محسن اعظم اور عظیم ۱۴۹۰ تاریخ اعداۃ

خواجہ فریدی ص ۱۵۲

## نتیجہ و فکر

نبی کریم روضہ الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے  
 مبارک کو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 قدر دیا۔ گویا سیدنا عثمان کو نبی الموری صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص  
 تعلق اور نسبت حاصل ہے۔ پھر جو شخص بھی حضرت سیدنا عثمان کا مخالف  
 گویا وہ ہر دو دراصل اس مقدس نسبت کے پیش نظر شہنشاہِ ارض  
 حبیبِ گریہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مخالف اور دشمن ہے۔ اور میں  
 معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کریم علیہ السلام بہت زیادہ پیارے تھے۔ اور آپ کے دل بہارک  
 پیر نور کا اس قدر احرام و وقار اور تقدس تھا کہ بڑے بڑے روئے کائنات علیہ  
 وسلام کے بیت اللہ شریف کے طواف و عمرہ کو بھی نظر انداز کر دیا۔  
 میں معلوم ہوا کہ حضور دانا نے غیوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کا  
 کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید نہیں ہوئے اور وہ بحیرتِ مکہ شریف  
 میں۔ جبھی تو حضور نے اپنے ہاتھ کو سیدنا عثمان کا ہاتھ قدر ار دے کر ان  
 بیعت لی۔ اور سیدنا عثمان کی عزت و عظمت کو چار چاند لگا دئے۔ اور  
 معلوم ہوا کہ سیدنا عثمان نے قرآن کریم کو اپنے حافی طے اور سینے مبارک پر  
 کیا ہوا تھا۔ چوں کہ آپ کا تپ و جی بھی تھے۔ اس لئے آیاتِ قرآنی کے شان  
 اور مفہوم و نشانہ سے کما حقہ واقف تھے۔ بلکہ قرآنِ مقدس کے رموز و اشارے  
 سے بھی آشناء تھے۔ قرآنِ حکیم سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدس ہاتھ  
 سے جمع ہوا۔ اس نسبت و تعلق سے خالق کائنات اللہ رب العزت کے  
 سے جمع ہوا۔ کیونکہ حضرت سیدنا عثمان کا ہاتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا  
 نبی کریم کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔ تو گویا سیدنا عثمان کا ہاتھ رسولِ مصطفیٰ



آپؐ کو سیدنا عثمانؓ کے دستِ انور کا جمع شدہ قرآنِ مقدس در حقیقت اللہ تعالیٰ  
 ہاتھ سے ہی جمع شدہ ہے، پس جو شخص بھی اس حقیقت و صداقت کا  
 مار کرے گویا و عظمت عثمانؓ اور معارفِ قرآن سے نا آشنا ہے۔

بچوں! کُنڈاؤں کا کتبِ معیت رسولؐ

بر بجائے دستِ او دستِ رسولؐ

اور یہ مسئلہ حقیقت ہے کہ سیدنا امیر المومنین عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
 مقدس و ورطلاف کا سب سے بڑا دینی کارنامہ قرآنِ پاک کو اختلافِ قرأت  
 سے محفوظ کر کے ایک قرأت پر جمع کرنا ہے۔ اگر آپ کے روشن ترین عہد میں یہ کام  
 نہ ہوتا تو قرآن شریف بھی دوسری آسمانی کتابوں کی طرح اختلاف کا مجموعہ بن جاتا۔  
 آج جو ہمارے پاس قرآنِ مقدس ہے یہ بھی فیضانِ عثمانؓ کی انتھک محنت کا  
 ثمر ہے۔

## مقدس فیاض

حکایت نمبر ۶۳

شام کے سوداگر و زمینداروں کی تجارت کے لئے مدینہ الرسول میں آیا  
 جایا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ اطلاع دی کہ رومیوں نے عرب پر چڑھائی  
 کرنے کے لئے بہت بڑا لشکر جمع کر لیا ہے۔ دوسرے ذریعے سے بھی اس کی کہانی  
 خبر کی تصدیق ہو گئی۔ اس پر سرور کائنات ہادیؐ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس موقع پر حضور رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ  
وہ وسلم نے مالی اعانت کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اپیلی کی  
حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک تہائی فوج کے اخراجات و  
مصارف کی ذمہ داری قبول کی۔ اور کئی سو اونٹ، ستر گھوڑے اور رسد  
کے لئے ایک ہزار دینار پیش کئے۔ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جہاد  
فی سبیل اللہ میں اس مالی اعانت اور بے نظیر فیاض سے سرور ہے کساں صلی اللہ  
علیہ وسلم بہت ہی خوش ہوئے۔

(محسن اعظم اور خدین ص ۱۲۹، خواہر فریدی ص ۱۲۶)  
مشکوٰۃ شریفہ ص ۵۵۳

## نتیجہ فکر

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دین اسلام اور ناموسِ مصطفیٰ  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاطر طرح طرح کی اذیتیں بھی اٹھائیں۔ لیکن دین اسلام پر  
کسی قسم کی آہنج نہ آنے دی۔ حضور علیہ السلام کی اجازت مبارک سے حبشہ کی  
طرف ہجرت بھی فرمائی۔ اور جب کسی نے یہ غلط خبراؤں دی کہ تمام قریشی مکہ  
مسلمان ہو چکے ہیں۔ اس خبر کو سن کر آپ ﷺ نے محظومہ واپس تشریف لے آئے اور  
یہاں آکر مسیتیں جھیلیں پھر حبشہ مدینہ الرسول کی طرف شہنشاہِ لولاک

سارے ایک روایت کے مطابق جنگ تبوک کے موقع پر سیدنا حضرت  
عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے اور دس ہزار روپے بھی  
اس جنگ میں خرچ کئے (مواہب لدنیہ ص ۱۲۶ جلد ۱)



علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم برائے ہجرت ہوا تو آپ بھی اہل و عیال سمیت مدینہ شریف میں تشریف لے آئے۔ مدینہ الرسولی میں پہنچ کر آپ کسی کے دست نگر نہیں رہے۔ بلکہ تجارت شروع کر دی۔ اور خالق کائنات نے اس کاروبار میں خوب برکت ڈالی۔ آپ جس کام میں بھی ہاتھ ڈالتے بہت نفع ہوتا۔ آپ نے ہر وقت اور ہر گھڑی خدمت رسول اللہ اور خدمت صحابہ کرام کرنے کا ہمیشہ ہمیشہ کا دستور قائم کر لیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مال و جان سے خوب دین اسلام کی خدمت کی۔ سید در عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ آپ سے خوش رہے۔ اور آپ کے حق میں دعا کیا کرتے تھے۔ آپ کے مال سے دین اسلام کو بہت نفع دیا۔

## خلیفہ کا انتخاب

### حکایت نمبر ۶۴

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ سامنے آیا جس پر رد و نوا تک بحث اور گفتگو ہوتی رہی۔ اور کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ صورت حال کی اس نزاکت کو دیکھ کر بالآخر حضرت عبدالرحمن بن عوف جو جنس اللہ رحمہ اللہ تھے۔ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مسجد نبوی میں آئے۔ حضرت عبدالرحمن نے مختصر سا خط ارشاد فرمایا۔ اور اس کے بعد حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اس کے بعد حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اور پھر تمام مخلوق  
بیعت کے لئے ٹوٹ پڑی جس دن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام خلافت  
سنجھالی ہے۔ ۲۲۷ھ محرم کا مہینہ اور دو شنبے کا روز تھا تقریباً ایک سال  
مک آپ کے خلافت کا نظم و نسق حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے  
دور خلافت کے مطابق چلایا۔ اس کے بعد وقت کے تقاضوں کے مطابق چند  
تبدیلیاں بھی کیں۔ نرمی اور ملاطفت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مثال  
قائم کی۔ (المجلد ۱۵، محسن اعظم ص ۱۵)

## نتیجہ و فکر

امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت صدیقی میں مجلس  
شورائے کے معتمد رکن تھے۔ اسی طرح خلافت فاروقی میں آپ سیدنا  
فاروق اعظم کے مفتی اعظم تھے۔ آپ سے دینی مسائل میں فتوے لیا جاتا  
اور آپ وراثت کے مقدمات کا خالص طور سے فیصلہ کیا کرتے۔  
آپ بڑے دیانت دار اور راست باز تھے۔ اس لئے آپ جب  
مملکت اسلامیہ کے خلیفہ چنے گئے تو آپ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا  
فاروق اعظم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مملکت اسلامیہ کو ایک مثالی  
مملکت بنانا چاہتے تھے۔ مگر مفسدین نے آپ کو جیل نہ لینے دیا۔ اور یہ بھی  
معلوم ہوا کہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ  
کی خود بھی بیعت کی اور دوسرے صحابہ کرام نے بھی بیعت کی جو شخص بھی اس حقیقت  
سے انکار کرے گویا وہ دشمن علی ہے۔



# ظہورِ نقادیت

## حکایت نمبر ۶۵

امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ سال دور خلافت کا نصف زمانہ یعنی شروع کے چھ سال کامل امن و امان سے گزر گئے آخری چھ سالوں میں یہ امن و امان فتنہ و انتشار میں بدل گیا۔ آپ کے دور میں مجوسیوں اور زردیوں نے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور اسلامی حکومت میں انتشار پھیلانے کے لئے طرح طرح کی سازشیں اور ریشہ دوانیاں کیں۔ جب دشمن اور مفسد غم خوار و ہمدرد بن کر سازشیں کرتے ہیں تو بعض سیدھے سادے نیک لوگ بھی ان کے دام میں آ جاتے ہیں۔ یہی صورت حال خلافت عثمانی میں پیش آئی۔ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فطرۃ نیک، نرم خو، فیاض اور صاحبِ تحمل تھے، اس سے شرارت پسندوں کے حوصلے بڑھے، حضرت سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں امام وقت کی اطاعت کا وجود دینی جذبہ پر پایا جاتا تھا۔ اب اس میں کمی آگئی تھی، عجمی قوموں کے نومسلمانوں کی اور انہی خلافت عثمانی کے فتنوں اور ریشہ دوانیوں میں شریک رہنے والے لوگ عمال کے خلاف ہو گئے۔ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے اور عوام میں نامقبول بنانے کا بہم شروع کی گئی۔ یہ ایک ایسی آگ مٹی جھنگ کی آگ کی طرح پھیلتی اور بڑھتی ہی چلی گئی، حضرت سیدنا عثمان رضی

اللہ عنہ پر یہ اعترافات کئے گئے کہ آپؐ نے کیا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو معزول کر کے ان کی جگہ اپنے خاندان کے نااہل اور ناتجربہ کار افراد کو کیا۔ بیت المال میں تصرف بے جا کوروار کیا۔ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے روزینے بند کر دیئے، مدینۃ الرسول کے اطراف میں بقیع کو سرکاری پھراگاہ قرار دے کر عوام کو مستفید ہونے سے روک دیا۔ اپنے عاشقہ نشینوں اور قرابت داروں کو وسیع قطعات زمین عطا کئے کہ بعض مقدس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہر بدر کر دیا۔ شرعی حدود کے اجراء میں تساہل برتا دین میں بدعات پیدا کیں۔ مصری وفد کے ساتھ عہد و پیمان کا پاس و لحاظ نہ رکھا۔ ان الزامات کی تردید میں سیدنا امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عام مسلمانوں کے دُعا و ایک جامع تقریر فرمائی :-

مسلمانو! لوگ کہتے ہیں کہ میں اپنے خاندان والوں سے محبت کرتا ہوں۔ اور ان کے ساتھ میرا سلوک فیا قنا نہ ہے۔ لیکن میری محبت نے مجھے ظلم اور نا انصافی کی طرف مائل نہیں کیا۔ بلکہ میں ان کے صرف واجب حقوق ادا کرتا ہوں۔ اسی طرح میری قیامی بھی میرے اپنے مال تک محدود ہے۔ مسلمانوں کا مال نہ میں اپنے لئے حلال سمجھتا ہوں نہ دوسروں کے لئے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عہد میں بھی اپنے مال سے گراں قدر عطیے دیا کرتا تھا۔ اور اب جب کہ میں اپنی طبعی عمر کو پہنچ چکا ہوں زندگی ختم ہونے کے قریب ہے اور اپنا تمام سرمایہ اپنے اہل و عیال کے سپرد کر چکا ہوں۔ مفیدین ایسی باتیں شہور کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! میں نے کسی شہر پر خراج کا کوئی ایسا بار نہیں ڈالا کہ اس طرح کے الزام کے لئے کوئی وجہ ہوا نہ مل سکے۔ اور جو کچھ دسویں ہوا وہ اپنی لوگوں کے رفاہ و بہبود پر



صرف ہوا۔ میرے پاس صرف خمس آتا ہے۔ اور اس سے بھی میرے لئے کچھ لینا جائز نہیں ہے۔ مسلمانوں نے اس کو میرے مشورے کے بغیر مستحقین پر صرف کیا۔ بیت المال میں سے ایک پیسہ بھی ہرگز ذاتی تصرف میں نہیں لاتا۔ یہاں تک کہ اپنے مال سے کھاتا پیتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ تو نے مخصوص چراگاں بنائی ہیں۔ حالانکہ خدا کی قسم میں نے اسی چراگاں کو مخصوص قرار دیا ہے۔ جو تھ سے پہلے "خاص" کی جا چکی تھی۔ میں نے چراگاں کو مسلمانوں کے صدقے (دفاہ عام) پر محدود کر دیا۔ اس کو چراگاں اس لئے بنایا کہ والی صدقہ اور کسی دوسرے کے درمیان نزاع کی نوبت نہ آئے۔ پھر کسی کو نہ منع کیا۔ اور نہ ہٹایا۔ میرے پاس اس وقت دو اونٹنیوں کے سوا اور کوئی مولیشی نہیں ہے۔ حالانکہ جس وقت خلافت کا بارگراں میں نے اپنے سر لیا ہے تو میں عرب میں سب سے زیادہ اونٹ اور بکریاں رکھتا تھا۔ اور آج ایک اونٹ اور ایک بکری تک نہیں ہے۔ یہ دو اونٹ جو رہ گئے ہیں وہ حج بیت اللہ کی سواری کے لئے ہیں۔ (محسن اعظم اور محسنین ص ۱۵۶، اہلال ص ۱۵۷)

## نتیجہ و فکر

سیدنا امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے تراشے ہوئے الزامات کی تردید اور اپنی صفائی میں نہایت معقول، جامع اور فصاحت و بلاغت کے جو اہر پاروں سے پُر مغز تقریر فرمائی۔ جس سے یہ بدگمانیاں دور ہو جانی چاہئیں تھیں۔ لیکن شورش و بے امنی کی بجائے اور بڑھ گئی۔ سیدنا عثمان نے شورش کو روک کر فتنہ و فساد کو دبانے کے لئے آخری کوشش یہ کی کہ تمام عمال حکومت کی مشاورتی کمیٹی بھی طلب

فسد مائی۔ اور ان کی رائیں بھی لیں کہ حالات کو بہتر اور سازگار بنانے  
اور اس انتشار کو رفع کرنے کے لئے کیا کیا تدبیریں اختیار کی جائیں۔ مگر کسی  
کی بھی رائے اور تدبیر کارگہ ثابت نہ ہوئی۔ اور وہی ہو کر رہا جو روزِ ازل  
سے مسلمانوں کے مقدر میں ہو چکا تھا :

## جعلی خط اور پورش حکایت نمبر ۶۶

سیدنا امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قوم و ملت کی اصلاح  
کی کوشش فرما رہے تھے، لیکن مفسدین نے ٹھیک اس وقت اپنی الگ الگ  
پازٹیاں بنالیں اور اپنے آپ کو حاجی ظاہر کے مہینے شریفیت کی طرف کوچ کر  
دیا۔ جب یہ لوگ شہر کے قریب پہنچے تو وہاں ایک حملہ آور فوج کی شکل  
اختیار کر کے طرح اقامت ڈال دی۔ جب حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ  
کو اس منظر پرے کا علم ہوا تو آپ نے حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعدؓ  
و قاصؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو باری باری ان کے پاس بھیجا اور ترغیب  
دی کہ تمام مظاہرین اپنے اپنے علاقوں میں واپس چلے جائیں۔ تمام جائز مطالبات  
جلد پور کئے جائیں گے۔ تمام معاملات پر مسجد نبوی میں غور کیا گیا۔ طلحہؓ  
بن عبید اللہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے نہایت سخت الفاظ میں امیر المومنین  
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی۔ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ رضی



اللہ عنہا کی طرف سے پیغام آیا کہ آپ عبد اللہ بن ابی سرح کو جس پر صحابہ کے قتل کا الزام ہے کیوں مصر کی امارت سے الگ نہیں کر دیتے؟ جب سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اس خیال کی تائید فرمائی تو سیدنا عثمان نے ارشاد فرمایا یہ لوگ اپنا امیر خود تجویز کر لیں میں اس کو عبد اللہ بن سرح کی جگہ مقرر کر دوں گا لوگوں نے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا تو آپ نے ان کی تقرری اور عبد اللہ بن ابی سرح کی غیبت کی کافرمان لکھ دیا یہ فرمان لیکر محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ بیت سے مہاجرین و انصار کے ساتھ تشریف لے گئے۔ اور معاملہ ختم ہو گیا۔ لیکن اس واقعہ کے چند روز بعد مدینہ الرسول میں ناگہاں شور اٹھا کہ مفسدین کی جماعت پھر مدینہ شریف میں آگھسی ہیں۔ اور لوریش پیدا کر رہی ہیں۔ شور سن کر تمام مسلمان اپنے اپنے گھروں سے باہر نکل آئے۔ دیکھا کہ مدینہ شریف کے تمام گلی کوچوں میں انتقام انتقام کا شور مہمیا ہے۔ جب مفسدین سے ان کی اس حیرت انگیز واپسی کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر ایسا عجیب الزام لگایا کہ تمام لوگ دم بخود رہ گئے۔ انہوں نے کہا کہ محمد بن ابوبکرؓ قیسری منزل میں تھے۔ کہ وہاں سے خلافت عثمانی کا ایک شتر سوار گزر رہا جو نہایت تیز رفتاری کے ساتھ مصر کی طرف چلا جا رہا تھا۔ محمد بن ابوبکر کے رفیقوں نے اسے پکڑ لیا اور اس سے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ اور کہاں جا رہے ہو؟ شتر سوار نے کہا کہ میں امیر المومنین کا غلام ہوں اور حاکم مصر کے پاس جا رہا ہوں۔ لوگوں نے محمد بن ابوبکر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ ہیں حاکم مصر۔ شتر سوار نے کہا یہ نہیں ہیں۔ اور اپنے راستے پر چل دیا۔ لوگوں نے اسے دوبارہ پکڑ لیا۔ اور جب اس کی تلاشی لگئی تو اس کے خشک مشکیزہ کے اندر سے ایک خط ملا جس میں حضرت سیدنا عثمان کی

تھر کے ساتھ یہ لکھا تھا کہ محمد بن ابوبکرؓ اور ان کے غلام فلاں فلاں ساری ساری جہنم  
وقت بھی تمہارے پاس پہنچیں انہیں قتل کر دیا جائے۔ اور ہر شکایت کرنے والے  
کو تاحکم ثمانی قید رکھا جائے۔

مفسدین نے کہا:۔ حضرت سیدنا عثمانؓ نے ہمارے ساتھ دھوکہ  
کیا ہے۔ اب ہم ضرور ان سے انتقام لیں گے۔ حضرت سیدنا علیؓ نے حضرت  
طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعد رضی اللہ عنہم اور بہت سے صحابہ جمع ہوئے  
اور مفسدین نے "حضرت عثمانؓ کا خط" ان کے سامنے رکھ دیا۔ امیر المومنین  
حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی یہاں تشریف لے آئے۔ اور گفتگو شروع ہوئی  
حضرت علیؓ! امیر المومنین یہ غلام آپ کا ہے؟  
حضرت عثمانؓ! ہاں۔

حضرت علیؓ! امیر المومنین اس خط پر مہر آپ کا ہے؟  
حضرت عثمانؓ! ہاں یہ میری مہر ہے۔  
حضرت علیؓ! امیر المومنین کیا یہ خط آپ نے لکھا ہے؟  
حضرت عثمانؓ! میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر یہ حلف کرتا ہوں کہ یہ خط  
میں نے نہیں لکھا اور نہ میں نے کسی کو اس کے لکھنے کا حکم دیا اور نہ مجھے اس کے  
متعلق کچھ معلوم ہے۔

حضرت علیؓ! تعجب ہے کہ غلام آپ کا اور عثمانی آپ کی خط پر مہر آپ  
کی۔ اور پھر بھی آپ کو خط کے متعلق کچھ پتہ نہیں؟  
حضرت عثمانؓ! واللہ! نہ میں نے اس خط کو لکھا نہ کسی سے لکھوایا۔ نہ میں  
نے غلام کو دیا کہ وہ مصرعے جائے۔

اس جواب پر تمام مفسدین کہنے لگے کہ یہ بوڑھے ہو گئے ہیں کہ ان کو



ہر اور خط کی بھی خبر نہیں رہی۔ ان کو پہر عالی خلافت سے معزول کرنا ہی پڑے گا۔  
ورنہ انہیں ہم ضرور قتل کر دیں گے۔

واللہ اعلم بالصواب تاریخ الخلفاء ص ۱۱۱، سیرۃ الصالحین ص ۱۰۲

## نتیجہ و فکر

سیدنا امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف ابن سبا نے سازش کی اور مروان نے شرارت کی چونکہ مصر کا سابق حاکم اس کا رشتہ دار تھا اور اس کو یہ بات بری معلوم ہوئی اور یہ شخص بڑا نکمّا اور فتنہ باز تھا اور حالات مملکت اسلامیہ کے سازگار نہ رہے اور حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا وقت بھی قریب آ پہنچا۔

# شہادت سیدنا عثمان

## حکایت نمبر ۶

ابن سبا یہودی کی سازش اور مروان کی شرارت سے اہل بصرہ و کوفہ اور مصر والے سیدنا امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بے گناہ خون سے ہاتھ رنگے بغیر نہ رہ سکے چنانچہ مملکت اسلامیہ کے حالات دن بدن اور زیادہ ابتر اور نازک تر ہو گئے تو حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے منصفین نے خلافت سے دست بردار ہو جانے کے لئے کہا۔ اس پر آپ نے فرمایا:

جو خلعت مجھے اللہ تعالیٰ نے پہنایا ہے۔ اسے میں اپنے ہاتھوں سے  
 اتار دوں گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں دم آخر تک  
 صبر کروں گا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس انکار پر مفسدین نے کاشانہ  
 خلافت کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور یہ محاصرہ اتنا سخت تھا کہ کھانے پکانے  
 کی چیزیں تو ایک طرف رہیں۔ پانی تک اندر نہ پہنچنے دیا۔ مدینہ الرسول میں جو اگلا  
 صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ انہوں نے باغیوں کو بہت کچھ سمجھایا۔ مگر ان پر کسی کی  
 کوئی نصیحت کا رگڑ نہ ہوئی۔ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بھی قتل  
 بار باغیوں کو فساد و شورش کے بجائے امن و امان کی تلقین فرمائی۔ یہاں تک کہ  
 اپنے محصور مکان کی چھت پر چڑھ کر آپؐ نے باغیوں کے مجمع سے خطاب  
 فرمایا:-

”کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ  
 تشریف لائے تو یہ مسجد تنگ تھی۔ آپؐ نے فرمایا:- ”کون اس زمین کو  
 خرید کر مسجد کے لئے وقف کرے گا۔ اس کے صلے میں اس کو اس سے  
 بہتر جگہ جنت میں ملے گی۔“ تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی  
 تعمیل کی۔ اور تم ہو کہ مجھے اس میں نماز بھی نہیں پڑھنے دیتے۔ تم کو خدا  
 کی قسم دیتا ہوں! بتاؤ کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 جب مدینہ تشریف لائے تو اس میں ”ارومہ“ کے سوا میٹھے  
 پانی کا کنواں نہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:- اس کو کون  
 خرید کر عام مسلمانوں کے لئے وقف کرتا ہے؟ اہل سے بہتر اس سے



حسنت میں ملے گا۔" تو میں نے ہی اس وقت نبی اکرم روف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کی تو کیا اس کے پانی پینے سے مجھے محروم کر رہے ہو؟ کیا تم جانتے ہو کہ مسلمانوں کا وہ شکر جو بہت تنگی و محسرت کی حالت میں تھا اس لشکر کو میں نے ہی سنا نہ و سامان سے آراستہ کیا تھا؟

باغیوں نے اس کے جواب میں کہا کہ آپؐ نے جو باتیں بیان کیں ہیں وہ سب سچ ہیں۔ مگر ان سچی باتوں کا ان سنگدلوں پر کوئی اثر نہیں ہوا وہ جو منصوبہ بنا کر آئے تھے اسے پورا کئے بغیر کسی کی کوئی بات ماننے اور کسی دوسرے شخص پر سوچنے کے لئے تیار ہی نہ تھے۔ یہ دیکھ کر کہ بلوائی اپنی جگہ سے نہیں ہٹ رہے۔ اور بیت عثمانؓ کا محاصرہ بدستور کئے ہوئے ہیں۔ تو سیدنا امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ پھر ان سے مخاطب ہوئے:-

" میں خدا کا واسطہ دیتا ہوں۔ بتاؤ کہ حدیبیہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے سفیر بنا کر کئے نہیں بھیجا تھا۔ اور حضورؐ نے اپنے دست مبارک کو میرا ہاتھ قرار دے کر میری طرف سے خود ہی بیعت نہیں کی تھی؟

باغیوں نے اس پر یک زبان ہو کر کہا:- " آپؐ سچ کہہ رہے ہیں۔" مگر اس کے باوجود باغی آپؐ کے درپے آنا نہ چاہتے۔ چالیس روز محاصرہ کرنے کے بعد باغی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے مشورے کرنے لگے۔ آپؐ نے یہ مشورے اپنے مقدس کالوں سے مٹنے تو مجمع سے آخری بار مخاطب ہو

کر فرمایا۔

”لوگو! آخر کس جرم پر تم میرے خون کے پیاسے ہو؟ اسلام کی شریعت میں کسی کے قتل کی صرف تین ہی صورتیں ہیں۔ یا تو اس نے بد کاری کی ہو، تو اس کو سنگسار کیا جائیگا یا اس نے بالارادہ کسی کا قتل کیا ہو، تو وہ قصاص میں مارا جائے گا، یا وہ مرتد ہو، تو وہ قتل کیا جائے گا، میں نے نہ تو جہالت میں اور نہ اسلام میں کبھی بد کاری کی، نہ کسی کو قتل کیا، اور نہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہوا، میں اب بھی گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے، اور حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے بندے اور رسول ہیں۔“

لیکن باغیوں پر اس درد انگیز اور صدمہ قات آمیز تقریر کا کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بھی خواہوں نے مشورہ دیا کہ اس مکان سے چھپ کر نکل جائیے۔ آپ نے اس کے جواب میں کیا ہی اہمیان افروز جواب دیا۔

”اپنے ہجرت کا مکان اور حوالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑ سکتا۔“

امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دانا نے غیوب علیہ الصلوٰۃ کی بشارت کے مطابق یقین تھا کہ آپ کی شہادت مقدر ہو چکی ہے، اتمام حجت کے لئے جو کچھ



آپؐ کر سکتے تھے وہ آپؐ نے کیا شہادت سے قبل آپؐ نے اپنے میں غلاموں کو آزاد کر دیا۔ اپنی اہلیہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ شہادت کا وقت قریب آگیا ہے۔

آپؐ نے ہمد آمار کر پاجامہ پہنا۔ اور قرآن شریف کھول کر تلاوت میں مصروف ہو گئے۔ باغی مکان میں گھس آئے۔ حضرت سیدنا علیؑ کے صاحبزادے حضرت حسنؑ جو دروازے پر مدافعت عثمان کے لئے متعلق تھے۔ وہ بھی زخمی ہو گئے۔ باغیوں میں سے ایک سنگدل نے لوہے کا ٹکڑا اس زور سے حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی مبارک پر مارا کہ آپ اس کا رسی چوٹ کی تاب نہ لا کر پہلو کے بل گر پڑے۔ دوسرے باغی نے ایک اور ضرب لگائی جس سے شریف سے خون بہنے لگا۔ ان باغیوں میں ایک سے ایک زیادہ سنگدل تھے یہاں تک کہ ایک شقی تو سینہ منہ پر چڑھ گیا۔ اور پے در پے وار کرتے لگا پھر ایک اور باغی نے بڑھکر تلوار کا وار کیا۔ وفادار بیوی نے جو مظلوم شوہر کے پاس ہی بیٹھی تھی۔ اس وار کو روکنا چاہا ان کی تین انگلیاں شہید ہو گئیں۔

وقت ضرورت چو نہا نہ گریز

دست نگیرد سر شمشیر تیز

سیدنا امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عالم میں قرآن شریف کے یہ الفاظ تلاوت کر رہے تھے۔ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ۔ اے عثمان! تیرا بدلہ لینے کو تیرا اللہ کافی ہے۔

جمعۃ المبارک کے دن عصر کے وقت کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ

إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ بِرَحْمَةِ اللَّهِ  
اپنی جان جان آفریں کے سیر کی

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ  
(عین العظم اور عینین ص ۱۶۲، تاریخ الخلفاء ص ۱۱۲)  
(جواہر فریدی ص ۱۵۸، سیرۃ الصالحین ص ۱)  
(پہلی حواشیات ص ۳۴۸)

## نتیجہ و نکر

باغیوں کی شورش اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ دو دن تک حضرت سیدنا عثمان  
رضی اللہ عنہ کی لاش بے گور و کفن پڑی رہی۔ ہفتے کا دن گزرنے کے بعد رات  
کی تاریکی میں صرف سترہ آدمیوں نے مدینۃ النبی سے کابل و مراکش تک کے  
اسلامی فرمانروا کے جوازے کی نماز پڑھی۔ علم و بردباری ان غیرت و حیا کے  
مجھے اور شرافت کے اس پیکر کو جنت البقیع میں سپرد خاک کر دیا۔

گویا! عبد اللہ بن سبا یہودی کی سازش رنگ لائی اور اہل مصر اس  
کے منصوبہ کا شکار ہو کر مسلمانوں میں ایک عظیم فتنے کے ظہور کا موجب بن گئے۔  
اور یہی فتنہ پھر حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور میں اور بھی تیز تر ہو گیا۔  
اور یہودیت مختلف روپوں، صورتوں میں ظاہر ہوئی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا  
کہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بنی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
سے اپنی شہادت کا سارا قصہ معلوم ہو چکا تھا۔ اور آپ رضی برضائے  
الہی تھے۔ اسی واسطے آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مفسدین سے لڑنے  
کی اجازت نہ دی۔ اور نہ ہی شام و عراق سے کوئی فوج منگوائی۔ اور یہیں یہ



بھی معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی طرح  
 حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی کچھ کم نہیں بلکہ اس سے بھی  
 زیادہ دردناک ہے کہ بلا میں ظالموں نے صرف تین دن پانی بند کیا تھا مگر  
 یہاں چالیس روز سے بھی زیادہ پانی بند رہا۔ اگر سیدنا حسین مظلوم ہیں تو  
 سیدنا عثمان ان سے بھی بڑھ کر مظلوم ہیں۔ رضی اللہ عنہما :-

## دردناک اشعار حکایت نمبر ۶۸

سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دردناک اور معنائب و  
 الم کا واقعہ صرف حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی غم نصیب آنکھوں کے سامنے ہوا۔  
 انہوں نے سیدنا عثمان کو ظالموں کے ہاتھوں ذبح ہوتے دیکھا تو آپ کوٹھے پر  
 چڑھ کر پکارنے لگیں :-

لوگو! امیر المؤمنین شہید ہو گئے۔

مسلمانو! امیر المؤمنین شہید ہو گئے۔

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے دوست و احباب دوڑتے ہوئے محل سرا  
 کی طرف آئے۔ تو حضرت سیدنا عثمان فرش خاک پر زنج کھٹے ہوئے پڑے  
 تھے۔ جب یہ مصیبت انگریز خیرمدینۃ الرسول میں پھیلی تو لوگوں کے ہوش اُڑ گئے۔  
 اور مدہوشانہ دوڑتے ہوئے محل سرا کی طرف آئے مگر اب یہاں کیا رکھا تھا ؟

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امام حسینؑ کو ایک طمانچہ مارا اور ایک مکہ  
 امام حسینؑ کی چھاتی پر دیا۔ مگر اب یہ سب کچھ بعد از وقت تھا۔ سیدنا عثمان  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ محل سرا کے اندر خون میں ڈوبے پڑے تھے۔ اور محاصرہ  
 اب بھی جاری تھا۔ ایک صاحب درد شاعر شہادت عثمانؓ سے متعلق آیت  
 کی زوہر محترمہ کی کیا ہی خوب تر جانی کرتے ہیں۔ ۵

پیش کہ از درد کنم سینہ چاک

خاک بفرق انگشتم از دست خاک

حال کرا گویم و ہم درد کو

ہم نفس از من آں مرو کو

خاک شد آں صورت زیبائے او

اے سر من خاک کف پائے او

ہم نفس نیست دریں بوستان

باکہ تو آں گفت غم دوستان

مخت وے یا شد ازیں سینہ دور

کز بچنیں درد مشاند صبور



گلی کہ در ان مجلس یاران بود  
 گل نتوان گفت کہ خار ان بود  
 شہر پر از خلق جہا پر زیار  
 جان خراہم نپذیر و قہار  
 (خواہر فریدی ۱۵۵)

### نتیجہ منکر

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہادت کے وقت  
 تلاوت کلام اللہ شریف فرما رہے تھے۔ اور قرآن مجید آپ کے سامنے  
 کھلا ہوا تھا۔ اس لئے خون ناحق نے جس آیت پاک کو گلین فرمایا، وہ یہ تھی  
 نَسِيكَ فَيَكْفُرُكَ اللَّهُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْحَقِيقَةِ ! اے عثمانؓ تیرا بدلہ  
 لینے کو تیرا اللہ کافی ہے۔ وہ علیم ہے اور حکیم ہے۔  
 شہادت سیدنا عثمانؓ پر سیدنا علیؓ کا کوئی تعلق نہیں بلکہ امیر المؤمنین  
 کی شہادت پر

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا۔ "میں عثمانؓ  
 کے خون سے بری ہوں"

☆ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ "لوگو! واجب ہے کہ اس  
 بد اعمالی پر کوہِ اُحد پھٹے اور تم پر گرے"

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "حضرت عثمانؓ جب تک زندہ

تھے۔ خدا کی تلوار نیام میں تھی۔ آج اس شہادت کے بعد یہ تلوار نیام سے نکلے گی اور قیامت تک کھلی رہے گی۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے منہ مایا! اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بھی مطالبہ نہ کیا جاتا تو لوگوں پر آسمان سے پتھر برستے۔

☆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "قتل عثمان کا رخنہ قیامت تک بند نہیں ہوگا۔ اور خلافت اسلامی مدینہ سے اسی طرح نکلے گی کہ وہ قیامت تک کبھی مدینہ میں واپس نہیں آئے گی۔"

☆ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب شہادت عثمان کی خبر سنی تو گھر سے باہر تشریف لے آئیں۔ اور افسوس کرتیں۔

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے شہادت کی خبر سنی تو ان کی زبان سے بے اختیار چند دردناک اشعار جاری ہوئے۔ ترجمہ سنئے :-

آپ نے اپنے دونوں ہاتھ باندھ لئے اور اپنا دروازہ بند کر لیا۔

اور اپنے دل سے کہا۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے آپ نے اپنے ساتھیوں

سے کہا دشمنوں کے ساتھ لڑائی مت کرو۔ آج جو شخص میرے لئے

جنگ نہ کرے وہ خدا کی امان میں رہے۔ اسے دیکھنے والے! حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے واپس کا میل جنت کس طرح ختم ہوا

اور خدا نے اس کی جگہ بعض وعداوت مسلط کر دی۔ حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ کے بعد بھلائی مسلمانوں سے اس طرح دور نکلے گی جس طرح

تیز اندھیاں آتی ہیں۔ اور چلی جاتی ہیں۔



# خون عثمان کا اثر

## حکایت نمبر ۶۹

امیر المومنین جانشین رسول الثقلین حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر آنا نا تمام مملکت اسلامیہ میں پھیل گئی، اس وقت حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا جملہ ارشاد فرمایا کہ بعد کے تمام واقعات صرف اسی ایک جملے کی تفصیل ہیں۔ پچانچہ آپ نے ارشاد فرمایا :-

سیدنا عثمان کے قتل سے اسلام میں ایک ایسا رخنہ پڑ گیا ہے کہ اب وہ قیامت تک بند نہیں ہوگا۔ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا خون آلود کرتے اور حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی کٹی ہوئی انگلیاں۔ امیر المومنین حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلک شام میں بھیج دی گئیں۔ جب سیدنا عثمان کا مقدس گرتہ مجمع میں کھولا گیا۔ تو حشر برپا ہو گیا۔ اور ”انتقام“ ”انتقام“ کی صد اؤں سے فضا گونج اٹھی۔ بنی اُمیہ کے تمام اراکین حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گرد جمع ہو گئے۔ یہاں یہ نکتہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ امیر المومنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بلکہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد اُمیہوں اور عباسیوں کی خلافت کے آخر تک یہی قدر بھی واقعات پیش آئے ان میں ہر ایک سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدس خون کا اثر برابر موجود ہے۔ یہ ایک ایسا دردناک واقعہ ہے۔

جس سے تاریخ اسلام کا رخ بدلت گیا۔ جو کچھ جنگِ مجل میں ہوا۔ وہ بھی یہی تھا۔  
 اور جو کچھ کہ بلا میں پیش آیا وہ بھی یہی تھا۔ اور جو کچھ اس کے بعد اُمویوں  
 اور عباسیوں نے کیا وہ اسی ایک ظلم کے لازمی منطقی نتائج تھے۔  
 (الاحلال ص ۹)

## نتیجہ فکر

سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ مصطفیٰ علیہ السلام کی ایک  
 محبوب شخصیت تھے۔ آپ پر ظالموں نے ظلم کیا۔ اس لئے آپ مظلوم تھے۔ اور  
 یہ ایک حقیقت ہے کہ خونِ مظلوم ایک نہ ایک دن ضرور رنگ لاتا ہے۔ اور  
 یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد بنی امیہ  
 اور بنی ہاشم میں جو کچھ بھی ہوا اس میں خونِ عثمان کا رفرما تھا۔ یعنی سیدنا امیر  
 معاویہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم کی آپس کی کشمکش اور وادیِ کربلا کے تپتے  
 ہوئے صحرا میں جو کچھ بھی ہوا اور جو ہولناک آگ بھڑک اٹھی یہ خونِ عثمان کا  
 ہی کار و داثر تھا۔



# باب ششم

امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

علیؑ کی آمد

حکایت نمبر ۷۰

بہاریں چین اپنی دکھلا رہے ہیں      ہواؤں کے دامن کو لہکا رہے ہیں  
 طہور نوا سنج بھی گار رہے ہیں      مرے شوق کو وجد میں لار رہے ہیں  
 علیؑ آ رہے ہیں علیؑ آ رہے ہیں

زمین چین گل کھلانے لگی ہے      بہار طرب رنگ لانے لگی ہے  
 مشرت اثر یہ جمانے لگی ہے      کدورت کو دل سے مٹانے لگی ہے  
 علیؑ آ رہے ہیں علیؑ آ رہے ہیں

دل افروز آتی ہیں اٹھ کر کھٹائییں      چلیں ہر طرف ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں  
 بہکنے لگیں روح پرور فضا میں      ہر اک سو سے آنے لگیں یہ صدا میں

علیؑ آ رہے ہیں علیؑ آ رہے ہیں

سورہ کعبہ تو جو بن پہ بطحا ہے رشک بہشت بریں شہر گہ  
حرم ضو فشانے سے ہے جگمگاتا ہے مابین ارض و سما کوئی کہتا

علیؑ آ رہے ہیں علیؑ آ رہے ہیں

ہے صفت یہ ایمان والہاں کی رونق ہے ہر اک صفت یہ قرآن کی رونق

دل افروز ہے بلغ رضواں کی رونق بتاتی ہے یہ بیت نیرواں کی رونق

علیؑ آ رہے ہیں علیؑ آ رہے ہیں

شجاعت ہے نازاں عدالت خداں مسترت میں عفت و حکمت شاداں

ہے کھراؤر بدعت کی حالت پریشاں عظیم خانے اب ہونہوالے میں ویراں

علیؑ آ رہے ہیں علیؑ آ رہے ہیں

نتیجہ و فکر

لرز اٹھے اسنام کعبے کے اندر ہے توحید کا بول بالا سدا سر

اٹھا شور کعبہ میں اللہ اکبر چلے گھر سے کہتے ہوئے یہ پیغمبر

علیؑ آ رہے ہیں علیؑ آ رہے ہیں



# مرتبہ علی

## حکایت نمبر ۱۱

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد گرامی فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تم میرے پاس ایسے ہو جیسے حضرت ہارون تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(صحیح مسلم شریف ص ۹۷ جلد ۲)

## نتیجہ و فکر

سیدنا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت بڑی شان مبارک ہے۔ چنانچہ اس حدیث مبارکہ سے بھی آپ کی فضیلت و بزرگی ظاہر ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم روف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس امت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو وہ عظیم مرتبہ حاصل ہے جو کہ بنی اسرائیل میں حضرت ہارون علیہ السلام کو تھا۔ مگر اس میں فرق صرف اتنا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام پیغمبر خدا تھے۔ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ پیغمبر خدا نہ تھے۔ کیوں کہ ہمارے حضور و انجیل محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الانبیاء (علیہم السلام) تھے آپ کے بعد کوئی بھی نبی نہیں آسکتا۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کیا ہی ایمان افروز شعر کہتے ہیں۔

کہتے ہیں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ زَا حَسَنَ خُدا ہست

پروردہ ناموس دین مصطفیٰ ہست

مسلمانوں! ہمارے حضور نبی آخر الزماں ہیں۔ اور آپ کے بعد کسی دینی نبی کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا زاد بھائی تھے۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہمارے حضور پرورد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی تھے۔ اور نبی رحمت نے یہ حدیث مقدس اس وقت فرمائی تھی جب کہ حق و باطل کا معرکہ "جنگ تبوک" میں ہونے والا تھا۔ اور حضور نے اپنا قائم مقام حضرت علی کو مدینہ الرسول میں کیا۔ اور خود رزم گاہ میں تشریف لے گئے۔ بلکہ مولائے مشکل کشا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ میں یہ عرض کیا تھا۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر تشریف آئے۔ آپ مجھ کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ کر عازم رزم گاہ ہو رہے ہیں۔ تو اس وقت شہنشاہِ ارض و سماء رطب اللسان ہوئے۔

”اے علی! تم خوش نہیں ہوتے کہ تمہارا حال ہارون کا سا ہے۔“

یعنی جب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور پر تشریف لے گئے تو حضرت ہارون کو اپنا قائم مقام مقرر کر گئے تھے۔ اور یہاں پہ یہ مقام قابلِ غور ہے کہ اس حدیث مبارک سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ :



حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو۔ "علی تم میری وفات کے بعد بھی خلیفہ ہو گئے۔ کیوں کہ حضرت ہارون علیہ السلام سیدنا کلیم اللہ کی حیات ہی میں انتقال کر چکے تھے، اور وہ ان کے بعد خلیفہ نہیں ہوئے غرض یہ کہ وجہ تشبیہ صرف ایک بھی کافی ہوتی ہے۔ اور یہاں پر دو وجہیں موجود تھیں۔ ایک قرابت جیسے ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ دوسری خلافت اپنی قوم پر۔ اب ساری باتوں میں ہارون کی مثل ہونا ضروری نہیں اور حدیث شریف میں یہ صاف عیاں ہے کہ "میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

تو معلوم ہوا کہ اور باتوں میں جناب ہارون سے جناب علیؑ کی مماثلت موجود ہے۔ حالانکہ حضرت ہارون علیہ السلام کی ایک صفت یہ تھی کہ سیدنا موسیٰ کے بعد سارے بنی اسرائیل میں آپ افضل و اعلیٰ تھے۔ پھر اس لحاظ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بھی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بزرگی و فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی شیخین کی خلافت میں کوئی قرح نہ ہو۔ اس لئے کہ خلافت مفضول کے باوجود فاضل کے درست ہوتی ہے۔ خاص کر اس صورت میں جب کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا متعدد احادیث میں اشارہ موجود ہے۔ اور اس بات پر سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اتفاق کیا ہے۔ حتیٰ کہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی چھ ماہ کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پر بیعت کی۔ اور مفسدین کا استدلال اس حدیث شریف سے مردود ہوتا ہے۔ کیوں کہ خلافت اپنے گھروالوں میں بحالت حیات اور خلافت امت کو وفات کے بعد مقتضی نہیں۔ اور قیاس ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت ہارون کی موت سے حضرت موسیٰ کے سامنے اور جناب ہارون علیہ السلام ایک خاص

مقصد، خاص وقت میں خلیفہ ہونے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی  
 میں پھر ایسا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے بھی بھنا چاہیئے۔ اب مفسدین  
 کو چاہیئے کہ وہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا عثمان  
 ذوالنورین رضی اللہ عنہم کی ذات مبارکہ پر اعتراض نہ کریں، اور انہیں  
 غاصب نہ سمجھیں۔ ہر کام قانون قدرت کے بغیر وقت سے پہلے نہیں ہوتا۔

جب خدا چاہے تیسری پردہ دری

اس کے پیاروں سے کرے تو مسخری

# عاش کی ذرہ

## حکایت نمبر ۱۷

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا زہرہ جنگ صفین میں گم ہو گئی تھی۔ لڑائی  
 کے بعد جب آپ کو فخر شریف لائے تو وہ ایک یہودی کے پاس علی آپ  
 نے یہودی سے فرمایا: یہ میری زہرہ ہے، جس کو میں نے نہ ہبہ کیا ہے، اور  
 نہ کسی سے بیچا ہے۔ یہ یہودی نے کہا: یہ میری زہرہ ہے، اس لئے کہ میرے  
 قبضہ میں ہے۔ آپ نے قاضی شریح کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا۔ اور  
 یہودی کے ساتھ شریح کی عدالت میں حاضر ہوئے۔ قاضی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ



کے بیان سنئے۔ آپ نے فرمایا یہ میری زرہ ہے۔ جو میں نے کسی سے بھی نہ پہنے  
کی۔ یہودی نے بیان دیا کہ یہ میری زرہ ہے۔ اور میرے قبضہ میں ہے۔  
قاضی شرعی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا۔ ”اسے علی اگر کوئی گواہ  
ہے تو لاؤ۔“

آپ نے فرمایا۔ میرا غلام قنبر اور حسن گواہ ہیں۔ قاضی شرعی نے کہا  
بیٹے کی شہادت باپ کے حق میں نہیں سنی جاسکتی۔ حضرت علی کے نزدیک  
بیٹے اور غلام کی گواہی جائز تھی۔ مگر قاضی صاحب کے نزدیک جائز نہ تھی۔  
اور یہ مسئلہ امیر المومنین اور قاضی شرعی کے مابین مختلف فیہ تھا، اس لئے  
قاضی صاحب نے اجتہاد پر عمل کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دعویٰ خارج  
کر دیا۔

قاضی شرعی کی عدالت سے باہر نکلنے پر یہودی نے حضرت علی رضی اللہ  
عنہ کے چہرے کو بغور دیکھا تو اسے کوئی رنج و ملال نظر نہ آیا۔ یہودی دل میں  
سوچنے لگا کہ حضرت علی نے خلیفہ وقت ہونے کے باوجود اپنا دعویٰ خارج  
ہوتے ہوئے دیکھ کر کوئی غصہ نہیں منایا۔ اور آپ مطلق برہم نہیں ہوئے۔  
آخر کسی چیز نے انہیں اس بات سے روکا ہے؟ یہودی کے دل نے خود  
ہی اس سوال کا جواب دے دیا۔ کہ اسلام نے! چنانچہ وہ یہودی فوراً  
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قدموں میں گر گیا۔ اور عرض کی۔ حضور! میں نے آپ  
کی زرہ لی اور آپ نے میرا دل بے لیا۔ یہ کہہ کر کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ  
لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ پڑھتے  
ہوئے مسلمان ہو گیا۔

(یادگار علی ص ۸۸)

## نتیجہ و فکر

دین مصطفائی نے عدل و انصاف کا تمام مسلمانوں کو درس دیا ہے اور ہمارے اسلاف نے بھی ہر حال میں عدل و انصاف کا دامن مضبوط نہ چھوڑا اور اسلام کی نظر میں قانون چھوٹے بڑے راعی اور عایا اور امیر و غریب یعنی اپنوں اور بیگانوں کے لئے یکساں ہے اور ادیا اور باقی نے بھی اسی عدل و انصاف کی شمشیر سے دنیا تو کیا ہر لوگوں کے دلوں کو بھی فتح و مسخر کر لیا ہے۔

## فاتح خیمبر

### حکایت نمبر

مفسور علیہ الصلوٰۃ و سلام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مقدس فکر کو لے کر خیمبر کے یہودیوں کی سرکوبی کے لئے تشریف لے گئے اور خیمبر پر یہودیوں کے تمام قلعوں کو فتح کر لیا۔ صرف ایک قلعہ "موصی" نامی جو تخت گاہ مرحب تھا۔ کئی مقدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جانے پر بھی سر نہ ہوا۔ زیادہ دن لگ گئے مگر کامیابی معدوم تھی تو مفسور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا :-

"کل میں اس شخص کو علم دول گا میں کے ہاتھ پر خدا فتح دے گا۔"



اور جو خدا اور خدا کے رسول کو چاہتے ہیں۔ اور خدا اور خدا کا رسول  
بھی اس کو چاہتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرار دیا کہ دیکھو کل علم کس کو ملتا ہے  
چنانچہ دوسرے دن حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ  
کو یاد فرمایا۔ حضرت علی کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ اور ایسی دکھتی تھیں کہ دوسرے  
لوگ سہارا دے کر آپ کو بارگاہ مصطفیٰ میں لاتے آپ نے اپنا لہجہ  
وہیں شریف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی آنکھوں میں لگا دیا۔ جس سے  
ان کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ اور دعا فرمائی۔ اور اپنے دست مقدس سے  
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا۔ اور فرمایا جاؤ تم اس قلعہ کو فتح کرو۔ حضرت  
علی رضی اللہ عنہ جھنڈا اور شکر اسلام سے کر قلعہ کی طرف بڑھے تو قلعہ کا مالک  
مرحوب حضرت علی کے مقابلہ میں آیا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

قَدْ عَلِمْتُ خَيْرَ رَأِيٍّ مَرْحَبٍ

شَاكِي السَّلَاحِ يَطْلُ مَجْرَبٍ

\* خیر مجھے جانتا ہے کہ میں، مرحوب ہو۔ کون مرحوب ؟

وہ جو مسلح اور مجبور کا رہنما اور ہے

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرحوب کا یہ شعر سنا تو آپ

نے جواب میں یہ شعر پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔

أَنَا الَّذِي سَمَّيْتَنِي أُمِّي حَيْدَرًا !

كَلِمَتِ غَايَاتِ كِدِّهِمْ أَلْمَنُطَرًا !

یعنی سن اور حرب! "میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے شیر رکھا ہے۔ جو جنگل کے شیروں کی طرح تہیب ہے۔"

مرحب بڑا شان و شوکت سے رزم گاہ میں آیا تھا۔ مگر حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی حملہ میں اس طرح تلوار کی ضرب لگائی کہ مرحب کی سپر کو کاٹتے ہوئے اس کے سر پر پہنچی۔ اور سر کے دو ٹکڑے کر کے اس کے بدن کے بھی دو ٹکڑے کر دیئے۔

میر خود سر کو کاٹا چہرہ کاٹا حلق سے نکلی  
ندائے الحذر ہر سوز بانِ خلق سے نکلی

مرحب خاک پر لوٹنے لگا، مرحب کو اس حالت میں دیکھ کر اس کے ساتھیوں نے قلعہ سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ لیکن بہادرانِ اسلام نے جان پر کھیل کر ایسا حملہ کیا کہ یہودی ہمت ہار کر بھاگے۔ اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ سیدنا شیر خدا اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ قلعہ کے بھاٹک پر پہنچ گئے۔ اور قلعہ کے دروازہ کو پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ پل بھر میں اسے اکھاڑ کر الگ پھینک دیا۔ اور سب مسلمان قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ مسلمانوں کی اس یلغار سے یہودیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور قلعہ فسخ ہو گیا۔

عن اعظم اور تحسین ص ۱۶۶

(تاریخ اسلام ص ۲۵۵ ج ۱ "یادگار علی ص ۱۲)

نتیجہ فکر

ہر صحابی اس شرف کا امیدوار تھا مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کو



یہ شرف مقدر فرمادیا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علم حضرت علی کو عطا فرمایا۔ اور شیر خدا کے ایک ہی جھلے میں خیمہ فتح نہو گیا۔ معلوم ہوا شیر خدا بہت بڑے بہادر اور جری تھے۔ اور یہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا اور صدقہ تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حق کے آگے باطل کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ حق کو فروغ ملتا ہے۔ اور باطل کو شکست سے ہمکنار ہونا پڑتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ باطل کی قوتوں کے سامنے حق کو فخر یہ طور پر پیش کرنا چاہیئے۔ اور اپنی تعریف بھی کرنی چاہیئے۔ تا آنکہ باطل کی قوتیں پاش پاش ہو جائیں۔ اور یہ بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہوا کہ مقبولانِ حق کی بہت بڑی طاقت و ہیبت ہوتی ہے۔ جو وزنی دروازوں کو کسی آدمی مل کر کھولتے تھے وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آتنا بڑا دروازہ اپنے ایک ہی ہاتھ سے اکھاڑ کر پرے پھینک دیا۔

## علیؑ کو وحییت

### حکایت نمبر ۷۴

لوں نبی بولے عشقی سے اے علیؑ

شیرِ حق تو پہلو الٹو اور جبری

اپنی شیری پر نہ کرنا اعتماد

سُورہ لے لے سایہ رخنہ لے مُراد  
 طاغیوں کرتے ہیں سب سو طرز سے  
 راحت و تندرست رہی کے لئے  
 تو تندرست عقل و دل سے کمر حصول  
 ہے کمال اور نیکی پر غرہ فضول  
 اسے علیٰ سب چھوڑ کر طاعات راہ  
 ڈھونڈ بس اک سایہ حنا صا الہ

(الہام منقول ترجمہ مشنوی شریف ص ۳۲۵)

### نتیجہ فکر

ہر کوئی طاغی کی جانب سے رواں دیتا ہے اخلاص کا اپنے نشان  
 عاقلوں کے سامنے میں تو ہے پناہ تاکہ پائے دشمن جاں سے پناہ

اک یہی طاعت مطابقت تہ سے ہے  
 اس سے سبقت کر جو سابق تہ سے ہے



# باب مدنیۃ العلم

## حکایت نمبر ۵۷

حضرت علامہ اسماعیل حق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ "سارے علوم  
قرآن پاک میں ہیں اور قرآن پاک کے سارے علوم سورۃ فاتحہ میں ہیں۔  
اور سورۃ فاتحہ کے سارے علوم "بسم اللہ" میں ہیں۔ اور "بسم اللہ"  
کے سارے علوم "بسم اللہ شریف" کی "ب" میں ہیں اور پھر سیدنا  
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو باب مدنیۃ العلم ہیں آپ فرماتے ہیں۔

أَنَا النُّقْطَةُ تَحْتَ الْبَاءِ

"ب" کے نیچے کا نقطہ میں ہوں۔

(روح البیان ص ۱۷۹ محافل و مجالس ص ۳۷)

نتیجہ فکر

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فطرۃ ذہین اور طباع تھے۔ آپ  
کی پرورش اور تربیت شاہ لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگرانی  
میں ہوئی تھی۔ گویا۔ ع

جمال ہمنشیں درمن اثر کرد

کے مصداق آپ زنگ مصطفائی میں رنگے ہوئے تھے۔ چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بچپن ہی میں حضور رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کی سعادت حاصل رہی اور شافع یوم النشور نے بہ نفس نفیس آپ کو قدر آن و حکمت کی تعلیم دی۔ قرآن کریم جو دینی علوم و معارف کا سرچشمہ ہے۔ اس سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پوری طرح سیراب تھے۔ آپ کا شمار اُن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ہوتا تھا جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی میں نہ صرف یہ کہ پورا قرآن زبانی یاد کر لیا تھا بلکہ اس کی ایک ایک آیت کریمہ کے معنی اور شان نزول سے واقف تھے۔ آپ نے بچپن سے لے کر وصال مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک تقریباً تیس سال حضور نبی اکرمؐ کی خدمت و رفاقت میں بسر کئے۔ اس مسلسل رفاقت و محبت کے سبب آپ اسلام کے احکام، افرائض اور ارشادات نبوی کے سب سے زیادہ جاننے والے اور سب سے بڑے عالم و فاضل تھے۔ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فقہ، اجتہاد میں کامل دسترس اور غیر معمولی بصیرت حاصل تھی۔ چونکہ عالم طفولیت ہی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن عاطفت میں تربیت پائی تھی۔ اس لئے اخلاق و تقویٰ اور معارف قرآن میں اپنی نظر آپ تھے۔ یہ سبھی فیضانِ انور صرف لعاب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل آپ کو حاصل ہوا جو کہ آپ نے تناول کیا تھا۔

۱۔ محسن اعظم اور محبین ص ۱۶۹

۲۔ تفسیر روح البیان ص ۱۰۵ جلد ۴



پہنایا حضرت زیدۃ العارفین حجۃ الکاملین خواجہ فرید الدین عطار رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ آپ کی شان مقدس میں رطب اللسان ہوئے کہ ۔ ۱۵

خواجہ حق پیشوا کے راستیں  
کوہ علم و بحر علم و قطب دیں  
ساتی کوثر امام و رہ گنا  
ابن عم مصطفیٰ شیر خدا  
مرتضیٰ و محتجب جفت بتول  
خواجہ معصوم و امام رسول  
در بیان رہتمو لئے آمدہ  
صاحب ستر سلوئے آمدہ  
مقدماے دیں بہ استحقاق اوست  
مفتی مطلق علی الاطلاق اوست  
چوں علی از علین ہائے حق کی است  
عقل را در پیش علمش کے شکے است

ہم تراوسی کم علی جان مگر کہہ است  
 ہم علی مستول فی الذات اللہ است  
 گشت اندر کعبہ آن صاحب قبول  
 بت شکن بر پستی پشت رسول  
 گاہ در جوش آمده از کار خویش  
 گاہ فرو رفتی بچہ اسرار خویش

## فیضانِ نبوی

### حکایت نمبر ۷۹

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں  
 "پرسیدہ شد از علی رضی اللہ عنہ از سبب ہم و حفظ و  
 گفت چون غسل دادہ شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را  
 جمع شد آب در پلکھائے وے پس برداشتم من بزبان  
 خود آن را فرد بردم پس میدانم قوت حفظ از وے

(اشعث المصنوع جلد ۲)

\* سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا سبب پوچھا گیا کہ



آخر آپ میں اتنا علم کہاں سے آگیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ  
وسلام کو آخری غسل شریف دے رہا تھا تو پانی کے چند قطرے نبی کریم کی ہاتھوں  
پر ٹھہر گئے اور میں نے ان قطروں کو چوس لیا۔ پس پھر کیا تھا علم و ادراک کا  
مصدر میرے اندر ٹھاٹھیں مار رہے ہو گئے۔

### نتیجہ و فکر

شافی محشر علیہ الصلوٰۃ وسلام نے آخری غسل مبارک کے پانی کے  
چند قطروں ہی کا یہ کمال تھا کہ ان کو چوسنے لینے کے فیصلے سے خالق کائنات  
نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شرح صدر کو کھول دیا اور  
آپ علم و ادراک کی بلندیوں پر سرفراز ہو گئے۔ اور انہیں قطروں کے  
سبب آپ نے ذہن رسا اور روشن فکر پایا تھا۔ پچیدہ مسئلہ پچیدہ مسائل  
میں آپ رنگاہ نکتہ رس میں معاشے کی تہہ تک پہنچ جاتی تھی۔ جس طرح اسرار  
یعنی سب سے زیادہ بہادر تھے۔ اسی طرح اقصیٰ یعنی فیصلہ جگانے میں  
سب سے بڑے قاضی بھی تھے۔ فصاحت و بلاغت تو آپ سے لبوں کو چومتی  
تھی اور تحریر و خطابت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گہری کنیریں تھیں  
آپ کو شعر کا بھی ذوق تھا۔ اور آپ سے منسوب بھی ہیں۔ صحابہ کرام رضوان  
اللہ علیہم اجمعین نے آپ ہی کے متعلق سعید و عالم سرور کائنات اور زمر  
انسانیت کی زبانوں سے سنا کہ آپ فرماتے ہیں

أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلَى بَابِهَا

"میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے"

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ زائد بھی تھے۔ اور اپنی تقویٰ بھی تھے۔ اور  
برائیوں کے مٹانے والے اور نیکیوں کے قائم کرنے والے بھی تھے۔

گویا۔ سیدنا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان مقدس  
بڑی ارفع و اعلیٰ ہے اور جو کچھ بھی اوصاف و کمالات آپ میں پائے جاتے  
ہیں یہ سبھی علوم و اختیارات و راصل شہنشاہ لولاک علیہ الصلوٰۃ و السلام کے  
ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

## اخلاص علی

### حکایت نمبر ۷۷

امیر المومنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جنگ میں  
ایک کافر پر قابو پایا۔ اور اسے گرا کر اس پر تلوار چلانے لگے کہ اس کافر نے حضرت  
علیؑ کے چہرہ انور پر تھوک دیا۔ آپؑ نے فوراً ہنہ شمشیر میان میں کر لی۔ اور  
چھپے ہوش گئے۔ اور وہ کافر بڑا ہی حیران و پریشان ہوا اور جناب علیؑ سے  
میں طلب ہو کر کہنے لگا۔

اے علیؑ تم نے مجھ بوری طرح قابو میں لے لیا تھا۔ پھر چھوڑ کیوں دیا۔  
یہ خانیچہ سیدنا سخی المرثیہ علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس مبارک اخلاص



کو مشنوی شریف میں حضرت زبدۃ العالین مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ  
اپنے پیارے انداز میں بیان کرتے ہیں۔ اس کا اردو ترجمہ مینٹے :-

کہتے ہیں شیر خدائے ایک بار

ایک دشمن پر کیا خنجر سے وار

بھاگا ایسا زخم کھا کے پشت پر

کی نہ مارے خوف کے پیچھے نظر

کب بھلا ممکن تھا کر کے کوئی پھسل

شیر کے پنجے سے یوں جاسے نکل

کر تعاقب جا کر آیا خاک پر

تھے جدا کرنے کو تن سے اس کا سر

ناگہاں اس مشرک بے عقل نے

چاند سے چہرے پہ تھوکا جہل سے

مرتضیٰ نے ہاتھ سے خنجر کو چھوڑ

منہ لیا اس کافر بے دیں سے موڑ

چھوڑ کر اس کو ہوئے یکسو کھڑے

یہ کہا بخشا تجھے ہسٹ جا پرے

درگزر تھی یہ خلافت واپس جنگ  
 رہ گیا کافر کھڑا پیران و دنگ  
 دست بستہ عرض کی اسے بالکمال  
 گمراہ جانت ہو کروں میں اک سوال  
 موت تھی میری شہادت کی سزا  
 عفو میں مجھ کو بتا حکمت ہے کیا  
 مسکرا کر وہ دلی انسن و جان  
 یوں ہوئے اپنی زباں سے درفشان  
 تجھ کو مجھ سے تھی نہ ذائق دشمنی  
 جو عداوت تجھ سے تھی اللہ تھی  
 بارتا اس وقت میں جھسکو اگر  
 نفس کہتا دل میں اپنے پھول کر  
 انتقام اس سے لیا اچھا کیا  
 تھوکنے کا اس نے کچھ پایا مرا  
 شیر حق ہوا حق پہ ہے میرا یقین  
 نفس کے کہنے میں چلتا نہیں



دیکھ کر احتلاص شاہ دین کا  
 مشرک بے دین مسلمان ہو گیا  
 مرتضیٰ کا دیکھ کر احتلاص تام  
 قوم بھی اس کی ہوئی مومن تمام  
 شیر حق سے بے سبق احتلاص کا  
 یوں ادا کرتے ہیں حق احتلاص کا

(مشنوی شریف کا ترجمہ موتیوں کا ہار ص ۷۵)

نتیجہ دیکر

علم کی تلوار کرتی ہے وہ کام  
 پھوڑتی ہرگز نہیں دشمن کا نام

# حکایت نمبر ۷

ایک دن حضرت جبریل امین علیہ السلام ایک دیہقان کی شکل میں سیدنا  
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور پیش خدمت  
ہو کر عرض کی۔ "یا اعلیٰ" آپ باب مدینۃ العلوم ہیں۔ ذرا جبریل کی تلاش  
تو کیجئے۔ اور بتائیے کہ جبریل امین اس وقت کہاں ہے۔

پہنانچہ حیدر گہرا درختی اللہ عنہ نے پہلے تو دائیں بائیں دیکھا پھر زمین کی طرف  
دیکھا اور پھر آسمان کی طرف دیکھا اور پھر آگ نے فرمایا اس وقت جبریل نہ  
تو آسمان پر ہے اور نہ زمین میں کہیں ہے۔ اس لئے میرے خیال میں جبریل  
تو تو ہی ہے۔ (نذہۃ المجالس ص ۳۵۲)

نیز

یہ سنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہوں میں کائنات کی کوئی چیز بھی پنہاں نہیں آئے گی۔ نظر پاک وہ نظر ہے کہ جبریل ایسا بھی اس نظر سے چھپ نہیں سکے اور جس آقا و مولیٰ رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک غلام اور خادم کی نظر سے حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی نہ چھپ سکے ۔۔۔

ہوئی اس آقائے نامور کی اپنی نظر پاک سے کون سی شے ہے جو چھپ سکے  
گو یا حضور دانا ئے غیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ نگاہ مقدس ہے  
کہ خدائی تو خدائی کیا ؟ خود خداوند قدوس بھی حضور کی نگاہ پاک سے



نہ چھپ سکے۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :-

اور کیا غیب تم سے نہاں ہو بھلا  
جب نہ خدا ہی چھپا تم پر کروڑوں رو

# ایک عجیب فیصلہ

## حکایت نمبر ۷۹

ایک دن تین شخص سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اور  
سترہ اونٹ بھی اپنے ساتھ لائے اور آپ سے عرض کی کہ حضور! یہ سترہ  
اونٹ ہمارے سرایہ کے منافع کے ہیں۔ ان کو اس طرح تقسیم کریں کہ کسی  
اونٹ کو ذبح کر کے تقسیم نہ کرنا پڑے۔ ہم میں سے ایک کا نصف حصہ ہے  
اور ایک کا تیسرا اور ایک کا نوواں حصہ ہے۔  
آپ نے اپنے غلام خیر کو حکم دیا کہ ان سترہ اونٹوں کو ایک قطار میں  
کھڑا کر دو۔ اور اپنا ایک اونٹ بھی لا کر ان کے ساتھ کھڑا کر دو۔ خیر نے حکم کی  
تعمیل کی۔ آپ نے نصف حصہ والے کو حکم دیا کہ آپ اپنے نو اونٹ لے لو۔  
اس نے لے لئے۔ پھر آپ نے تیسرے حصے والے کو حکم دیا اسی نے بھی اپنے چھ  
اونٹ لے لئے۔ پھر آپ نے نویں حصے والے کو حکم دیا کہ تم بھی اپنے دو اونٹ  
لے لو۔ اس کے بعد آپ نے خیر کو حکم دیا کہ اپنا اونٹ لے جا کر اپنے اونٹوں میں

باندھ دے راسی طرح آپ نے سترہ اونٹ تقیم کر دیئے  
 (ریادگار علی ص ۹)

## نتیجہ و فکر

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 کی طفیل کمالی ذہن دیا تھا۔ جس کی بدولت آپ سچے سچے پیچیدہ مسائل بھی قرا  
 لیتے اور معترضین کو اعتراض کی بھی ضرورت نہ پڑتی۔ کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے مونی علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ہی فرمایا تھا کہ میں علم کا شہر ہوں اور  
 علی اس کا دروازہ ہے۔ پھر جس شہر کے دروازے کا آنا وسیع علم ہو  
 تو اس شہر کا اپنا علم کتنا ہوگا :-

## علی کی آرزو

### حکایت نمبر ۸۰

ایک دفعہ ایک شخص نے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے  
 سوال کیا کہ آپ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے ہیں کہ :-

”اے خدا ہم کو خلفائے راشدین کے نقش قدم پر چلنے کی  
 توفیق دے۔ اور انہیں کے سے کام کرنے کی توفیق عنایت فرما۔  
 اور ان کے کاموں کی طرح ہمارے کاموں کی اصلاح کر۔“



سائل ! یا علیؑ - یہ کون لوگ ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مبارک  
آنکھوں میں ہنسو آگئے۔ اور سائل سے فرماتے لگے :-

”یہ میرے حبیب ابو بکرؓ و عمرؓ (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ جو ان  
کی پیروی کرے گا نجات پائے گا۔ اور حزب اللہ میں داخل  
ہوگا۔“ (یادگار علی ص ۸)

### نتیجہ و فکر

سیدنا امیر المومنین صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کی  
بہت مقدس شان ہے۔ اور خود سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کی تعریف  
میں رطب اللسان رہتے تھے۔ اور انہیں بقول ان حق کے نقش قدم پر چلنے کی  
ہر وقت نصرت و آرزو رکھتے تھے۔ معلوم ہوا سیدنا صدیق اکبر سیدنا فاروق  
اعظم حق پر تھے۔ اور بنی اکرم کے ہدایت یافتہ تھے۔ غاصب و ظالم نہ تھے۔ مولے  
علی رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق ان دونوں سے محبت رکھنا جزو ایمان اور  
ان کے قدم بہ قدم چلنا درحقیقت حزب اللہ میں شمولیت ہے۔ اور جو شخص ان  
کے خفی ہونے سے انکار کرے وہ کیوں نہ بد نصرت ہوگا۔ لہذا ان لوگوں کو  
چاہیے کہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے اتباع خلفائے  
راشدین کریں :-

# خونناک سیاست

## حکایت نمبر ۸

جنگ صفین نے مسلمانوں میں ایک نیا فرقہ "خوارج" پیدا کر دیا تھا۔ اگرچہ یہ فرقہ تمام تر سیاسی اغراض و مقاصد رکھتا تھا، لیکن مسلمانوں کے دوسرے سیاسی فرقوں کی طرح اس کے عقائد بھی دینی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ اس نے اپنا سیاسی مذہب یہ قرار دیا تھا۔

"ان الحکماء الا اللہ"

یعنی حکومت کسی آدمی کی نہیں ہونی چاہیئے۔ دراصل تاریخ اسلام کے خوارج موجودہ تمدن کے انارکسٹ تھے۔ لہذا وہ کوفہ اور دمشق دونوں حکومتوں کے مخالف تھے۔ مکہ میں بھی کمر خاں جیوں نے سارشن کی تین آدمیوں نے بڑا اکٹھا یا کہ پوری تاریخ اسلام بدل دیں گے اور انہوں نے بدل دی۔

☆ عمرو بن لکھتمی نے کہا:-

"میں حاکم مصر عمرو بن العاص کو قتل کر دوں گا، کیوں کہ وہ فتنہ کی متحرک روح ہے۔"

☆ برک بن عبد اللہ تمیمی نے کہا:-

"میں سعادت بن ابی سفیان کو قتل کر دوں گا، کیوں کہ اس نے شام میں قیصریت قائم کی ہے۔"

☆ عبد الرحمن بن بلعم سرادی نے کہا:-



ایک لمحہ کے لئے خاموشی چھا گئی۔ علی ابن ابی طالب کے نام سے دل تھراتے تھے۔ بالآخر ابن بلجم نے مہر سکوت توڑی میں علی کو قتل کر دوں گا۔

ان ہولناک مہموں کے لئے، اررمضان شریف کی تاریخ مقرر کی گئی پہلے دو شخص اپنی مہم میں ناکام رہے۔ لیکن ابن بلجم کامیاب ہو گیا۔ اس اجمالی کی تفصیل حسب ذیل ہے :

مکہ سے چل کر ابن بلجم کو قہ پہنچا یہاں بھی خوارج کی ایک بڑی تعداد موجود تھی ابن بلجم ان کے ہاں آتا جاتا تھا۔ ایک دن قبیلہ یتیم الرباب کے بعض خاریجوں سے اس کی ملاقات ہو گئی۔ ان میں ایک خوبصورت عورت، ”قطام بنت شجنہ بن عدی بن عامر بھی تھی۔ ابہم اس پر عاشق ہو گیا۔ سنگدل نازنین نے کہا ”میرے وصل کی شرط یہ ہے کہ جو مہر میں طلب کروں وہ ادا کرو۔“

ابن بلجم راضی ہو گیا۔ قطام نے اپنا مہر یہ بتایا :

”تین ہزار درہم، ایک غلام، ایک کینز، اور علیؑ کا قتل۔“

ابن بلجم نے کہا منظور! مگر علی کو کیوں کر قتل کروں؟

خونخوار معشوقہ نے جواب دیا ”چھپ کر۔“

اگر تو کامیاب ہو کر لوٹ آئے گا۔ تو مخلوق کو شر سے نجات دے گا۔

اور اہل دیہال کے ساتھ مسرت کی زندگی بسر کرے گا۔ اگر مارا جائے گا تو

جنت اور لازوال نعمت حاصل کرے گا۔

ابن بلجم اس کے جواب سے مطمئن ہو کر یہ اشعار گانے لگا۔

ثلاثہ آلاف وعبد وقینۃ      وضرب علی بالجسام المہم

فلا مہرا علی من علی وان علی ولا قتال الا دون قتال ابن ماجہ

یادگار علی صلی اللہ علیہ وسلم مصنفہ پیر وغیرہ مولوی محمد عمر خاں

طبقات ابن سعد، کالی ابن اثیر

المحلال منہ وغیرہم

## نتیجہ فکر

جس طرح ابن سبا یہودی کے گروہ کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے عداوت تھی۔ اسی طرح خارجی گروہ کو اپنی بیت عظام رضی اللہ عنہم سے عداوت تھی۔ اور یہ دونوں گروہ ہی اسلام اور مسلمانوں کے لئے بے حد خطرناک ثابت ہوئے۔ چنانچہ ان خارجیوں کو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سخت عداوت تھی۔ اور وہ یہی چاہتے تھے کہ ان تینوں کو قتل دیں۔

# موت کا احساس

## حکایت نمبر ۸۲

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سحر کے وقت میں والد محترم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: فرزند! رات بھر جاگتا رہا ہوں ذرا دیر ہوئی بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ گئی تھی خواب میں حضور نبی کریم علیہ السلام کو دیکھا۔ میں نے عرض کیا:



یا رسول اللہ! آپ کی اُمت سے میں نے بڑی تکلیف پائی۔  
 تو حضور نے فرمایا: اے علیؓ! خدا سے دعا کرتے ہو ان سے پھٹکارا دیدے۔  
 ایک روایت میں ہے کہ مؤذن "ابن البناح کے پکارنے پر بھی آپؐ  
 اٹھے نہیں بلکہ لیٹے رہے۔ مؤذن دوبارہ خدمت میں حاضر ہوا، مگر آپؐ سے  
 پھر بھی اٹھانہ گیا۔ سہ بار اس کے آواز دینے پر آپؐ بمشکل بستر سے اٹھے  
 اور یہ اشعار پڑھتے ہوئے مسجد کو تشریف لے گئے۔

اشد وجانمیک للموت فان الموت لا قیسکا  
 موت کے لئے کمر کس لئے کیوں کہ موت تجھ سے ضرور ملاقات کرنے والی ہے

وانتخرج من الموت اذا خل بوا دیکا  
 موت سے نہ ڈر اگر وہ تیرے ہاں نازل ہو جائے  
 (احیاء العلوم جلد ۱، الفصل ۱۵۴)

### نتیجہ و فکر

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب مبارک میں آنے والے حادثہ  
 کا احساس پیدا ہو گیا تھا۔ کیوں کہ آپؐ مدینۃ العلم کے دروازہ تھے، اور یہ بھی  
 معلوم ہوا کہ خود حضور علیہ السلام بھی آپؐ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا  
 علیؓ! تم ان مصائب و آلام سے پھٹکارا حاصل کرنے کے لئے خدا سے دعا کرو  
 تمہاری مشکلیں حل ہو جائیں گی۔ گویا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی  
 اور فریاد رس ہیں۔ اور جو اس حقیقت کا انکار کرے وہ بے خبر ہے۔

# وصیت علی

حکایت نمبر ۸۳

امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصاں شریف کے وقت ایک وصیت کی جو کہ اپنی انادیت کے لحاظ سے بلند و بالا ہے اور فصاحت و بلاغت سے جامع اور رموز و اسرار سے ارفع و اعلیٰ ہے آپ رطب اللسان ہوئے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ علی ابن ابی طالب کی وصیت ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور یہ کہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میری نماز میری عبادت۔ میرا جینا۔ میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔ پھر اے حسن! میں تجھے اور اپنی اولاد کو وصیت کرتا ہوں کہ خدا کا خوف کرنا اور جب مرنا تو اسلام ہی پر مرنا سب مل کر اللہ کی رستی کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ کیوں کہ میں نے ابوالقاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سنا ہے کہ



اپنی کا ملاپ قائم رکھنا۔ روزے نماز سے بھی افضل ہے۔  
اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھوان سے بھلائی کرو۔ خدا  
تم پر حساب آسان کر دے گا۔ اور ہاں یتیم یتیم کا  
خیال رکھو۔ ان کے منہ میں خاک مت ڈالو وہ تمہاری موجودگی  
میں ضائع نہ ہونے پائیں۔ اور دیکھو! تمہارے پڑوسی! اپنے  
پڑوسیوں کا خیال رکھو کیونکہ یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم برابر پڑوسیوں کے حق میں وصیت کرتے رہے ہیں  
تک کہ ہم سمجھے شاید انہیں ورثہ میں شریک کر دیں گے۔

اور دیکھو! قرآن، قرآن! ایسا نہ ہو قرآن پر عمل کرنے  
سے کوئی تم پر باز نہ لے جائے۔ اور نماز! نماز! کیونکہ وہ  
تمہارے دین کا ستون ہے۔ اور تمہارے رب کا گھر اپنے  
رب کے گھر سے غافل نہ ہونا۔ اور جہاد کیے ہو۔ زکوٰۃ  
زکوٰۃ! زکوٰۃ پر وردگار کا غصہ ٹھنڈا کر دیتی ہے۔ اور ہاں  
تمہارے نبی کے ذمی! تمہارے نبی کے ذمی (یعنی وہ غیر مسلم جو  
تمہارے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں) ایسا نہ ہو ان پر تمہارے  
سامنے ظلم کیا جائے۔ اور تمہارے نبی کے صحابی! تمہارے نبی  
کے صحابی! یاد رکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صحابیوں  
کے حق میں وصیت کی ہے۔ اور فقراء و مساکین انہیں اپنی رزق

میں شریک کرو۔ اور تمہارے غلام! تمہارے غلاموں  
 کا خیال رکھنا۔ خدا کے باب میں اگر کسی کی بھی پروا نہ کرو گے  
 تو خدا تمہارے دشمنوں سے تمہیں محفوظ کر دے گا۔ خدا کے  
 تمام بندوں پر شفقت کرو۔ میٹھی بات کرو۔ ایسا ہی خدا  
 نے حکم دیا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ چھوڑنا اور نہ  
 تمہارے اشرار تم پر مسلط کر دیے جائیں گے۔ پھر تم دعائیں  
 کرو گے مگر قبول نہ ہوں گی۔ باہم ملے جلے رہو۔ بے تکلف  
 اور سادگی پسند رہو۔ خیر دار ایک دوسرے سے نہ کٹنا اور نہ  
 آپس میں پھوٹ ڈالنا۔ نیکی اور تقویٰ پر باہم مددگار رہو مگر  
 گناہ اور زیادتی میں کسی کی مدد نہ کرو۔ خدا سے ڈرو۔ کیوں کہ اس  
 کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔ اے اہل بیت! خدا تمہیں محفوظ  
 رکھے اور اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ پر قائم رکھے  
 میں تمہیں خدا ہی کے سپرد کرتا ہوں۔ تمہارے لئے سلامتی اور  
 اور برکت چاہتا ہوں۔

واللہ اعلم بالصواب، بحسن العظم اور محسن العظماء، محافل و مجالس

طبری جلد ۶



## نتیجہٴ فکر

سیدنا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم و فضل زہد و اتقاء  
 فہم و ذکا اور عقل و دانش کے بہترین نمونہ تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی  
 نظریں آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ فصاحت و بلاغت کے منبع تھے۔ اس  
 حقیقت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ سیدنا امیر المومنین حضرت  
 عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے وسیع نظر خلیفۃ المسلمین نے بھی آپ کے  
 علم و فضل کو سراہا۔ اور ہمیشہ آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ قرآنی علوم اور  
 معارف کے آپ بے نظیر ماہر تھے۔ نیز آپ نے عامۃ الناس اور خصوصاً  
 اپنے اہل بیت رضی اللہ عنہم کو جو وصیت عدل و انصاف کے واسطے کی ہے  
 وہ اپنی مثال آپ ہے۔ تصرف و شریعت کے اسرار و رموز کے آپ شناسا  
 تھے۔ اور تزکیہ نفس میں جو عظیم المرتبہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حاصل  
 ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہمارے صوفیائے کرام  
 اور اولیاء عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تمام سلسلے آپ ہی سے  
 شروع اور آپ ہی پر ختم ہوئے اور آپ ہی ہمارے ”سلسلہٴ حیشتیہ“  
 رضی اللہ عنہم کے جبرائیل ہیں۔ تصوف و سلوک کے منازل کے بارے میں  
 جو باتیں آپ نے از شاد فرمائیں وہ تمام اولیاء عظام رضی اللہ عنہم کے نزدیک  
 ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضرت زبدۃ العارفین و مدیالین  
 عظام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

امیر المومنین سیدنا امیر المومنین اصل فتوت

امیر المؤمنین نطق زبان است  
امیر المؤمنین شرح بیان است

امیر المؤمنین سلطان عادل  
امیر المؤمنین انسان کامل

امیر المؤمنین باب ولایت  
امیر المؤمنین فتح نبوت

اگر از بخت برخوردار باشی

مطیع حشدر کرا باشی

## شہادت علی

### حکایت نمبر ۸۴

۱۷۔ رمضان المبارک ۴۰ھ کو سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
صبح کی نماز پڑھنے مسجد میں تشریف لائے۔ اور ابن ہشام کو جو مسجد میں سورا  
تھا، جگایا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کی۔ سرسجدے میں اور دلی  
رازدنیاز ایسی میں مصروف تھا۔ کہ اتنے میں ابن ہشام ملعون نے زہر میں بھی  
ہوئی تلوار جو کہ اسی ناپاک مقصد کے لئے پہلے سے تیار کی ہوئی تھی آپ پر  
وار کیا۔ زخم میرا قدس پرہ آیا۔ زخم کھا کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک  
نعرہ مارا۔  
فَدُتْ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ  
خدا کی قسم میں اپنی مراد کو پہنچا



اور پھر آپ نے یہی پر گبر گئے۔ اور حکم فرمایا کہ میرے قاتل کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔ یہ حکم سن کر لوگوں نے قاتل کو پکڑ کر آپ کے سامنے لے آئے۔ حضرت مولیٰ علیؑ نے فرمایا: اس میرے بھان کے لئے نرم بستر بچھاؤ۔ اچھا خوش ذائقہ کھانا پکا کر اسے کھلاؤ۔ اور اسے ٹھنڈا پانی بھی پلاؤ۔ زہر آلود تلوار کا زخم اور کاری زخم حالت نازک سے نازک تر ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اور آپ کو شدت سے پیاس لگی۔ گھروالے آپ کے لئے شربت بنا کر لائے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پہلے میرے قاتل کو یہ شربت پلاؤ۔ گھروالے جب شربت ابن بلجم کے پاس لائے تو وہ بد بخت بولا میں جانتا ہوں کہ تم نے اس میں میرے لئے زہر گھول رکھا ہے۔ یہ کہہ کر شربت پینے سے انکار کر دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ بات سن کر روئے اور فرمایا: اے یہ نصیب اگر تو اس وقت یہ میرا شربت پی لیتا تو میں قیامت کے دن جام کوثر پر گزرتا۔ پتیا جب تک پہلے تجھے نہ پلا لیتا۔ مگر میں کیا کروں کہ تو میرے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتا۔ اس کے بعد اپنے کی حالت بہت نازک ہو گئی۔ اور فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت بڑی جماعت فرشتوں کی ہے۔ ان کے ساتھ بہت بڑے تافلے نمبوں کے ہیں۔ سب سے آگے قافلہ سالار حضور سید المرسلین ﷺ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ "اے علیؑ! خوش ہو جاؤ کہ اب تم بڑے عین اور راحت میں بلائے جاتے ہو" اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کچھ وصیتیں فرمائیں۔ اپنے قاتل کے متعلق کہا کہ "محمولی طور پر قصاص لینا"۔ بالآخر ۲۰ رمضان المبارک ۴۰ ہجری جمعۃ المبارک کی شب تریستھ سال کی عمر میں شہادت پائی۔ اسی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوا تھا۔ حضرت

انام عسکری نے خود اپنے ہاتھوں سے تجہیز و تکفیس کی۔ اور ابو تراب کو  
سپرد خاک کر دیا گیا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

## نتیجہ و فکر

ان مقبولان حق کی یہ سیرت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخم کھاتے  
ہیں۔ اور قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ ہم اپنی مراد کو پہنچے اور اپنے قاتل کی خاطر و مدارات  
بھی کرتے ہیں اور ان پاک لوگوں پر بڑے سے بڑے مصائب و آلام بھی نازل  
ہوتے ہیں۔ اور وہ ہر حال میں خدا تعالیٰ کی مرضی پر راضی رہ رہا رہتے ہیں۔ اور  
یہ بھی معلوم ہوا کہ ان مقبولان الہی کی موت محض ایک نقل مکانی ہوتی ہے۔  
گویا ۔۔۔

دلہا مت نام ز آتش حسرت کباب شد

جانہا ایسر سلسلہ اضطراب شد

لب تشنگان بادیہ اشتیاق را

دریا سئے بحر و صبر و سلامت سراب شد



# انہما رِعریت

## حکایت نمبر ۸

حضرت زید بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین جانشین رحمۃ للعالمین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر حضرت کلثوم بنت عمرؓ کے ذریعہ مدینۃ الرسول میں پہنچی تو اس ناگہانی خبر کو سنتے ہی تمام شہر میں کہرام مچ گیا۔ کوئی آنکھ نہ بھٹی جو نہ روتی ہو۔ بالکل وہی منظر درپیش تھا جو سید لولاک حضرت محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات شریف کے دن دیکھا گیا تھا۔ جب ذرا سکون ہوا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا :-

چلو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھتیجے کی موت سن کر اُن کا کیا حال ہوتا ہے۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

سب لوگ ہجوم کر کے ام المؤمنین کے گھر گئے۔ اجازت چاہی۔ انہوں نے دیکھا کہ حادثہ کی خبر یہاں پہلے سے پہنچ چکی ہے۔ اور ام المؤمنین غم سے نڈھال اور آنسوؤں سے تر تر بیٹھی ہیں۔ لوگوں نے حالت دیکھی تو خاموشی سے لوٹ آئے۔

حضرت زید بن حنین رضی اللہ عنہ پھر طب اللسان ہوئے کہ دوسرے دن مشہور ہوا۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ نبی اکرم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور پر جا رہی ہیں مسجد میں جتنے بھی مہاجرین و انصار تھے استقبال کو اٹھ کھڑے ہوئے اور ام المؤمنین نہ کسی کے سلام کا جواب دیتی تھیں۔ نہ ہی بولتی تھیں۔ شدت گریہ سے آپ کی زبان مبارک بند تھی۔ دل تنگ تھا۔ چادر تک نہ سنبھلتی تھی۔ بار بار پیروں میں الجھتی اور آپ کو کھڑا جاتی۔ بدقت تمام روضہ منورہ پر پہنچی۔ لوگ پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ روضہ انور میں داخل ہوئیں۔ تو دروازہ شریف پکڑ کر کھڑی ہو گئیں۔ اور ٹوٹی ہوئی آواز میں نئی آنکھ لڑی کی قبر مبارک سے کہا۔

”اے نبی ہدایت! تجھ پر سلام! ابوالقاسم تجھ پر سلام رسول اللہ! آپ پر اور آپ کے دونوں ساتھیوں پر سلام میں آپ کے محبوب ترین عزیز کی موت کی خبر آپ کو سنانے آئی ہوں میں آپ کے عزیز ترین کی یاد تازہ کرنے آئی ہوں بخدا آپ کا چہنہ ہوا عبیث منتخب کیا ہوا عزیز قتل ہو گیا جس کی بیوہ افضل ترین عورت تھی۔ واللہ وہ قتل ہو گیا جو ایمان لایا اور ایمان کے عہد میں پورا اُترا میں رونے والی غمزدہ ہوں میں اس پر آنسو بہانے اور دل جلانے والی ہوں۔ اگر قبر کھل جاتی تو آپ کی زبان مبارک بھی یہی کہتی کہ میرا عزیز ترین اور افضل ترین وجود قتل ہو گیا۔“



## نتیجہ فکری

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت سے تمام مسلمانوں کو بہت سخت صدمہ ہوا، اور خصوصاً ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو زیادہ ہوا، کیوں کہ آپ مسلمانوں کی ماں تھیں، اگر ماں کے سامنے اولاد مر جائے تو کیا ماں کو احساس نہیں ہوتا کیا رنج و ملال اور روحانی و ذہنی تکلیف نہیں ہوتی؟ یقیناً دل و دماغ کو تکلیف ہوتی ہے اور ایک گھڑی وہ بھی آجاتی ہے کہ صبر کا دامن بھی چلا جاتا ہے۔ اور عقل سلیم کے مطابق حقیقت بھی یہی ہوتی ہے کہ ماں کو جو اپنی اولاد کے ساتھ محبت و الفت اور نسبت ہے، وہ عجیب الائنہ ہوتی ہے۔ چنانچہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا جب پتہ چلا تو بہت افسوس کیا۔ اور دلی جذبات برداشت نہ ہو سکے۔ اور اسی دلی کیفیت کے سبب آپؓ روضہ انور پر تشریف لے گئیں۔ اور اپنے دلی جذبات کا اظہار حضور سرور کون و مکان سے کیا، پھر کس قدر وہ بے غیرت اور بے حیاء آدمی ہیں جو کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عادات و بعض رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ”جواب عائشہ کو علیؓ سے بغض تھا، حالانکہ“ کتاب استیعاب“ میں مذکور ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ نے جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنی تو ٹھنڈی سانس لی اور فرمایا، ”اب عرب جو چاہیں کریں، کوئی انہیں روکنے والا باقی نہیں رہا۔“

# شجرۂ چشتیہ

قَالَ هَذِهِ سِلْسِلَتِي مِنْ مُشَائِخِي فِي طَرِيقَةِ  
الْچِشْتِيَّةِ نِظَامِيَّةِ رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالٰی  
عَلَيْهِمْ اَجْمَعِينَ

یہ سلسلہ میرا میرے مشائخ کا بیچ طریقہ چشتیہ نظامیہ کے راضی ہوا اللہ  
تعالیٰ ان سب سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحم کرے اور بخشنے والا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
بَعْدَ كُلِّ ذِمْرَةٍ مَّائَةِ اَلْفِ اَلْفٍ مَّرَّةٍ

وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

شجرہ مبارکہ کو بیچ گانہ نماز کے بعد ذوق عشق سے پڑھئے۔ بعدہ

ختم شریف کا اہتمام کیجئے۔ ترکیب حسب ذیل ہے :-



اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود چشتیہ شریف در میانی حصہ میں  
ایک مرتبہ شجرہ شریف ایک مرتبہ الحمد شریف تین بار آیت الکرسی تین بار  
چهار قل شریف پڑھ کر بارگاہ کون و مکان حضور سرور کائنات عالم  
ماکان و مایکون علیہ الصلوٰۃ و سلام میں نذرانہ عقیدت عجز و  
انکساری سے پیش کیجئے اور حضور ہی کے توسل سے سبھی انبیاء و صحابہ کرام  
اہل بیت عظام شہدائے کرام امہات المؤمنین بزرگان چہار سلاسل  
اور جملہ ہائے مسلمین عالم خصوصاً اولیائے چشت رضوان اللہ تعالیٰ  
علیہم اجمعین کی ارواح پاک کو بدیہ تبریک پیش کریں اس کے بعد اپنے  
اور اپنے شیخ کے درجات عالیہ کے بلند ہونے کی دعا کریں بندہ فرید کا ایمان  
ہے کہ ہندو پاکشان تو کیا؟ بر اعظم ایشیا خواجہ جگان خورش  
الثقلین مشائخ القطب حضرت سیدنا و مرشدنا غریب نواز سید  
معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کامرہون منیت ہے  
جن کی شب و روزہ انتھک عید و جہد سے فروغ اسلام اور دین  
مصطفائی کو چار چاند لگے اور انوار چشتیہ کی مقدس شعاعوں نے  
زرے زرے کو درخشاں کر دیا اور اولیائے چشت رضی اللہ عنہم  
کی طفیل خداوند قدوس ہر مسلمان مرد و عورت کو مصائب و آلام سے  
محفوظ رکھتے ہیں لہذا برادران طریقت شجرہ مقدس کی بلاناغہ سوز و  
گداز اور لجن سے تلاوت کریں۔

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

اسے خدا تو اپنی ذات کبریا کی واسطے  
 رحم کر محمد پر محمد مصطفیٰ کے واسطے  
 میں ہوا ہوں سخت زار اس دنیا میں اسیر  
 کھول دے مشکل میری علی المرتضیٰ کی واسطے  
 خواجہ بصری حسن کا نام لاتا ہوں شفیع  
 شیخ عبدالواحد اہل بقا کے واسطے  
 فضل کر محمد پر طفیل خواجہ ابن عیاض  
 شاہ ابراہیم بلخی بادشاہ کے واسطے  
 حضرت خواجہ حذیفہ کیلئے ملک رحم کر  
 بو صبیح ابی صبری صاحب ہدی کی واسطے  
 خواجہ ممشاد کی خاطر میرا دل شاد کر  
 شیخ ابواسحاق قطب چشتیا کے واسطے  
 خواجہ ابدال احمد بو محمد مقتدا  
 خواجہ بو یوسف صاحب صفا کی واسطے



خواجہ مودود حق، خواجہ حاجی شریف  
 خواجہ عثمان اہل اقتدا کے واسطے  
 والی ہندوستان خواجہ معین الدین حسن  
 اور قطب الدین قطب الاقبا کی واسطے  
 کام کر شیریں طفیل خواجہ گنج شکر  
 شاہ نظام الدین محبوب اولیا کی واسطے  
 دل کو روشن کر طفیل شاہ نصیر الدین چراغ  
 اور کمال الدین کمال اصفا کی واسطے  
 دور کر ظلمت میراج الدین دنیا کے لئے  
 خواجہ علم الحق عظیم الہدیٰ کی واسطے  
 حضرت محمود راجن سرور دنیا و دین  
 اور جمال الدین جمن صاحب صفا کی واسطے  
 شیخ حسن اور خواجہ شیخ محمد کی طفیل  
 حضرت یحییٰ مدنی مقتدی کی واسطے

فضل کر محمد پر طفیل شاہ کلیم اللہ ولی  
اور نظام الدین مقبول خدا کی واسطے

دین دنیا کا وسیلہ پر عالم فخر الدین  
قبلہ عالم نور محمدؐ رہنما کے واسطے

نور ایمان سے منور کر میرا قلب حزیں  
بہر جمال اللہ خواجہ تقا کے واسطے

شکھ وہ دے جس سے پہچانوں تیری ذات وصفات  
خواجہ عالی خدا بخش نور العلاء کی واسطے

دل میں میرے تو بسے اور بس رہے تیرا حبیب  
شبہ محمدؐ خدایا رغوٹ العلاء کی واسطے  
بادہ وحدت سے کر دے تو مجھے مست الست

خواجہ سیف الدین صدر اولیا کی واسطے  
ہر بن مومن سے میرے نکلے صدائے حق ہو

ہاشمی خواجہ محمدؐ رہنما کے واسطے



منبع جو دوستی منظر نور خدا  
 ذات پاک غلام محمد نور العلاء کیواسطے  
 جانشین فرید الدین، ضامن دنیا و دین  
 خواجہ غلام محمد صاحب سخا کیواسطے  
 مرکز انوار و تجلے منظر ظیل خدا  
 شہباز طریقت و خواجہ چشتی رضا کیواسطے  
 یا الہی کر عطا ہر قلب میں عرفان جہاں  
 محمد رضا المصطفیٰ پُر ضیا کے واسطے  
 سلیم مضطرب کے دل کو عطا ہوں سعیتیں  
 خاندانِ چشت کے کل اولیا کیواسطے  
 بخش دے اپنی محبت قطع کر دے ماسوا  
 واسطے پیرانِ شجرہ چشتیاء کے واسطے  
 کر قبول برکت سے ان ناموں کے ہر جائز دعا  
 یا رب اپنی رحمت بے انتہا کیواسطے



میرا دل رکھ دانتاً ذاکر بذكر اسم ذات  
 اے خدا جملہ مقدس اصفیا کیواسطے  
 نیکیوں سے دور بادریائے عصیاں غرق ہوں  
 دے رہائی اے خدا مجھ مبتلا کیواسطے  
 اے خدا مجھ کو تہی دستی کی کلفت سے بچا  
 اپنے اکمل مجود اور فضل وسخا کیواسطے  
 میرے ہر دشمن کو مجھ پر اے خدا راجم بنا  
 اپنی رحمانی رحیمی اور عطا کیواسطے  
 یا اہنی کا رشیطانی سے مجھ کو دور رکھ  
 ہر عمل مجھ سے کرا اپنی رضا کیواسطے  
 قبر میں آرام مجھ کو ابتداء سے کر عطا  
 اے خدا حضرت محمد مصطفیٰ کیواسطے



# دلی التجا

کرتے ترس ذرا بھلا پر میری بگڑی بناوے  
 اس خاک کے ذرے کو بیا بال بناوے  
 میں اپنی سیاہ کاری کی ظلمت سے ہر اسماں  
 تو بندہ نوازی سے مرا خوف مٹا دے  
 ہوں مست بخود مست زمانے سے یگانہ  
 اے ساتی مجھے جسام استی وہ پلاوے  
 وہ اور ہیں بہیار جو عیسے کے طلبگار  
 تو در و جبگر مرا اور بڑھاوے  
 مجھ کو نہ پسند آئے یہ اطوار زمانہ  
 میرے لئے دنیا ہی کوئی اور بناوے  
 ساتی مے حاضر کے ہوئے مجھ سے گریزاں  
 اب تیرے سوا جاؤں کہاں تو ہی بتا دے  
 اُجڑا دل رخصتا ہے خزاں عصر رواں سے  
 آباد جہاں تیرا مرا اُجڑا بسا دے



# دُعَاء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

يَا كَرِيمُ الطُّفُّ بِيْ وَبِوَالِدِيْ

اے مہربان مہربانی کر ساٹھ میرے اور ماں باپ میرے کے تمام

جميع الاحوال كما تحب وترضى

حالات میں جیسا تو دوست رکھتا ہے اور پسند کرتا ہے

يَا عَلِيمُ يَا قَدِيرُ يَا غَفُورُ

اے جاننے والے اے قدرت والے اور بخشنے والے مجھ کو

وَالِدِيْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرُ

اور میرے ماں باپ کو تحقیق تو ہر چیز پر قادر ہے

وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالٰى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

وَالِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ

الرَّاحِمِينَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ



(حمد حقوق بحق منصف محفوظ ہیں)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ \* غَمَدَانَا وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

نَقْلُ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ (پت غ ۶)

(بے شک ان کے قصوں میں عبرت ہے پیغمبر داروں کے لئے)

77

# حکایات چشتیہ

جامعہ اور سبق آموز

(حصہ اول)

مؤلفہ

مندۂ فریدہ محمد رضا المصطفیٰ چشتی نظامی

اس کتاب میں مقدس قرآن و حدیث اور دیگر چار سلاسل اور یار بانی کے ملفوظات و نصیحات اور اسلامی کتب کی روشنی میں ساقی کوثر صاحب لولاک دانے غیوب علیہ الصلوٰۃ و سلام کے فضائل و کمالات، فیوض و برکات، صداقت و عظمت اور انہیں کتب کے شواہد حضور پر نور کا مالک مختار، نور علی نور، بے نظیر و بے مثال ہونا ثابت کیا گیا ہے نیز ملفوظات راشدین جو کہ حضور کے ہم راز اور انسانیست کے محسنین تھے۔ ان کے کلمات بھی تحریر ہیں۔ اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی دلچسپ مفید اور دل و دماغ کو وسعت دینے والی حکایات جمع کر دی گئی ہیں۔ ہر حکایت کے بعد اس سے جو نتیجہ و فکر حاصل ہوتا ہے۔ وہ ساتھ ہی لکھ دیا گیا ہے اور ان حکایات چشتیہ کو بڑے مدلل و واضح پیرائے میں لکھا گیا ہے۔ حسب مرقعہ اشعار بھی درج ہیں۔ اور ہر حکایت چشتیہ کو اصل اور کئی کئی جوں سے دیکھ کر درج کیا گیا ہے۔ کتابوں کا نام صفحہ۔ جلد۔ سب کچھ لکھ دیا گیا ہے۔

ناشر: "کتب خانہ" الزواری چشتیہ ۱۶۶ پریس سٹریٹ

منصور آباد لاہور

GENERAL  
ENTERED  
NOV 1964

